پہلی صدی سے چودھویں صدی تک

افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

پر اجماعِ اُمت

مصنف

نقادالعصر

فیصل خان رضوی

دارالاسلام

[پہلی صدی سے چودھویں صدی تک]

سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قطعی افضلیت پر

اہل بیت، صحابہ، تابعین، مجتہدین، محدثین، فقہا، صوفیہ کے اقوال

أَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ بِحُجَجٍ قَطْعِيَّةٍ (۱۴۳۴ھ)

ابابکر عبداللہ ابن اباقحافہ صدیق عتیق قرشی (۲۰۱۳ء)

افضلیت

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

پر اجماعِ اُمت

تحقیق

نقاد العصر

فیصل خان رضوی

(راول پنڈی)

دار الاسلام

C-8 پہلی منزل محی الدین بلڈنگ، داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور

darulislam21@yahoo.com +92-42-37115165

razaulhassanqadri@gmail.com +92-321-9425765

www.facebook.com/Razaulhassan Qadri

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ   اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ

فیضانِ نورِ علم

امامِ اعظم علی الاطلاق مؤسس فقہ حنفی ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رحمۃ اللہ علیہ

امام المتکلمین مسدد ضلائل المبطلین مصحح عقائد المسلمین ابو منصور محمد ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ

غوث اعظم شیخ طریقت حضرت سید محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

برکۃ المصطفیٰ فی الہند شیخ محقق حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

میر مجلس

ذکی العصر فیلسوفِ اسلام اشرف العلماء امام اہل سنت حضرت شیخ الحدیث

علامہ ابو الحسنات محمد اشرف سیالوی مدظلہ

دار العلوم شمسیہ رضویہ سلاں والی سرگودھا

اعیانِ مشاورت

حضرت ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی، پروفیسر محمد اقبال مجددی، علامہ محمد اعظم سعیدی

پیر سائیں غلام رسول قاسمی، مولانا غلام نصیر الدین چشتی، قاری محمد لقمان قادری

صاحب الارشاد   **مؤسس و مدیر**

فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ مفتی غلام حسن قادری   محمد رضاء الحسن قادری

سلسلہ مطبوعات: ۱۷، طبع: ربیع الاول ۱۴۳۴ھ / فروری ۲۰۱۳ء، قیمت: 100 روپے NET

فہرست

تقریظ

ابوتراب مفتی سید ذوالفقار حسین گیلانی رضوی ﷾

ع کلکِ رضا ہے خنجرِ خوں خوار و برق بار

عقیدہ کسے کہتے ہیں؟ یہ ایک اہم اور نہایت دل چسپ گفتگو ہے، کیوں کہ عقیدہ ہی وہ شے ہے جس کے ذریعے انسان کے مذہب کی پہچان کی جاتی ہے۔ جیسا کہ حاشیہ المسایرہ میں رقم ہے:

ھی قضیۃ جزم فیھا ثبوت المحمول للموضوع او نفیہ عنہ۔

(حاشیہ علی المسایرہ ص ۲۱ مطبوعہ لاہور)

"عقیدہ وہ قضیہ ہے جس میں محمول کا موضوع کے لیے ثبوت یا محمول کی موضوع سے نفی کا جزم کیا جائے۔"

یعنی عقیدہ وہ شرعی مسئلہ ہے جس پر یقین یا عدم یقین رکھنا لازمی ہو۔

اور "المنجد" میں عقیدہ کی تعریف یہ لکھی ہے کہ

ما عقد علیہ القلب و الضمیر۔

"وہ شے جس پر قلب اور ضمیر یقین کر لیں۔"

الختصر یہ کہ عقیدہ ایک نظریہ ہے جسے یقین و اذعان کا نام دیا جاتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ و جل جلالہ واحد ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس مسئلہ پر یقین کامل اور اکمل رکھنا عقیدہ ہے۔ یوں ہی اقرارِ رسالت و اقرارِ دوزخ و جنت وغیرہ وغیرہ۔

پھر ان عقائد میں سے بعض وہ ہیں جن کا تعلق ضروریاتِ دین سے ہے اور بعض وہ

ہیں جن کا تعلق ضروریاتِ اہلِ سنّت و جماعت سے ہے۔ اول کا انکار کفر ہے اور دوم کا انکار اہلِ سنّت و جماعت سے خروج ہے۔ نیز ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک کا بھی انکار کفر ہے۔ اسی طرح ضروریاتِ اہلِ سنّت میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرنے والا اہلِ سنّت سے خارج اور بدعتی ہوتا ہے۔ (مطلع القمرین ص ۱۶۴ ملخصاً)

مذکورہ بات سے عقیدہ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ یعنی عقیدہ ہی وہ کسوٹی ہے جس کے ذریعے سے اہلِ حق اور اہلِ باطل کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔ عقیدہ ہی وہ کسوٹی ہے جس کے ذریعے ستارہ پرست، آتش پرست، عیسائی، ہندو نیز تمام غیر مسلم اور مسلم قوموں میں فرق ہوتا ہے۔ اہلِ سنّت و جماعت اور اہلِ تشیع کے درمیان عقیدہ کے فرق کی بنیاد مسئلہ تفضیل ہے یعنی اہلِ سنّت و جماعت افضل البشر بعد الانبیا خلیفۂ رسول خلیفۂ اول امیر المومنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق ﷺ کو مانتے ہیں جب کہ اہلِ تشیع خلیفۂ رسول خلیفۂ چہارم حضرت شیرِ خدا مولیٰ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو افضل البشر مانتے ہیں۔ اہلِ سنّت و جماعت اور اہلِ تشیع کے درمیان جس مسئلہ کو ستونِ اکبر اور ریڑھ کی ہڈی شمار کیا جاتا ہے وہ مسئلہ تفضیل ہے۔

الختصر یہ کہ ضروریاتِ اہلِ سنّت میں سے ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو خلفائے ثلاثہ پر تفضیل نہ دے۔ اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے تو وہ ضروریاتِ اہلِ سنّت میں سے ایک کا انکاری ہے۔ ایسا شخص گذشتہ اقوال کی روشنی میں اہلِ سنّت سے خارج ہے اور بدعتی ہے۔ لہٰذا عقیدہ کی اہمیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس پر خوب محافظت کی جائے۔

دورِ حاضر میں تفضیلیت کی بنیاد

علمائے اہل السنۃ والجماعۃ ابتدا سے یہی ارشاد فرماتے چلے آئے ہیں کہ تفضیل مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا عقیدہ اہلِ تشیع کا ہے نہ کہ اہلِ سنّت کا۔ مگر افسوس، صد افسوس، کہ دورِ حاضر میں جو لوگ عرصہ طویل سے اہلِ سنّت ہی کا نمائندہ شمار ہوتے رہے انھی لوگوں نے ایک سوچی سمجھی تدبیر کے تحت ہلدی کی گھٹلی ملنے پر پنساری کی دکان سجانے کا مصداق ہو کر تفضیلِ علی کا دعویٰ کر دیا اور اہلِ سنّت کی صفوں میں شامل رہنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

تاک پر دشمن بھی تھا پشت پر احباب بھی
تیر پہلے کس نے مارا یہ کہانی پھر سہی

اور طرفہ یہ کہ اہل سنّت کو یہ باور کرانے کی کوشش کی جارہی ہے کہ صدر اول سے اب تک اکثر سادات کرام تفضیل علی رضی اللہ عنہ کے قائل ہیں۔ حالاں کہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ صدر اول سے اب تک سادات کرام مسئلہ افضلیت میں اقوالِ علمائے اہل سنّت کے موافق ہیں اور برملا تفضیل سیدنا ابو بکر صدیق و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا اعلان کرتے آئے ہیں۔ فقیر اور اس کے آباؤ اجداد بھی اسی عقیدہ پر قائم ہیں۔

ذرائع کے مطابق اس کارروائی کے لیے ایک ٹولہ منظم طور پر علمائے اہل سنّت سے وقتاً فوقتاً ملتا رہا اور مسئلہ تفضیل پر ہم کلام رہا۔ جب ان لوگوں کو یقین ہوگیا کہ علمائے حق علمائے اہل سنّت کی توجہ اس مسئلہ کی طرف مبذول نہیں ہوئی، تو انھوں نے اس موضوع پر کتابیں شائع کروانا شروع کردیں۔ ان تحریروں میں مسئلہ تفضیل کی قطعیت اور ظنیت پر بحث کرنا شروع کی اور رفتہ رفتہ کھل کر سامنے آگئے اور ان لوگوں نے تفضیل علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا دعویٰ کردیا۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

صفحنا عن بني ذهل — و قلنا القوم اخوانٌ

ہم بنی ذہل (قبیلہ) سے گذرتے رہے اور کہتے رہے: یہ ہمارے بھائی ہیں۔

عسى الايام ان يرج — عن قومًا كالذى كانوا

نیز یہ امید لگائے رہے کہ عن قریب یہ لوگ ترش روئی ترک کرکے پہلے کی طرح ہو جائیں گے۔

فلما صرح الشر — و امسى و هو عريان

مگر جب وہ اپنی کج روی سے باز نہ آئے اور ان کا شر کھل کر سامنے آگیا۔

لم يبق سوى العدوى — دناهم كما دانوا

یہاں تک کہ ان کی طرف سے سوائے عداوت کے کچھ باقی نہ رہا تو اب ہم نے بھی انھیں برابر کا جواب دینے کا ٹھان لی ہے۔

مشينا مشية الليث — غدا و الليث غضبان

ہمارا مقابلہ کے لیے آگے بڑھنا شیر کی طرح ہے اور حملہ اس حال میں ہے کہ انتقام کا شیر غضب ناک ہوتا ہے۔

و بعض الحلم عند الجه — ل للذلة اذعان

کیوں کہ بعض اوقات کسی کی جہالت خاموشی سے برداشت کرلینا باعث ذلت ہو جاتا ہے۔ خاموشی سے بھی ظالم کو مدد ملتی ہے۔

و فى الشر نجاة حين — ن لا ينجيك احسان

نیز جب احسان اور نرم خوئی سے سامنے والا ناجائز فائدہ اٹھائے اور اسے سمجھانا نافع نہ ہو تو پھر کامیابی 'اینٹ کا جواب پتھر سے' دینے میں ہی حاصل ہوتی ہے۔

المختصر یہ کہ صدر اول سے لے کر آج تک اہل سنّت و جماعت کا یہی عقیدہ رہا ہے۔ ان شاء اللہ قیامت تک رہے گا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سب سے افضل جناب سیدنا ابو بکر صدیق، پھر حضرت عمر فاروق، پھر حضرت عثمان اور پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔ علمائے اہل السنۃ نے کتاب و سنّت سے دلائل اخذ کرکے یہی نتیجہ نکالا ہے، مگر موجودہ دور میں نہ جانے کیا ہوا کہ چند مولانا حضرات نے مل کر کچھ کمزور دلائل کو مدنظر رکھ کر اس عقیدہ کے خلاف قول کیا اور خود کو سلف و خلف کا پیروکار ثابت کرنے کی کوشش کی اور نہ جانے کیسے اکابر امت کو اپنے مذموم عزائم کا نشانہ بنایا۔ مسائل کے سمجھاؤ کے لیے صرف احادیث کا پیش کرنا ہی کافی نہیں، بل کہ اسنادِ حدیث پر نظر کرنا بھی لازم ہے جیسا کہ امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک اس سلسلہ میں اہم ہے کہ "الاسناد فی الدین" "بغیر سند کے حدیث کی حجیت ثابت ہرگز نہیں ہوسکتی، پھر نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ" مگر آوِ وہ آ نکھ نا کام تمنا ہی رہی"

نیز مسئلہ تفضیل میں علمائے اہل سنّت سے اختلاف کرنے والا کوئی بھی شخص دلائل کی روشنی میں اپنے موقف کو ثابت کرنے کی پوزیشن میں نہ کبھی تھا اور نہ ہے اور نہ آئندہ اس پوزیشن میں رہے گا کیوں کہ علمائے اہل سنّت علمائے حق ہیں اور علمائے حق سے ہرگز یہ امید نہیں لگائی جاسکتی کہ وہ دلائل بینہ کو چھوڑ کر کسی بے دلیل مسئلہ پر جمع ہو جائیں اور پھر اس مسئلہ

پر ہٹ دھرمی اختیار کر لیں بر خلاف تفضیلیہ کے۔

بہتر تھا کہ لکھتے ہی اخیار کے رد میں
کیا ہوا کیوں پڑ گئے اخیار کے کد میں

محترم المقام علم دوست نوجوان محقق جناب فیصل خان صاحب ایک منکسر المزاج مگر عقیدہ کے معاملہ میں سیسہ پلائی دیوار ہیں۔ میری ان سے کوئی دیرینہ شناسائی نہیں تھی مگر پہلی ہی ملاقات میں دل عزیز بن گئے۔ ع ہم عنایت کے اور خواہاں ہو گئے

پھر ان سے ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ فیصل خان صاحب تعلیمی حوالے سے ایم۔اے اسلامیات ہیں۔ مجھے ان سے مل کر اس وقت خوشی ہوئی جب اُنھوں نے بتایا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن سے انتہائی عقیدت رکھتے ہیں اور اعلیٰ حضرت کی تحقیق کو دل و جان سے قبول کرتے ہیں۔ اس پرفتن دور میں جب کہ ہر جانب اضطراب پایا جاتا ہے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی شخصیت مشعل راہ ہے۔ بس فیصل خان صاحب سے یہی چیز پر سُنّیت دن بدن محبت کو بڑھاتا چلا جا رہا ہے۔

جناب فیصل خان صاحب کی کتب قابلِ دید ہوتی ہیں؛ خصوصاً حال ہی میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد بن الحسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ پر غیر مقلدین کے اعتراضات کے جوابات اور جمہور محدثین سے ان کی ثقاہت پر آنے والی تصنیف" توثیق صاحبین؛ ابو یوسف محمد" (۱۳۳۴ھ) ایک منفرد حیثیت کی حامل ہے۔ ترک رفع یدین پر آپ کی تین کتب تاریخی اہمیت کی حامل ہیں۔ اور نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے پر آپ کی کتاب "الدرۃ فی عقد الایدی تحت السرۃ" تحقیق کا انمول خزانہ ہے۔ مسئلہ افضلیت پر استدلال کردہ احادیث پر ان کی اسناد کے حوالے سے آپ کی کتاب انتہائی مفید ہے۔ اپنی کثیر مصروفیات کے باوجود مذہب اہل سُنّت کی ایسی خدمت ان ہی کا خاصہ ہے۔

اس کتاب میں جناب فیصل خان نے اپنی عادت کے مطابق انتہائی جاں فشانی سے چودہ سو سال میں جن اکابر اہل سُنّت نے مسئلہ تفضیل امیر المومنین خلیفہ رسول خلیفہ اول حضرت

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا اقرار کیا ہے، تقریباً اُن تمام اکابر کا ذکر ہر صدی کے ضمن میں کیا ہے جو نہایت ہی جاں سوزی والا کام ہے۔ جو لوگ دریائے تحقیق میں غوطہ زن ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس کام کی اہمیت کیا ہے؟

فیصل خان صاحب کی اس کتاب سے جہاں امت کو دیگر فوائد حاصل ہوں گے وہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ اکابر اہل سُنّت میں سے کسی صدی میں بھی کوئی تفضیل علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قائل نہیں رہا۔ یعنی ہر صدی میں ہر زمانے میں علمائے اہل سُنّت مطلق طور پر افضلیت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قائل رہے۔ وہ اکابر جن میں عظیم محدثین، مفسرین اور مجتہدین شامل ہیں۔ ایک منصف مزاج جب اس کتاب سے استفادہ کرے گا تو بے ساختہ ذہن اس بات کو دہرائے گا کہ چودہ سو سال سے اب تک کے اکابر امت کیا کسی غلط عقیدہ پر قائم رہے؟

بس اب ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کتاب کو ہر سُنّی کی لائبریری کی زینت ہونا چاہیے۔ علماء و خطبا عوام اہل سُنّت کو اس کتاب کی اہمیت باور کرائیں اور اپنے خطابات میں اس کتاب سے استفادہ فرمائیں۔ اللہ جل مجدہ الکریم مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے!

غبار راہ در بتول

سید ذو الفقار حسین گیلانی رضوی

○○○

مقدمہ

مسئلہ افضلیت پر اہل سنت کا اتفاقی اور اجماعی موقف سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت ہی ہے۔ مگر کبھی کبھار کچھ لوگوں کی یہ کوشش رہی ہے کہ مسئلہ افضلیت کو متنازعہ بنا دیا جائے تاکہ تفضیلیہ کو اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہو سکے۔ ایک تو تفضیلیہ کا شروع ہی سے بڑا زبردست پروپیگنڈا رہا ہے کہ جب بھی ایسے مسئلے میں روایات یا آثار کی سند یا اس کے متن پر کلام کیا جائے تو فوراً ناصبیت کا فتویٰ ان کی زبان سے جاری ہو جاتا ہے۔ اور اس پروپیگنڈے ہی کی وجہ سے اکثر علمائے کرام اس مسئلے پر کلام کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف سنیوں کو اسماء الرجال سے شغف بالکل نہیں ہے، جس کی وجہ سے نہ تو علمائے کرام نے اس جانب توجہ دی اور نہ ہی عوام الناس کا اس فن کو پڑھنے کا مزاج ہے۔ (اس کے برعکس غیر مقلدین کا ایک چھوٹا بچہ بھی اس فن کی ابتدائی ابحاث سے واقف ہوتا ہے)

تفضیلیہ (شیخ محمود سعید ممدوح اور جناب ظہور احمد فیضی صاحب) کے ترکش میں جتنے بھی تیر ہیں، اس کی اسنادی حیثیت خود انھیں بھی معلوم ہے، مگر جب انھیں اور باعرض کی جائے کہ جناب! آپ کے پیش کردہ حوالہ جات کی اسناد اول تو ضعیف ہیں، دوم یہ اپنے استدلال پر منطوق نہیں اور سوم ان روایات سے سلف صالحین نے بھی استدلال نہیں کیا۔

تو اس کے جواب میں سوچنے اور سمجھنے کی بجائے بڑے آرام سے کہہ دیا جاتا ہے کہ ضعیف احادیث سے فضائل ثابت ہو جاتے ہیں۔

ضعیف احادیث پر تفضیلیہ بہت ہی خوش ہوتے ہیں کہ چلو موضوع تو نہیں ہیں۔ حالاں کہ ان کا یہ جواب اصول کے تحت بالکل غلط اور لغو ہے۔ یاد رکھیں کہ ہر ضعیف روایت بھی فضائل میں قابل قبول نہیں ہوتی۔ اس کے قبول اور رد کرنے کے قواعد وقوانین علمائے

کرام نے بیان کر دیے ہیں۔ اس جگہ تفصیل کی گنجائش نہیں ہے، ورنہ دلائل کے انبار موجود ہیں۔ فی الحال اس مقام پر ایک الزامی حوالہ ملاحظہ کریں!

تفضیلی شیخ محمود سعید ممدوح اپنی کتاب "غاية التبجيل" میں متعدد مقامات پر ابن حزم کی عبارات سے استدلال پیش کرتا ہے۔

جناب والا! ذرا ابن حزم کا اپنا موقف ضعیف حدیث کی حجیت کے بارے میں بھی ملاحظہ کریں! ابن حزم کہتا ہے کہ

"اگر کسی حدیث کی ہزار سندیں ہوں تو وہ تقویت حاصل نہیں کرتی اور ضعیف کا ضعیف سے ملنے میں محض ضعف کا اضافہ ہوگا۔" (النکت للزرکشی ص ۱۰۳)

تفضیلیہ سلف صالحین کے فہم کو ماننے کو بھی تیار نہیں ہیں اور جواب میں کہتے ہیں کہ کسی کا قول حجت نہیں سوائے نبی کریم ﷺ کے۔ جناب والا! سلف صالحین کے فہم کو اتنی آسانی سے رد نہیں کیا جا سکتا، ورنہ دین تو مذاق بن جائے گا۔ جس کے من میں جو آئے گا وہ اپنی مرضی کا قول اخذ کر کے دیگر اقوال کو رد کر دے گا۔ آپ لوگ صرف اور صرف اپنا موقف ثابت کرنے کے لیے دین کے اصول سے انحراف کر رہے ہیں۔

تفضیلی حضرات کی پیش کردہ اکثر روایات سے خود فرقہ شیعہ نے بھی افضلیت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر احتجاج نہیں کیا۔ سنیت کے بھیس میں ان تفضیلیوں نے جو اہل سنت کو نقصان پہنچایا ہے وہ تو فرقہ وہابیہ نے بھی نہیں پہنچایا۔ عرب محقق شیخ محمود سعید ممدوح اور شیخ غماری کی چند ایسی کتابیں جو زیارتِ روضہ رسول اور توسل پر تھیں، ان کا اردو ترجمہ اچھی نیت کے ساتھ کر کے عوام الناس کے سامنے پیش بھی کیا گیا۔ مگر ان کی کتابوں کا اہل سنت کے طرف شائع ہونے کی وجہ سے انھیں اہل سنت کے علما میں شمار کیا جانے لگا، مگر حقیقت اس کے برعکس ہے۔ کیوں کہ شیخ سعید ممدوح اور شیخ غماری وغیرہما حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ایمان کے بارے میں منفی موقف رکھتے ہیں اور ان کی صحابیت اور ان کے ایمان کا انکار کرتے ہیں۔ معاذ اللہ!

کچھ عرصہ پہلے مفتی محمد عباس رضوی صاحب، حال مقیم دبئی نے بھی انھی خدشات کا اظہار

کیا تھا۔ مگر حیرانی ہے کہ پھر بھی ایسے لوگوں کو اہلِ سنّت ظاہر کر کے اپنا مطلب نکالا جا رہا ہے۔

عجیب بات ہے کہ حبِ اہلِ بیت کے نام پر صحابہ کرام کی تنقیص کی جائے اور سیدنا ابو بکر صدیق ؓ کی افضلیت مطلقہ کا انکار کیا جائے؟ اس سے کون سی اہلِ بیت کی خدمت ہو گی؟ مَیں یہ مانتا ہوں کہ سادات کرام کی بے پناہ تعظیم و تکریم کرنی چاہیے، مگر کیا یہ بھی ضروری ہے کہ ان کے غلط عقائد کی پیروی بھی کی جائے؟ ان کے قول کو حرفِ آخر سمجھ لیا جائے؟ جس شریعت میں اہلِ بیت کے احترام کا حکم ہے وہاں پر صحابہ کرام کی عظمت اور رفعت کے بھی احکام موجود ہیں۔ کسی کو دیکھو تو اہلِ بیت کی شان کا منکر ہو کر صحابہ کرام کا دفاع کرتا ہے اور اس کے برعکس دوسری طرف صرف اہلِ بیت کا دامن تھامنے کی باتیں ہوتی ہیں۔ مَیں تو صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ سُنّیت صحابہ کرام اور اہلِ بیت دونوں کے احترام اور طرف داری کا نام ہے۔

اگر کسی سُنّی سید کے اعمال صحیح نہیں تو کیا اس کا احترام بھی لازم ہے؟ یہ بات الگ ہے۔ مگر آج کل جو یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ اہلِ بیت کا عقیدہ بھی اگر خراب ہو تو پھر بھی احترام لازم ہے، اس بارے میں سوچنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔ جس سُنّی سید کا عقیدہ تھوڑا خراب ہو تو اس کے عقیدے کو بھی صحیح مان لیا جائے۔ یہ بات اصول کے خلاف ہے۔ سُنّی سید کا احترام کرنا بجا، مگر شریعت میں تو حق کی اتباع ہوتی ہے۔ فاتح قادیانیت پیر مہر علی شاہ صاحب ؒ کا فرمان تھا کہ ''ہم حق کو شخصیات سے نہیں بل کہ شخصیات کو حق سے جانتے ہیں۔''

مگر آج کل کے لوگ تو اصول کو بھول چکے ہیں اور سرِ عام دعویٰ کرتے ہیں: ہمارے پیر صاحب نے جو بات کر دی وہ حق ہے۔ اس قسم کی باتیں گم راہی کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ اسلام تو ہمیں حق کی اتباع کرنے کو کہتا ہے۔ افسوس! سُنّیوں نے سُنّیت کے فروغ کے بجائے لوگوں کو مسئلۂ افضلیت میں اُلجھا دیا۔

اسی سلسلہ کی تازہ کڑی حال ہی میں ملا برخوردار ملتانی کی طبع ہونے والی تالیف ''غوثِ اعظم'' ہے۔ اس کتاب میں ملا برخوردار ملتانی نے صحابہ کرام کے متعلق جو زبان استعمال کی وہ کوئی صحیح العقیدہ عالم نہیں کر سکتا۔ اسی کتاب میں ملا برخوردار نے حضرت امیر معاویہ کی وہ تنقیص کی کہ اللہ کی پناہ۔ ملا برخوردار نے امیر معاویہ ؓ کو اچھی طرح برا بھلا کہا

اور پھر بعد میں لکھ دیا کہ امیر معاویہ کیوں کہ صحابی ہیں اس لیے ان کے بارے میں زبان طعن دراز نہیں کرنی چاہیے۔ عجب کھیل ہے کہ جناب شیخ کا نقش قدم یوں بھی ہے اور یوں بھی بھائی! جب آپ کو یہ معلوم بھی ہے کہ امیر معاویہ ؓ صحابی ہیں تو پھر نامہ اعمال کو کیوں داغ دار کیا؟ اور کیوں ایک صحابی کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کیے جو سراسر گستاخی اور بے ادبی ہیں؟

یہ روش صرف ملا برخوردار ملتانی کی ہی نہیں بل کہ آج کل تو جس کا دل چاہے حضرت امیر معاویہ ؓ پر زبان درازی کرتا ہے اور پھر لوگوں کی ملامت سے نکلنے کے لیے فوراً ایک پھول پیش کر دیا جاتا ہے کہ امیر معاویہ تو صحابی ہیں۔ مجھے تو حیرت ہے ان لوگوں پر جو اس قسم کی منافقت کرتے ہیں۔ یہ لوگ ذرا اپنا مقام دیکھ لیں اور صحابیِ رسول کی شان دیکھ لیں تو شاید انھیں کچھ احساس اور پشیمانی ہو۔

عرب محقق محمود سعید ممدوح اور ان کے احباب میں حسن سقاف، شیخ غماری اور باعلوی تو امیر معاویہ کے ایمان کا انکار کرتے ہیں (معاذ اللہ ثم استغفر اللہ) اور ہمارے چند سادے لوگ انھیں محقق اہلِ سنّت مانتے ہیں۔ یہ یاد رہے کہ جو اہلِ بیت کی شان میں گستاخی کرے وہ اہلِ سنّت میں نہیں تو جو کسی صحابی کو برا بھلا کہے وہ کس منہ سے اپنے آپ کو سُنّی کہلاتا ہے؟ لہٰذا یہ نہایت ضروری ہے کہ عوام الناس ایسے منافق لوگوں کو پہچانیں اور اپنا عقیدہ صحیح رکھیں۔

جناب والا! افضلیت ابو بکر صدیق ؓ تو ابتدا ہی سے شعارِ اہلِ سنّت رہا ہے۔ کسی بھی اہلِ سنّت و جماعت کے عالم نے سیدنا ابو بکر صدیق ؓ کی افضلیت کے علاوہ کوئی دوسرا قول نہیں کیا۔

چند اعتراضات کے جوابات

اعتراض: تفضیلیہ سے جب یہ پوچھا جاتا ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کی افضلیت کی دلیل کیا ہے؟ تو جواب سننے کے قابل ہوتا ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق ؓ کی افضلیت ظنی ہے۔

جواب: جناب عالی! یہ کون سی دلیل ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ ؓ اس لیے افضل ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق ؓ کی افضلیت ظنی ہے۔ مَیں قارئین کرام کو یہ بات بتانا چاہوں گا کہ جن اکابر

نے اس مسئلہ کو ظنی کہا انھوں نے ہی خود سیدنا ابو بکر صدیق ؓ کو افضل ماننا واجب لکھا ہے۔

ا۔ علامہ آمدی ؒ نے سیدنا ابو بکر صدیق ؓ کو افضل ماننے کو واجب لکھا ہے۔ فرماتے ہیں:

> و یجب مع ذلك ان یعتقد ان ابابکر افضل من عمر و ان عمر افضل من عثمان و ان عثمان افضل من علی و ان الاربعة افضل من باقی العشرة. (غایۃ المرام ص ۳۳۱)

یہ اعتقاد کرنا ضروری ہے کہ حضرت ابو بکر ؓ حضرت عمر ؓ سے افضل ہیں اور حضرت عمر ؓ حضرت عثمان ؓ سے افضل ہیں اور حضرت عثمان ؓ حضرت علی ؓ سے افضل ہیں اور یہ چاروں باقی عشرہ مبشرہ سے افضل ہیں۔

ب۔ محقق شریف جرجانی ؒ لکھتے ہیں: لیکن ہم نے سلف کو یہ فرماتے ہوئے پایا کہ ابو بکر افضل ہیں، پھر عمر، پھر عثمان پھر علی ؓ ہیں۔ ان حضرات ائمہ کے ساتھ ہمارا حسن ظن یہ تقاضا کرتا ہے کہ اگر وہ انھیں اس کا اہل نہ جانتے تو ان پر افضلیت کا اطلاق نہ کرتے۔ پس ہمیں اس قول میں ان کی اتباع واجب ہے۔ (شرح المواقف ج ۸ ص ۳۷۲)

ج۔ امام باقلانی ؒ نے مسئلۂ افضلیت پر اعتقاد کو واجب لکھا ہے:

> و یجب ان یعلم: ان امام المسلمین و امیر المومنین و مقدم خلق الله اجمعین من الانصار و المهاجرین بعد الانبیاء و المرسلین: ابو بکر الصدیق رضی الله عنه. (کتاب الانصاف صفحہ ۶۱)

مزید لکھتے ہیں:

> و یجب ان یعلم ان خیر الامة اصحاب رسول الله ﷺ و افضل الصحابة العشرة الخلفاء الراشدین الاربعة رضی الله عن الجمیع ارضهم۔ (کتاب الانصاف صفحہ ۶۵)

د۔ امام الحرمین ؒ فرماتے ہیں: لیکن غالب گمان یہی ہے کہ ابو بکر ؓ افضل ہیں، پھر عمر ؓ ہیں، پھر عثمان ؓ اور علی ؓ کے متعلق خیالات پر ہم متعارض ہیں۔ ہمارے لیے

مختصراً یہی کافی ہے کہ ملت کے اکابر اور امت کے علما کی اکثریت اسی پر متفق ہوئی اور ان کے ساتھ ہمارا حسن ظن اس بات کا متقاضی ہے کہ اگر وہ اس ترتیب کے دلائل اور علامات کو نہ جانتے تو اس پر متفق نہ ہوتے اور تفصیلاً علامات یہ ہیں۔ قرآن، سنت، آثار اور علامات صحابہ۔ (کتاب الارشاد صفحہ ۴۳۱)

(تفصیل کے لیے راقم کی دوسری کتاب "نہایۃ الدلیل" کا مطالعہ کریں! اس کتاب میں تفضیلیوں کے ایک ایک سوال کا تسلی بخش جواب دیا گیا ہے اور ان شاء اللہ اس کا جواب دینا ان پر اتنا سہل نہیں ہوگا)

جب ظنی کہنے والوں نے بھی یہ کہہ دیا کہ سیدنا ابو بکر صدیق ؓ کو افضل ماننا واجب ہے تو پھر آپ کو کون سی شے اسے ماننے سے روکتی ہے؟

اعتراض: ایک صاحب نے یہ بھی اعتراض کیا کہ ظنی کہنے والوں کا اس مسئلۂ افضلیت کو ظنی کہنا ٹھیک ہے، مگر سیدنا ابو بکر صدیق ؓ کو افضل ماننا واجب ہے۔ یہ بات غلط ہے۔

جواب: عرض یہ ہے کہ جناب! یہ تو وہی بات ہوئی: میٹھا میٹھا ہپ ہپ، کڑوا کڑوا تھو تھو۔ جو مرضی کے مطابق قول ہوا اُسے لے لیا اور جو مرضی کے خلاف ہوا اُس کو رد کر دیا۔ آپ نے دین کو تو مذاق بنا کر رکھ دیا ہے۔ اگر کچھ اصولیین کے حوالہ جات سے مسئلۂ افضلیت کو ظنی مانتے ہیں تو پھر انھی کے اقوال سے اس مسئلۂ افضلیت کو واجب ماننے سے کیا چیز مانع ہے؟

اعتراض: ایک صاحب نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ مسئلۂ افضلیت میں جہتوں کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ یعنی کہ حضرات شیخین اُمورِ دنیا اور خلافت کی ذمہ داریوں کی جہت سے افضل ہیں جب کہ مولیٰ علی المرتضیٰ ؓ شجاعت اور بہادری کی جہت سے افضل ہیں۔

جواب: اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ اگر آپ کی یہ منطق مان لی جائے تو پھر ذرا یہ بھی عرض کر دیں کہ علمائے اہل سنت نے حضرات شیخین کو ہی تمام امت سے افضل کیوں کہا؟ علمائے اہل سنت میں سے کسی ایک نے بھی مولیٰ علی المرتضیٰ ؓ کو جہت سے تمام امت سے افضل کیوں نہ کہا؟ اکابر نے ایک ہی جہت کا تعین کیوں کیا اور دوسری جہت کا بیان کیوں نہ کیا؟ مزید یہ کہ جہاں کسی فضیلت کی وجہ سے افضل کہا جائے تو وہ فضیلت جزئی ہے نہ کہ افضلیت

مطلقہ۔ اور جہاں کسی فضیلت کے تعین کا کوئی قول موجود ہے اس سے مراد افضلیت مطلقہ ہوتی ہے نہ کہ فضیلت جزئی۔ لہٰذا اس قسم کے اعتراض کرنا لغو اور باطل ہیں۔

اعتراض: بعض لوگ سیدنا حسن المجتبیٰ اور امام زید بن علی اور امام زین العابدین کے اقوال سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ سُنّیوں نے بھی حضرت علی المرتضیٰ ؓ کو افضل کہا ہے۔

جواب: ان روایات کی مفصل تحقیق راقم کی دوسری کتاب "نهاية الدليل" (شیخ محمود سعید ممدوح کے جواب میں ہے) میں ملاحظہ کریں۔ مگر فی الوقت ان کے بارے میں عرض کردوں کہ اول تو ان کی اسناد ضعیف ہیں نیز اپنے استدلال پر پورا بھی نہیں اترتیں۔ اگر ان کو بالفرض صحیح مان بھی لیا جائے تو سلف صالحین نے ان روایات کو معتبر نہیں مانا اور مسئلہ افضلیت پر ان روایات سے استدلال نہیں کیا۔ اگر ان روایات سے استدلال ہو سکتا تو اہل سنّت کے سلف صالحین میں کسی نے ان روایات کو اپنے دلائل میں نقل کیا ہوتا۔

مزید یہ کہ روایت صحیح بھی ہو مگر امت کا عمل اس پر نہ ہو تو ترجیح تعامل امت کو ہوتی ہے۔ سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کی افضلیت کے چند ضعیف اقوال کو اگر صحیح مان بھی لیا جائے پھر بھی ان اقوال سے استدلال نہیں کیا جائے گا کیوں کہ اہل سنّت و جماعت کا یہ اتفاقی اور اجماعی موقف ہے کہ تمام صحابہ کرام سے علی الاطلاق سیدنا ابوبکر صدیق ؓ افضل ہیں۔ جب کہ اس کے برعکس اہل بیت کرام سے بھی افضلیت شیخین کا عقیدہ ثابت ہے۔ جس کی تفصیل کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

نوٹ: یاد رہے کہ مسئلہ افضلیت میں صرف اہل سنّت کے علمائے کرام کے حوالہ جات ہی معتبر ہوں گے، کسی زیدیہ اور معتزلی کے حوالے مردود اور باطل ہیں۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی ؒ فرماتے ہیں:

المختار انه ان كان داعيا الى بدعته و مروجا له رد و ان لم يكن كذلك قبل الا ان يروى شيئا يقوى به بدعته فهو مردود قطعًا۔

(مقدمہ در مصطلحات حدیث مع مشکوۃ مترجم ص ۶،۷)

یعنی بدعتی کے بارے میں مذہب مختار یہ ہے کہ اگر وہ بدعت کا داعی اور اس کا رائج

کرنے والا ہو تو مردود ہے ورنہ مقبول، بہ شرطے کہ وہ ایسی چیز روایت نہ کرتا ہو جس سے اس کی بدعت کو تقویت پہنچتی ہو کیوں کہ اس صورت میں تو وہ قطعاً مردود ہے۔

صحابہ کرام کا یہ اجماعی موقف تھا کہ صحابہ کرام میں سے مطلقاً افضل سیدنا ابوبکر صدیق ؓ ہیں۔ ان صحابہ کرام کے اقوال کی تفصیل علامہ محمد ہاشم محدث ٹھٹھوی ؒ کی تصنیف لطیف "الطريقة المحمدية" میں ملاحظہ کریں جو عن قریب سُنّی فاؤنڈیشن اور دار الاسلام سے شائع ہو جائے گی۔ مگر فی الوقت اہل سنّت و جماعت کے سلف صالحین کا منہج اور عقیدہ ملاحظہ کریں تا کہ عوام الناس کے سامنے اس مسئلہ کا یہ پہلو بھی اجاگر ہو سکے کہ ہمارے سلف صالحین نے صرف سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کی افضلیت کا ہی عقیدہ رکھا ہے اس کے برعکس تاریخ میں اس عقیدے کے علاوہ کوئی دوسرا عقیدہ نہیں ملتا۔

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ میں عقیدے کی بات کر رہا ہوں نہ کہ کسی کے قول کی۔ کیوں کہ عقیدہ کے خلاف کسی کا قول مسموع نہیں ہوتا اور ایسا قول شاذ ہو کر قابل استدلال نہیں ہوتا۔

اعتراض: اگر کوئی تفضیلی یہ سوال کرے کہ پھر جنھوں نے افضلیت حضرت علی المرتضیٰ ؓ کا قول نقل کیا ہے ان کے بارے میں کیا فتویٰ ہوگا؟ اور کیا یہ لوگ اہل سنّت سے خارج ہو جائیں گے؟

جواب: اس کا جواب بڑا سیدھا اور صاف ہے کہ فتویٰ ہمیشہ ایسے شخص پر لگتا ہے جس کے سامنے دلائل موجود ہوں اور پھر وہ انکار کردے۔

دوسرا یہ کہ ہر جگہ فتویٰ بھی لاگو نہیں ہوتا۔ کیوں کہ اکثر ایسے اقوال مرجوح کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جس کی مثال یہ ہے کہ اہل سنّت کا یہ عقیدہ ہے کہ جو نبی کریم ﷺ کی جسمانی معراج کا انکار کرے وہ اہل سنّت سے خارج ہے۔ مگر حضرت عائشہ ؓ نے جسمانی معراج کا انکار کیا ہے تو پھر آپ لوگ کیا معاذ اللہ! حضرت عائشہ ؓ کے بارے میں کوئی فتویٰ صادر کریں گے؟ جب کہ معاملہ اس کے برعکس ہے کہ ان کے قول کو راجح نہیں مانا گیا۔

اسی طرح تفضیل کا بھی مسئلہ ہے۔ کبھی تفضیلیہ حضرت زید بن علی ؒ کا قول پیش کردیں گے، کبھی حضرت زین العابدین ؓ کا قول اور کبھی کسی زیدی فرقے سے تعلق رکھنے والے عالم

کا قول پیش کر کے آپ پر حجت قائم کرنے کی کوشش کریں گے۔

ان کا ایک جواب تو اوپر آگیا ہے اور دوسرا یہ ہے کہ ان تمام اقوال کی سندیں ہی ثابت نہیں ہیں۔ اگر سند پر کسی نے کلام کرنے کی کوشش کی تو ان شاء اللہ جواب فوراً دیا جائے گا، اور اگر کسی نے یہ کہا کہ ضعیف حدیث تو فضائل میں تو حجت ہوتی ہیں۔ تو اس بارے میں سادہ الفاظ میں صرف یہ گزارش کردوں کہ یہ مسئلہ فضائل کا نہیں بل کہ افضلیت کا ہے۔ ذرا کچھ ہوش کریں کہ مسئلہ ہو تفضیل کا اور دلائل آپ پیش کریں فضائل کے، ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔

لہٰذا ایسے لغو اعتراضات کے ذریعے عوام الناس کو گم راہ کرنا مذموم حرکت ہے۔ جناب پیر سید عبد القادر شاہ صاحب گیلانی نے بھی اپنی تالیف "زبدۃ التحقیق" میں مسئلہ افضلیت پر قطعی دلیل کو پیش کرنے کا لکھا ہے۔

اعتراض: مسئلہ افضلیت پر جب تفضیلیہ حضرات کی جانب سے پیش کردہ روایات پر اسماء الرجال کی روشنی میں اعتراض وارد کیے جائیں تو فوراً جواب دیتے ہیں کہ آپ لوگ اہل بیت کے مخالفین میں سے ہیں اور اہل بیت اور حضرت علی المرتضیٰ ؓ کے فضائل میں وارد شدہ روایات پر اعتراضات کرتے ہیں۔

جواب: عرض یہ ہے کہ ہم تو محب اہل بیت میں سے ہیں۔ اہل بیت کرام ہمارے سر کے تاج ہیں۔ بہت ہی عجب بات ہے کہ کیا اہل بیت صرف آپ ہی کے ہیں؟ بہ حیثیت ایک مسلمان اور سنی کے کیا ان شخصیات کا ہم پر کوئی حق نہیں؟ ہم اہل بیت کے حقوق کو جاننے اور پہچاننے والے ہیں۔ یہ کون سی بات ہوئی کہ تفضیلیہ یہ کہیں کہ ہم جو عقیدہ اہل بیت کے بارے میں رکھیں وہی موقف صحیح ہے اور جو دوسرا اس موقف کے خلاف ہو وہ مخالف اہل بیت اور ناصبی ہے۔ غلط موقف کی آڑ میں خود کو محب اہل بیت کہلوانا اور دوسروں کو بغض اہل بیت سے منسوب کرنا ہٹ دھرمی کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔

مگر جناب! علمائے امت نے ہی کسی بھی مسئلہ کو پرکھنے کے لیے اصول وضوابط اور اسماء الرجال کے قوانین قلم بند کیے ہیں۔ روایات اگر سیدنا ابو بکر صدیق ؓ کے بارے

میں ہوں یا حضرت علی المرتضیٰ ؓ کے بارے میں، اصول وضوابط ہر جگہ لاگو ہوں گے۔ مگر جب تفضیلیہ موضوع، مجروح اور اہل بدعت کی روایات سے استدلال کریں گے تو ہم ضرور اس کی نشان دہی کریں گے۔ کیوں کہ یہ مسئلہ افضلیت ہے نہ کہ کسی کے فضائل کا مسئلہ ہے۔ لہٰذا مسئلہ کی نوعیت کے مطابق ہی دلائل کا استخراج کیا جاتا ہے۔ اور اصول کی روشنی میں پرکھا جاتا ہے۔ مگر یہ کون سی دلیل ہوئی کی آپ مسئلہ افضلیت پر ضعیف روایات پیش کریں اور ہماری نشان دہی کے بعد آپ لوگ دوسروں کو منکر شان اہل بیت یا ناصبی کہیں۔ چاہیے تو یہ کہ آپ اصول کے تحت ان کے جوابات دیں اور حق کو قبول کریں۔ دین اور عقیدہ کے معاملہ میں اپنی ذاتی سوچ کو اہمیت دینا اور دوسروں کے دلائل کو نہ ماننا ایک لغو عمل ہے۔

اس پر طرہ یہ کہ تفضیلیہ جناب ظہور احمد فیضی کو اپنا بڑا عالم مانتے ہیں اور اسماء الرجال میں اس کی مہارت کے قائل ہیں۔ حالاں کہ اسماء الرجال کے معاملہ میں قاری ظہور احمد فیضی صاحب کا مبلغ علم اتنا ہے کہ انھیں متروک راوی اور روایت ترک کرنے کا فرق بھی نہیں معلوم ہے۔

کچھ لوگوں نے بتایا ہے کہ ظہور احمد فیضی صاحب کی مسئلہ افضلیت پر کتاب اسماء الرجال کی روشنی میں آنے والی ہے۔ ہم اللہ کے کرم سے ظہور احمد فیضی کے اعتراض کا علمی اور تحقیق جواب قارئین کرام کے سامنے ضرور پیش کریں گے تا کہ حقائق منظر عام پر آسکیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں عقل کے ساتھ سوچ اور کچھ بھی عطا کرے۔

اعتراض: جب تفضیلیہ کی پیش کردہ روایات پر جرح کی جائے تو فوراً جواب دیتے ہیں کہ ان میں سے بعض روایات تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی ؒ نے بھی اپنی کتابوں اور فتاویٰ میں نقل کی ہیں۔

جواب: عرض یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت ؒ اور اس وقت کے دیگر اکابر حدیث کا استخراج جامع الاحادیث یا کنز العمال سے کرتے تھے۔ ان دونوں کتابوں میں سندوں کا التزام نہیں کیا گیا ہے، مگر ان دونوں کتابوں کے مصنفین نے اس بات کی تصریح اپنی کتابوں کے مقدمے میں کی ہے کہ ہم اپنی کتاب میں کسی موضوع روایت کو پیش نہیں کریں گے۔ اس قول کے پیش نظر اس وقت کے ہندوستانی علمائے کرام نے ان دونوں کتابوں پر اعتماد کیا۔ کیوں کہ ان

کتابوں میں احادیث کی سندیں موجود نہیں ہیں اس لیے ان کے راویوں کی تحقیق کرنا مشکل تھا۔ مگر اس زمانے میں تو بہت ساری کتابیں شائع ہو گئی ہیں۔ ان میں اسناد کا بھی التزام موجود ہے۔ اب بغیر تحقیق کے روایات سے استدلال کرنا علم اور اصول کی روشنی میں غلط ہے۔ اور خاص طور پر تفضیلیہ کی پیش کردہ روایات کی اسنادی حیثیت واضح ہونے کے بعد ان روایات پر بہ ضد قائم رہنا عالم کے شایانِ شان نہیں ہے۔

جب تفضیلیہ کی مستدل روایات کی اسنادی حیثیت ان کے ممدوح شیخ غماری اور شیخ سعید ممدوح کی کتابوں سے واضح کر دی جائے تو پھر بھی اپنی ضد پر بڑی ہی ڈھٹائی سے جمے رہتے ہیں۔ اور جھٹ سے جواب دیتے ہیں کہ ان کے قول ہم پر حجت نہیں ہیں۔ جناب! جب اپنا غلط موقف ثابت کرنا ہو تو ان کی کتابوں کے تراجم آپ شائع کراتے ہیں، مگر جب اپنے موقف پر ضرب لگتی ہے تو پھر ان کی باتوں سے انکار کر دیتے ہیں۔ اسی رویہ نے مسلک اہل سنت کو نقصان پہنچایا ہے۔ صرف اور صرف اپنی دلی خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اپنے اکابر اور سلف صالحین کی ذات مقدسہ پر کیچڑ اچھالنے سے بھی نہیں کتراتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اکابر سے سچی محبت اور ان کی تعظیم کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔

اعتراض: ایک صاحب نے اعتراض کیا کہ صوفیہ کرام تو سب کے سب تفضیلی ہیں۔ صوفیہ کرام حضرت علی المرتضیٰ ؓ کو افضل سمجھتے ہیں۔

جواب: عرض یہ ہے کہ کسی ایک سنی صحیح العقیدہ صوفی کا حوالہ پیش کریں، جنھوں نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو تمام صحابہ کرام سے مطلقاً افضل کہا ہو۔ لوگوں کی جہالت تو اتنی زیادہ ہے کہ افضلیت مطلقہ اور جزوی فضیلت کا فرق معلوم نہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ صوفیہ کرام حضرت علی المرتضیٰ ؓ کو افضل مانتے ہیں۔ لہٰذا ایسی باتوں سے اس مسئلہ سے جان کی خلاصی نہیں ہوتی۔ لہٰذا اس کتاب میں بھی صوفیہ کرام کا عقیدہ بہ حوالہ بیان کر دیا گیا ہے تاکہ کوئی عوام الناس کو گمراہ نہ کر سکے۔

اعتراض: ایک صاحب نے بڑے بھولتے ہوئے بتایا کہ جناب سید تو ہوتا ہی تفضیلی ہے۔

اس میں کون سی بڑی بات ہے۔

جواب: عرض یہ ہے کہ اہل سنت کے کسی سید کے قول کی نشان دہی کریں، جس میں مولا علی المرتضیٰ ؓ کی افضلیت مطلقہ کا بیان ہو! میں نے اپنی کتاب میں حضرات اہل بیت کرام سے تفضیل شیخین کے حوالوں کی تفصیل بیان کر دی ہے۔ اگر آپ کو اہل بیت کرام سے اتنی محبت ہے تو ان کے عقائد پر عمل کر کے اس کا ثبوت فراہم کریں۔ عجب معاملہ ہے کہ دعویٰ حب اہل بیت کرام کا اور عقیدہ وہ رکھیں جو اپنی سوچ اور فکر ہو۔ محدث عبد الرزاق اور قاضی شریک مسئلہ افضلیت میں صرف اور صرف مولا علی کرم اللہ وجہہ کے عقیدہ پر ہی عمل کرتے تھے۔ ان دونوں محدثین کا یہ واضح عقیدہ کتب میں مذکور ہے کہ اگر مولا علی ؓ شیخین کریمین کو افضل نہ سمجھتے تو ہم بھی یہ عقیدہ نہ رکھتے۔ یہ کیسی محبت ہے کہ ہم شیعۂ علی ہونے کے باوجود ان کی بات نہ مانیں۔ لہٰذا اس معاملہ میں تفضیلیہ حضرات ذرا ٹھنڈے دل و دماغ سے غور و فکر کریں!

اہم بات: تفضیلیہ کی طرف سے سادات کرام کو عقیدۂ تفضیل علی کی طرف مائل کرنے کی شعوری کوشش کی جا رہی ہے۔ اس سلسلہ میں علامہ نبہانی ؒ کی عبارت الشرف المؤبد سے عام سنیوں کے لیے عموماً اور سادات کے سامنے خصوصاً پیش کی جاتی ہے کہ ایسا سید سنی کم ہوتا ہے جو حضرت علی ؓ کو افضل نہ مانے۔ اور ایک سازش کے تحت سادات کرام کو اس حوالہ کی دھمکی دے کر ان کے نسب پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی سنی سید حضرت علی المرتضیٰ ؓ کو افضل نہ مانے تو اس کی سیادت ظنی ہو جاتی ہے۔

اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ علامہ نبہانی ؒ نے اپنی اس عبارت کا مطلب اپنی دوسری کتاب الاسالیب البدیعہ ص ۹۵ پر کچھ یوں لکھتے ہیں:

> اکثر سادات اگرچہ طبعی محبت کی وجہ سے حضرت علی المرتضیٰ ؓ کو حضرات شیخین پر ترجیح دیتے ہیں مگر وہ حضرت علی ؓ کو شیخین کریمین (حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق ؓ) سے افضل نہیں جانتے، جیسا کہ مذہب اہل سنت سے وابستہ سادات یا علوی کا طرز عمل ہے وہ شیخین ؓ کو اپنے جد امجد حضرت علی ؓ سے افضل سمجھتے ہیں اور یہ بات ان کی کتابوں سے ظاہر ہے۔۔۔ چوں کہ

اہل سنت و جماعت کا فضیلت شیخین پر اجماع ہے اس لیے پیروی شریعت اور سلامتی دین کا تقاضا ہے کہ شیخین رضی اللہ عنہما کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر فضیلت دی جائے۔ آل اطہار (سادات) کا تو یہ زیادہ حق ہے کہ وہ اس حق مبین (تفضیل شیخین) کی اتباع کریں۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور ہمیں ان کی برکتوں سے نفع دے۔

اس مذکورہ بالا حوالہ سے علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے قول کا مطلب واضح ہو گیا اور ثابت ہو گیا کہ جو لوگ دن رات یہی کہتے ہیں کہ "سادات کرام تو تفضیل علی کے قائل ہوتے ہیں" بالکل غلط ہے۔ لہٰذا ایسے حوالہ جات سے اہل بیت کرام کے عقیدہ کو متزلزل کرنا ایک لغو عمل ہے۔ مزید یہ کہ اس کتاب میں بہت سارے سادات کرام کے حوالہ جات موجود ہیں جس میں واضح طور پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افضل الامت مانا ہے۔ میری تحقیق کے مطابق سید سُنّی ہمیشہ اہل سنت کے عقیدہ پر عمل کرتا ہے اور اہل سنت کے مسلک پر عمل کرنا ہی ان کی اولین ترجیح رہی ہے۔ لہٰذا سادات کرام کے حوالہ جات پر غور فرما کر لوگوں کو فکری دباؤ سے آزاد کرنا ضروری ہے۔ اور ان کی سیادت کے ظنی ہونے کی دھمکی پر اللہ کے حضور معافی مانگے۔ اور پھر کسی سُنّی سید کا صحیح سند کے ساتھ حوالہ بھی پیش کرے تا کہ معاملہ واضح ہو سکے۔ یاد رہے کہ ضعیف سند اور متن میں علت والی روایت قابل قبول نہیں ہوگی۔ کچھ لوگ یہ بھی پراپیگنڈا کرتے ہیں کہ ضعیف سند تو فضائل میں قابل قبول ہوتی ہے۔ جناب والا! اگر تو فضائل ثابت کرنے ہوتے تو پھر سوچا بھی جا سکتا تھا مگر یہ مسئلہ تفضیل ہے۔ جس میں صحیح روایات ہی پیش کرنی ہوں گی۔ اور یہ کہ ضعیف اقوال کے مد مقابل صحیح روایات موجود ہوں تو ضعیف روایات سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا ایسی باتوں سے عوام الناس کو بہکانا لغو عمل ہے۔

اعتراض: ایک صاحب سے میں نے پوچھا کہ کسی ایک اہل سنت عالم کا حوالہ دیں جو کہ افضلیت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قائل ہو۔ تو انھوں نے جواباً ارشاد فرمایا کہ علمائے کرام تو ایک طرف میں بہت سارے صحابہ کرام کا عقیدہ تفضیل علی کا بتا سکتا ہوں۔ اور اس کے بارے میں انھوں نے ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کی "الاستذکار" اور علامہ باقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "مناقب الائمۃ الاربعۃ" اور ابن حزم کی کتاب کا حوالہ دیا۔

جواب: عرض یہ ہے کہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کے بارے میں سب سے پہلے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق انیق ملاحظہ فرمائیں!

"یہاں حضرات متفضلہ کو بلدی کی گرہ، ایک عبارت ابو عمر بن عبد البر صاحب استیعاب کی سنی سنائی یا کسی اردو فارسی کے رسالہ میں دیکھ کر ہاتھ لگ گئی ہے۔"

(مطلع القمرین ص ۱۰۰)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ

"اس پردہ قیامت کے ناز ہیں کہ جامہ میں پھولے نہیں سماتے۔ انھوں نے کہیں لکھ دیا ہے کہ صحابہ میں دو چار حضرات تفضیل حضرت مولا کے بھی قائل تھے۔ اے میرے پروردگار! اب صبر کی مجال کہاں ایک غل پڑ گیا کہ حضرت! بھلا اجماع کیسا یہ مسئلہ خود صدر اول میں مختلف فیہ رہا ہے، اب ہمیں اختیار ہے چاہیں مانیں چاہیں نہ مانیں۔" (مطلع القمرین ص ۱۰۱)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تحقیق کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

"وہ چند صحابی جن سے ابن عبد البر نے تفضیل حضرت مرتضوی نقل کی اس سے یہی معنی بالتعیین مفہوم نہیں ہوتے کہ وہ حضرت مولیٰ کو شیخین پر فضل کلی مانتے ہوں۔ ممکن کہ تقدم اسلام وغیرہ فضائل خاصہ جزئیہ میں تفضیل دیتے ہوں اور یہ معنی ہمارے منافی مقصود نہیں کہ ہم خود مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے لیے

---

1 جس عبارت کی طرف اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ فرمایا ہے وہ عبارت مندرجہ ذیل ہے اور ساتھ ہی اصل کتاب کے حوالہ جات بھی تحریر ہیں تا کہ قارئین اس مسئلہ کو باآسانی سمجھ سکیں۔

روی عن سلمان و ابی ذر و المقداد و خباب و جابر و ابی سعید الخدری و زید بن ارقم رضی اللہ عنہم ان علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اول من اسلم و فضلہ ھؤلاء علی غیرہ۔

حضرت سلمان، ابوذر، مقداد، خباب، جابر بن عبد اللہ، ابو سعید الخدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم مولا علی کو سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے فضیلت دیتے تھے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد ۱ صفحہ ۳۴۵، جلد ۲، صفحہ ۴۸۰)

خصائص کثیرہ کا ثبوت تسلیم کرتے ہیں۔ کلام ہمارا افضلیت بمعنی کثرت ثواب و زیادت قرب و وجاہت میں ہے۔ جب تک ان روایات میں جناب مولیٰ کی نسبت اس معنی کی تصریح نہ ہو ہم پر وارد اور مزاج اجماع کی مفسد نہیں ہو سکتیں۔" (مطلع القمرین ص ۱۰۲)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ

"خود وہ روایت جس میں ابو عمر نے ان صحابہ سے تفضیل حضرت مولا نقل کی اس میں یہ الفاظ موجود کہ وہ حضرات فرماتے تھے: ان علیا اول من اسلم بے شک علی سب سے پہلے اسلام لائے، کما فی الصواعق۔ تو واضح ہوا کہ وہ تاویل جو علما نے پیدا کی تھی اس کا مؤید صریح خود نفس کلام میں موجود۔"

(مطلع القمرین ۱۰۳)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ابن عبد البر کے حوالہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"واہ عجب لطف ہے۔

ما بہ ایران می رویم و یار توران می رود

جن چھ صحابہ سے ابو عمر نے تفضیل سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نقل کی ان میں سے دو سیدنا ابو سعید خدری و جابر بن عبد اللہ انصاری ہیں رضی اللہ عنہما۔ حالاں کہ خود یہ حضرات حضور سرور عالم سے تفضیل صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں۔ آیا معقول کہ یہ سروران امت خود زبان حق ترجمان حضور سید الانس والجان علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان سے تفضیل صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما سنیں اور نشر علم کے لیے ان احادیث کو تابعین کے سامنے روایت کریں اور آپ اس کے خلاف تفضیل سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے قائل ہوں۔ جابر و خدری رضی اللہ عنہما دونوں صاحبوں نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث: ابو بکر و عمر سیدا کہول اہل الجنۃ من الاولین و الاخرین الا النبیین و المرسلین روایت کی یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر و عمر سردار ہیں تمام مشائخ اہل

بہشت کے اگلوں پچھلوں سے سوا انبیاء و مرسلین کے۔[1]

اور تنہا جابر نے حدیث: ما طلعت الشمس علی احد منکم افضل من ابی بکر نقل فرمائی کہ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: آفتاب نہ چمکا تم میں سے کسی پر جو ابوبکر سے افضل ہو۔[2]

اور نیز جابر نے روایت کیا۔ حضور نے فرمایا: اس وقت وہ آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعد میرے اس سے بہتر کوئی نہ پیدا کیا اور اس کی شفاعت روز قیامت مثل میری شفاعت کے ہوگی۔ جابر فرماتے ہیں: کچھ دیر گزری تھی کہ صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ حضور نے قیام فرمایا اور انہیں گلے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور دیر تک انس حاصل کیا۔[3]

---

1. حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مبارک مندرجہ ذیل کتب میں مروی ہے:
مسند البزار، مسند علی بن ابی طالب، جلد ۱، صفحہ ۱۰۲، رقم ۴۹۰؛ الاحکام الشرعیۃ الکبری، باب فضل ابی بکر، جلد ۳، صفحہ ۲۶۰؛ مجمع الزوائد، باب فیما ورد من الفضل لابی بکر و عمر، جلد ۹، صفحہ ۴۱، رقم ۱۴۳۶۰
حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مندرجہ ذیل کتب میں یہ حدیث مبارک مروی ہے:
المعجم الاوسط، من اسمہ عبد اللہ، جلد ۴، صفحہ ۳۵۹، رقم ۴۴۳۱؛ مشکل الآثار للطحاوی، باب بیان مشکل ماروی عن رسول اللہ فیما یدل علی ان الکہول من ہم، جلد ۳، صفحہ ۳۹۷، رقم ۱۶۸۰؛ علل الحدیث لابن حاتم، جلد ۲، صفحہ ۳۸۹، رقم ۲۶۷۷؛ مجمع الزوائد، باب فیما ورد من الفضل لابی بکر و عمر، جلد ۹، صفحہ ۴۱، رقم ۱۴۳۶۰
2. حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مندرجہ ذیل کتب میں مروی ہے:
حلیۃ الاولیاء، من اسمہ رویم بن احمد، جلد ۱۰، صفحہ ۳۰۲؛ العلل للدار قطنی، جلد ۲، صفحہ ۵۷۰، رقم ۳۲۲۷؛ کنز العمال، جلد ۱۰، صفحہ ۴۹۸، رقم ۳۵۶۳۱
3. تاریخ بغداد للخطیب، من اسمہ محمد بن العباس بن الحسین، جلد ۳، ص ۱۲۳، رقم ۱۱۴۱؛ تاریخ دمشق، من اسمہ عبد اللہ و یقال عتیق، جلد ۳۰، صفحہ ۱۵۵؛ الریاض النضرۃ ذکر اختصاصہ بمواساۃ النبی، صفحہ ۹۰

یہ بات قابل غور ہے کہ اس حدیث مبارک کی سند میں حضرت سفیان بن عیینہ، حضرت سفیان ثوری اور حضرت

اسی طرح ان کے سوا اور روایات ان حضرات سے ان شاء اللہ تعالیٰ فصول آتیہ میں آئیں گی۔ اب تو بالیقین واضح ہو گیا کہ اگر ان صحابہ نے حضرت مولا کو تفضیل دی تو لاجرم فضائل جزئیہ پر نظر کی ورنہ صریح منکر و باطل اور حلیہ صحت سے عاطل اور جب ان دو کے بارہ میں یہ گل کھلا تو باقی چار سے حکایت پر کیا اطمینان رہا۔

ع سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

بالجملہ ابوعمر کی یہ حکایت غریبہ روایۃً معلول اور درایۃً غیر مقبول اور اس کی تسلیم میں حفظ حرمت صحابہ سے عدول اور برتقدیر ثبوت ظن غالب ملتحق بہ سرحد یقین کہ ان صحابہ کا کلام فضل جزئی پر محمول۔ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ جیسے معنی غیر ثابت کا ثبوت یمکن و یحتمل کی توسیعوں سے غیر متصور یوں ہی امر متحقق و ثابت کا رفع بھی کان ولعل کی طول امل پر تجویز عقل سے باہر، جب کہ جماہیر ائمہ سلف تفضیل شیخین پر تصریح اجماع کرتے آئے تو ایسے روایت سے نقض اجماع جس میں صدہا احتمال پیدا اور افادۂ مقصود میں تعین وکفایت سے محض جدا اہل کہ اطراف وجوانب کا ملاحظہ خلاف مراد کو صریح ترجیح دے رہا ہے کیونکر معقول ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر ہمت کر کے ہمارے تمام اعتراضات مذکورہ اٹھا دیجیے اور روایت کی صحت اور شذوذ و نکارت وقدح علت سے سلامت اور ان حضرات کا مولیٰ علی کو بہ معنی فضل کلی تفضیل دینا اور انعقاد اجماع سے پیشتر اس خلاف کا ظاہر ہونا اور اخیر تک مستمر و مستقر رہنا بہ دلائل ساطعہ ثابت کر دو تو البتہ اس ساری عرق ریزیوں کا اس قدر پھل تمہیں ملے گا یہ اجماع درجہ اول کا ٹھہرے گا مگر ہیہات ہیہات کہاں تم اور کہاں یہ اثبات۔ پھر ایسے خیالی شعبدوں پر ناز کرنا عاقل کا کام نہیں سوا پکڑے ڈوبنے سے بچنا معلوم، اللہ انصاف انصاف عطا فرمائے۔'' (مطلع القمرین ص ۱۱۲)

وکیع بن الجراح جیسی شخصیات بھی شامل ہیں تو لامحالہ ماننا پڑے گا کہ یہ حضرات حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو سب سے افضل (صحابہ میں) سمجھتے تھے۔

ابن عبدالبر ؒ کے اس قول کے بارے میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی ؒ رقم طراز ہیں کہ

''علما بیان کرتے ہیں کہ ابن عبدالبر کا یہ قول معتبر نہیں ہے کیوں کہ یہ شاذ روایت ہے جو جمہور کے قول کے مخالف ہونے کے باعث معتبر نہیں ہے اور جمہور ائمہ کا اجماع اس باب میں نقل کیا جا چکا ہے۔''

(تکمیل الایمان [اردو] صفحہ ۷۰ طبع لاہور)

مزید عرض یہ ہے کہ ابن عبدالبر ؒ اور علامہ باقلانی ؒ کی کتابوں کے حوالے آپ کو مفید نہیں ہیں۔ کیوں کہ ابن عبدالبر اور علامہ باقلانی نے کسی ایک صحابی کے قول کی سند پیش نہیں کی۔ ان دونوں کے علاوہ ابن حزم نے اپنی کتاب میں ایسے اقوال نقل کیے ہیں جس کی سند خدا جانے یا پھر ابن حزم خود۔ مگر قارئین کرام! خود فیصلہ کریں کہ اتنے اہم مسئلہ میں بغیر سند کے اقوال کیسے پیش کیے جا سکتے ہیں۔ کچھ تو خدا خوفی کریں! بے سند اقوال کو ہم کیسے مان لیں۔ اس مسئلہ میں ضعیف احادیث قبول نہیں کی جاتیں کجا بغیر سند کے روایات نقل کی جائیں۔ اہل سنت کا یہ ایک علمی بحران ہے کہ سند کی طرف کوئی توجہ نہیں ہے، جہاں سے جو بھی رطب و یابس ملے نقل کر دیتے ہیں۔ اس کی تحقیق اور صحت کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتے ہیں۔ حالاں کہ صحابہ کرام ؓ کسی کے قول کی تصدیق کیے بغیر اس پر یقین نہیں کرتے تھے۔ ائمہ سلف صالحین کا اسناد کے بارے میں کیا حکم تھا، ملاحظہ کیجیے!

اسناد کی دین میں حیثیت

۱- حضرت علی المرتضیٰ ؓ فرماتے ہیں:

ان ھذا العلم دین فلینظر احدکم عمن یاخذ دینہ.

یہ دین کا علم ہے، پس چاہیے کہ تم میں سے ہر ایک دیکھے کہ وہ اپنا دین کس سے لے رہا۔ (الکفایۃ للخطیب ص ۱۲۱)

۲- امام حسن بصری ؒ فرماتے ہیں:

ان هذا العلم دين فانظروا عمن تاخذونه.

یہ دین کا علم ہے پس چاہیے کہ تم میں سے ہر ایک دیکھے کہ وہ اپنا دین کس سے لے رہا ہے۔ (المجروحین ج ۱ ص ۲۲)

۳- حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ان هذه الاحاديث دين فانظروا عمن تاخذون دينكم.

یہ احادیث دین ہے پس چاہیے کہ تم میں سے ہر ایک دیکھے کہ وہ اپنا دین کس سے لے رہا ہے۔ (المجروحین ج ۱ ص ۲۲)

۴- امام ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

پہلے زمانے کے محدثین اسناد کے بارے میں نہیں پوچھتے تھے لیکن جب فتنہ (شہادت حضرت عثمان) واقع ہوا تو اسناد کے بارے میں دریافت کیا جانے لگا تاکہ اہل سنت کی حدیث کو لے لیں اور اہل بدعت کی حدیثوں کو چھوڑ دیں۔ (الکفایہ للخطیب ص ۱۲۶، میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۳)

۵- امام ابو اسحاق ابراہیم بن عیسیٰ طالقانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے کہا: اے ابو عبدالرحمن! ایک حدیث اس طرح آئی ہے:

ان من البر بعد البر ان تصلي لابويك مع صلاتك و تصوم لهما مع صومك.

تو عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا:

اے ابو اسحاق! یہ حدیث کس سے منقول ہے؟

میں نے عرض کیا: یہ شہاب بن خراش کی حدیث میں سے ہے۔

تو انھوں نے فرمایا: وہ تو ثقہ ہے، لیکن نقل کس سے کرتا ہے؟

میں نے عرض کیا: الحجاج بن دینار سے۔

انھوں نے فرمایا: وہ بھی ثقہ ہے اور وہ کس سے نقل کرتا ہے، لیکن نقل کس سے کرتا ہے؟

میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ سے تو۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا:

يا ابا اسحق ان بين الحجاج بن دينار و بين النبي ﷺ مفاوز تنقطع فيها اعناق المطي.

یعنی اے ابو اسحاق! حجاج بن دینار اور نبی کریم ﷺ کے درمیان اتنے بڑے میدان حائل ہیں (یعنی درمیان میں راوی غائب ہیں) کہ جس کے درمیان سواریوں کی گردنیں کٹ سکتی ہیں۔ (مقدمہ صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۹، الکفایہ للخطیب ص ۳۹۲)

۵- امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الاسناد سلاح المؤمن فاذا لم يكن معه سلاح فبأي شيء يقاتل.

یعنی اسناد مومن کا ہتھیار ہے، اگر اس کے پاس اس کا ہتھیار ہی نہ ہو تو وہ آخر کس چیز سے جنگ لڑے گا؟

(شرف اصحاب الحدیث للخطیب ص ۴۲، المدخل للحاکم ص ۳، المجروحین لابن حبان ج ۱ ص ۲۷، ادب الاملاء والاستملاء ص ۸، طبقات الشافعیہ للسبکی ج ۱ ص ۱۶۷، فتح المغیث للسخاوی ج ۳ ص ۳۳۲، الفہرست لابن خیر ص ۱۳، تدریب الراوی ج ۲ ص ۱۶۰، قواعد التحدیث للقاسمی ص ۲۰۲)

۶- امام فضل بن دکین رحمہ اللہ کا قول ہے:

انما هي شهادات و هذا الذي نحن فيه يعني الحديث من اعظم الشهادات. (الکفایہ للخطیب ص ۷۷)

۷- امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مثل الذي يطلب الحديث بلا اسناد كمثل حاطب ليل يحمل حزمة حطب وفيه افعى وهو لا يدري.

یعنی بغیر سند حدیث طلب کرنے والے کی مثال رات کو لکڑیاں چننے والے اس شخص کی مانند ہے جو اپنی لکڑیوں کی گٹھڑی اٹھاتا ہے لیکن نہیں جانتا کہ اس میں ایک سانپ بھی چھپا بیٹھا ہے۔ (المدخل للحاکم ص ۴، فتح المغیث ج ۳ ص ۳۳۲، شرح المواہب اللدنیہ للزرقانی ج ۵ ص ۴۵۳، فیض القدیر ج ۱ ص ۴۳۳)

۸- امام ابوعلی الجیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اس امت پر خاص عنایت کرتے ہوئے تین ایسی اشیاء عطا فرمائی ہیں جو اس سے قبل کسی امت کو نہیں دی گئیں۔ وہ چیزیں یہ ہیں: اسناد، انساب اور اعراب۔ (شرف اصحاب الحدیث ص ۴۰، فتح المغیث ج ۳ ص ۳۳۲، المواہب اللدنیہ للقسطلانی ج ۵ ص ۴۵۵، تدریب الراوی ج ۲ ص ۱۶۰، قواعد التحدیث ص ۲۰۱)

۹- حافظ ابن صلاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اصل الاسناد اولاً خصیصة فاضلة من خصائص هذه الامة و سنة بالغة من السنن المؤكدة۔ (مقدمہ ابن صلاح ص ۲۱۵)

۱۰- علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الاسناد خصیصة من خصائص هذه الامة و سنة من السنن البالغة و طلب العلو فیه سنة ایضاً و لذلك استحبت فیه الرحلة۔

یعنی اسناد اس امت کے خصائص میں سے ایک خصوصیت اور سنن بالغہ میں سے ایک بلیغ سنت ہے۔ علو اسناد کی طلب بھی سنت ہے چنانچہ اس مقصد کے لیے سفر کرنا مستحب ہے۔ (خلاصۃ للطیبی کمافی الاجوبۃ: ۲۶)

۱۱- امام ابوحاتم الرازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لم یکن فی امة من الامم منذ خلق الله آدم امناء یحفظون آثار نبیهم الا فی هذه الامة۔

یعنی جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا کیا ہے اس وقت سے آج تک کسی بھی امت نے اپنے نبیوں کے آثار کی حفاظت نہیں کی سوائے اس امت کے۔

(شرف اصحاب الحدیث ص ۴۳، فیض القدیر للمناوی ج ۱ ص ۴۳۳)

۱۲- ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اسناد کی اصل اس امت کے خصائص میں سے ایک فضیلت والی خصوصیت، سنن

مؤکدہ میں سے ایک بلیغ سنت بلکہ فرض کفایہ میں سے ہے۔ علو سند کی طلب امر مطلوب اور فعل مرغوب ہے۔ (شرح شرح النخبۃ للقاری ص ۱۹۴)

۱۳- امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الاسناد من الدین و لو لا الاسناد لقال من شاء ما شاء۔

یعنی اسناد دین کا حصہ ہیں اگر اسناد کا وجود نہ ہوتا تو جو شخص جو بھی چاہتا وہ کہتا۔

(مقدمہ صحیح مسلم ج ۱ ص ۸۷، کتاب العلل للترمذی ج ۳ ص ۳۸۸، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۱ ص ۱۶، المجروحین لابن حبان ج ۱ ص ۱۸۷، شرف اصحاب الحدیث للخطیب ص ۴۱، الکفایہ للخطیب البغدادی ص ۳۹۳، الجامع للخطیب ج ۲ ص ۲۱۳، معرفۃ علوم الحدیث ص ۶، طبقات الشافعیۃ لابن السبکی ج ۱ ص ۱۸۷، فتح المغیث للسخاوی ج ۳ ص ۳۳۲، التمہید لابن عبدالبر ج ۱ ص ۵۶، المحدث الفاصل للرامہرمزی ص ۲۰۹، الفہرست لابن خیر ص ۱۲، ادب الاملاء والاستملاء ص ۷، مقدمہ ابن صلاح ص ۲۱۵، الالماع ص ۱۹۴، تذکرۃ الحفاظ للذہبی ص ۱۰۵۴، العلو والنزول ص ۴۴، تدریب الراوی ج ۲ ص ۱۶۰، شرح المواہب اللدنیہ للزرقانی ج ۵ ص ۴۵۳، الصارم المنکی لابن الہادی ص ۲۶۸)

مذکورہ حوالہ جات سے تمام محدثین متفق ہیں۔ ہم نے اسناد کے دین میں مقام کو بخوبی واضح کر دیا ہے۔ ہمارے اکابر نے ہی اس اصول سے ہمیں روشناس کروایا ہے۔ اب یہ فیصلہ تو ہر شخص نے خود کرنا ہے کہ اپنے سلف اور صالحین کے اصولوں کو مان کر احادیث کی اسناد کی تحقیق کریں یا پھر نام نہاد مولویوں کے پیش کردہ بغیر سند یا مجروح سند کو بنیاد بنا کر اپنا عقیدہ قائم کریں یا پھر اس کا اعلان کر دیں کہ ہم ان اصولوں کو نہیں مانتے۔ لہٰذا بغیر سندوں یا ضعیف سندوں سے عقیدہ اخذ کرنا تفضیلیہ کو ہی مبارک ہو۔ اللہ ہمیں ایسی گمراہی سے محفوظ رکھے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ اور نجات کے عقیدہ کا بیان

لالکائی اپنی سند سے کتاب السنہ میں شعیب بن حرب سے روایت کرتے ہیں کہ "ایک دفعہ میں نے امام سفیان ثوری سے کہا کہ سنت رسول کے متعلق مجھے کوئی ایسی بات بتایئے جس سے مجھے نفع ہو اور جب میں خدا کے پاس جاؤں تو کہہ سکوں: خدایا! یہ بات مجھے سفیان ثوری نے بتائی تھی۔ میری نجات ہو جائے

اور اس کی ذمہ داری آپ پر عائد ہو۔ فرمانے لگے: لکھیے!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام غیر مخلوق ہے۔ اسی کی طرف سے شروع ہوا اور اسی کی طرف لوٹے گا، جو شخص اس کے خلاف اعتقاد رکھے وہ کافر ہے، ایمان قول، عمل اور نیت کا نام ہے اور کم و بیش ہوتا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق ؓ اور حضرت عمر فاروق ؓ تمام صحابہ سے افضل ہیں۔

پھر فرمایا:

اے شعیب! جو کچھ تو نے لکھا ہے اس کا تمھیں فائدہ نہ ہوگا جب تک یہ اعتقاد نہ رکھو کہ موزوں پر مسح کرنا جائز ہے، نماز میں بسم اللہ سرًا پڑھنا افضل ہے۔۔۔۔ جب خدا کے سامنے جاؤ اور ان چیزوں کے متعلق تم سے دریافت کیا جائے تو صاف صاف کہہ دینا، خدایا! یہ باتیں مجھے سفیان نے بتائی تھیں پھر مجھے خدا کے سپرد کر کے الگ ہو جانا۔

(تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۱۹۸، شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ، رقم: ۳۱۴)

علامہ ذہبی ؒ نے اس کی سند کو ثابت اور ثقہ لکھا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۱۹۸)

اہم نکتہ: قارئین کرام! مشہور محدث اور ولی کامل حضرت سفیان ثوری ؒ کے اس عقیدہ سے چند باتیں واضح ہو جاتی ہیں:

۱۔ اس قول سے ان لوگوں کو مکمل جواب ہو جاتا ہے کہ جو آج کل ایسے پراپیگنڈا کرنے میں مصروف ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ محدثین کرام حکومتوں کے خوف اور ڈر کی وجہ سے اپنے عقائد بیان نہیں کرتے تھے اور اگر بیان کرتے بھی تھے تو حقائق کے منافی بیان کرتے تھے تاکہ حکومت وقت انھیں نقصان نہ پہنچا سکے۔

سفیان ثوری ؒ اپنے دوست اور رفیق اور جلیل القدر محدث شعیب بن حرب کو ایسا عقیدہ بتا رہے ہیں جو کہ اس کی نجات کا ذریعہ بن سکے۔ جو ان کی راست گوئی اور سچائی کی دلیل بھی ہے۔ اور کسی خوف و خطر کے بغیر اس عقیدہ کو اپنے ساتھی کو بیان کیا۔

۲۔ اس قول سے یہ معلوم ہوا کہ تفضیل شیخین کا عقیدہ رکھنا آخرت میں نفع مند ہوگا۔

۳۔ اس قول سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تفضیل شیخین کے بارے میں کل آخرت میں سوال بھی ہوگا۔ اس طرح اس قول سے ابن عبد البر کے اس قول کا بھی رد ہو جاتا ہے کہ قیامت کے دن تفضیل شیخین کا سوال نہ ہوگا۔

اگر کسی میں ذرا بھی دینی سوچ سمجھ ہوگی وہ اپنا عقیدہ تفضیل شیخین پر ہی رکھے گا۔ اور جس شخص کا عقیدہ اس پر نہ ہوگا تو سید اشرف جہانگیر سمنانی ؒ ایسے شخص کو گم راہ اور زندیق سمجھتے ہیں۔ عقل والوں کا کام سوچنا سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہوتا ہے اور بے وقوفوں کے لیے تاویلوں اور انکار کی راہ ہمیشہ کھلی رہتی ہے۔

قارئین کرام! اگلے صفحات پہ آپ اہل سنت و جماعت کا متفقہ موقف ملاحظہ کریں تاکہ حق واضح ہو جائے۔

اطلاع عام: قارئین کرام! میرے علم کے مطابق کوئی جید سنی عالم تاریخ میں ایسا نہیں گزرا جس نے تفضیل شیخین کے علاوہ کوئی دوسرا عقیدہ رکھا ہو اور قول کی سند صحیح اور علتوں سے پاک ہو۔ میرے ناقص مطالعہ کے مطابق جید سنی سادات میں سے کسی نے تفضیل شیخین کے علاوہ کوئی عقیدہ نہیں رکھا۔ اور میرے مطالعہ میں کسی جید سنی صوفی کا بھی کوئی مستند قول تفضیل شیخین کے علاوہ نہیں ملا۔ اگر کسی بھی شخص کو ایسے اقوال ملیں تو ہمیں ضرور اطلاع دے۔ تاکہ ہم ایسے حوالوں کو بھی اپنی کتاب کی زینت بنا سکیں اور دونوں طرف کے اقوال قارئین کے سامنے پیش کر سکیں۔ میرا مقصد اس کتاب میں صرف یک طرفہ اقوال کو جمع کرنا نہیں بل کہ تفضیل کے موضوع پر دونوں اطراف سے اقوال قلم بند کرنا بھی ہے۔ تاکہ کوئی کم فہم بندہ یہ اعتراض نہ کر سکے کہ راقم نے جانب داری کا ثبوت دیتے ہوئے یہ تحریر لکھی ہے۔ میں نے اس موضوع پر وسیع مطالعہ رکھنے والے جناب سید عظمت حسین شاہ گیلانی صاحب، راول پنڈی سے بھی گذارش کی ہے کہ اگر آپ کے مطالعہ میں کسی صوفی کا تفضیل علی المرتضیٰ ؓ کا کوئی قول ہو تو اس کی نشان دہی کر دیں۔

جناب سید عظمت شاہ گیلانی صاحب نے علامہ آلوسی ؒ کی تفسیر روح المعانی کا بتایا کہ انھوں نے لکھا ہے کہ تمام صوفیہ کرام تفضیل علی کے قائل ہیں۔

میں نے جب صوفیہ کرام کی کتابوں کا مطالعہ کیا تو معاملہ اس کے برعکس معلوم ہوا۔ کیوں کہ میرے مطالعہ میں صوفیہ کرام تو تفضیل حضرت ابو بکر صدیق ؓ کے قائل ہیں۔ میں نے پھر قبلہ سید عظمت حسین شاہ صاحب سے عرض کی کہ علامہ آلوسی ؒ کی یہ بات کچھ صحیح معلوم نہیں ہوتی کیوں کہ حقائق اس کے برعکس ہیں۔ پھر میں نے جناب سید عظمت شاہ صاحب سے مؤدبانہ گذارش کی کہ علامہ آلوسی ؒ کی بات تو ثانوی حیثیت کا درجہ رکھتی ہے کیوں کہ براہ راست ماخذ تو صوفیہ کرام کی اپنی تصانیف ہیں لہٰذا کسی جید صوفی کی کتاب کا حوالہ بتا دیں! مگر اب تک انھوں نے کسی قول یا حوالہ کی نشان دہی نہیں کی ہے۔ میری ان تمام لوگوں سے بھی درخواست ہے کہ جو کسی نہ کسی سلسلہ بیعت سے وابستہ ہیں اگر ان کے مطالعہ میں کوئی قول تفضیل کے بارے میں ہو تو راقم کو ضرور اطلاع دیں تاکہ ہم اپنی تحقیق کو تعصب اور جانب داری سے محفوظ رکھ سکیں اور اصل حقائق اس موضوع پر قارئین کرام تک پہنچا سکیں۔

اہم نوٹ: راقم الحروف کی کسی عبارت سے اگر کسی کی دل آزاری ہو تو میں معذرت کا خواست گار ہوں۔ کیوں کہ میری تحریر کا مقصد کسی کی بھی دل آزاری نہیں بل کہ حق اور سچ بات کی تحقیق کرنا ہے۔ ایک سنی ہونے کی حیثیت سے سادات کرام کا احترام کرنا مجھ پر واجب ہے اگر مسئلہ تفضیل عقیدہ اور اہل سنت کی نشانیوں میں سے نہ ہوتا تو میں اس موضوع پر کبھی نہ لکھتا۔ مگر جس طرح مجھ پر اہل بیت کرام کی تعظیم واجب ہے بالکل اسی طرح اہل سنت کے عقائد کا دفاع کرنا بھی ضروری ہے۔ میں اپنے آپ کو اہل بیت کرام کا ایک محب کہلوانے میں فخر محسوس کروں گا بہ خلاف اس کے کہ کوئی مجھ پر ناصبیت کا فتویٰ لگانے کی فرسودہ کوشش کرے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو اہل بیت کرام ؓ کی عظمت بیان کرنے کی ہمت، ان کا مرتبہ سمجھنے کی توفیق اور نبی کریم ﷺ کے اصحاب ؓ کی تعظیم کرنے کی سعادت عطا فرمائے! (آمین)

خادم اہل سنت و جماعت خاک راہ اہل بیت

فیصل خان، راول پنڈی

پہلی صدی کے علمائے کرام

۱۔ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم

مسئلہ افضلیت کو شد و مد کے ساتھ بیان فرمانے والی پہلی شخصیت خود تاج دار ولایت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

لا اجد احدا فضلني على أبي بكر و عمر الا جلدته حد المفترى

یعنی میں جسے پاؤں گا کہ مجھے ابو بکر و عمر ؓ سے افضل کہتا ہے اسے الزام تراشی کی سزا کے طور پر اسی (۸۰) کوڑے ماروں گا۔

(الاعتقاد والہدایہ الی سبیل الرشاد بیہقی صفحہ ۳۵۸، المؤتلف والمختلف للدارقطنی، باب الحا، جلد ۳، صفحہ ۹۲)

اور مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بالخصوص اس مسئلہ افضلیت کو اپنے ایام خلافت میں اس کثرت سے مشہور فرمایا کہ امام ذہبی نے تاریخ الاسلام میں لکھا کہ

هذا متواتر عن علي.

یعنی تفضیل شیخین مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے تواتر کے ساتھ منقول ہے۔

(تاریخ الاسلام للذہبی، باب عہد الخلفاء، جلد ۳، صفحہ ۱۱۵)

اسی طرح شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث مبارکہ سے اس مسئلہ کی قطعیت پر استدلال فرمایا ہے آپ فرماتے ہیں کہ

اجلہ صحابہ کرام اور حضرت علی ؓ کے احباب سے اسی (۸۰) حضرات نے تفضیل شیخین ؓ کا مسئلہ روایت کیا ہے اور ان حضرات نے مختلف مواقع میں یہ مسئلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے سنا ہے اور دار قطنی اور دوسرے محدثین نے حضرت علی ؓ سے صحیح روایات بیان کی ہیں کہ حضرت علی ؓ نے فرمایا:

جو شخص مجھ کو حضرت ابو بکر و عمر پر فضیلت دے گا تو میں اس کو اتنے درے مارونگا جتنے مفتری کو مارے جاتے ہیں۔

ان الفاظ سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ قطعی ہے اس واسطے کہ اجماع سے ثابت ہے کہ امور ظنیہ میں سزا (حد) نہیں ہے۔ (فتاوی عزیزی مترجم صفحہ ۳۸۲)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسئلہ تفضیل کو سب سے زیادہ بیان فرمانے والے اور مخالفین کو سخت سزا کا خوف دلانے والے سیدنا علی المرتضیٰ اسد اللہ بلند و بالا کے شیر کرم اللہ وجہہ الکریم اس لیے کہ ان کے ایام خلافت اور کرسی زعامت میں ان کا شیخین ابو بکر و عمر کو خود پر اور تمام امت پر فضیلت دینا تواتر سے ثابت ہوا۔ (فتاوی رضویہ جلد ۲۸ صفحہ ۶۷۴)

۲۔ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ (م ۱ھ)

عقیدہ: حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ راوی:

ان رسول اللہ ﷺ قال: ان روح القدس جبریل اخبرنی ان خیر امتك بعدك ابو بكر.

یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: بے شک روح القدس جبریل نے مجھے خبر دی کہ بہتر آپ کی امت کے بعد آپ کے ابو بکر ہیں۔

(طبرانی فی المعجم الاوسط، جلد ۶ صفحہ ۲۹۲، رقم ۶۴۴۸)

۳۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (م ۳۲ھ)

صحابی رسول اور بڑے فقیہ تھے۔

عقیدہ: قال: حب ابی بکر و عمر و معرفۃ فضلهما من السنۃ۔

(شرح اصول الاعتقاد، رقم: ۲۳۱۹)

یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی محبت اور ان کی فضیلت کی پہچان سنت کے قبیل سے ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فقیہ صحابی تھے اور فقہا صحابہ نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی

افضلیت کے سوا دوسرا قول بیان نہیں کیا اور یہ قول ان لوگوں پر بھی حجت ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو افضل سمجھتے تھے۔

۴۔ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ (م ۳۲ھ)

عقیدہ: سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

ما طلعت الشمس و لا غربت علی احد افضل من ابی بکر الا ان یکون نبی۔

یعنی طلوع کیا آفتاب نے اور نہ غروب کیا کسی شخص پر جو ابو بکر سے افضل ہو سوا نبی کے۔ (مسند عبد بن حمید، جلد ۱ صفحہ ۱۰۱، رقم الحدیث ۲۱۲)

۵۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ (م ۳۶ھ)

عقیدہ: ابن عساکر حضرت مولی المسلمین اسد اللہ الغالب اور حواری رسول اللہ ﷺ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے راوی، حضور افضل الانبیا علیہ افضل التحیۃ والثنا ارشاد فرماتے ہیں:

خیر امتی بعدی ابو بکر و عمر۔

میرے بعد میری امت کے بہترین لوگ ابو بکر و عمر ہیں۔

(تاریخ دمشق ابن عساکر من اسمہ عبید بن احمد بن عبید جلد ۳۸ ص ۱۶۸)

۶۔ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما (م ۵۰ھ)

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

کان اشبه الناس وجها برسول اللہ ﷺ۔ (الکاشف، رقم: ۱۰۴۴)

وہ تمام لوگوں سے زیادہ نبی کریم ﷺ کی صورت پاک سے مشابہت رکھتے تھے۔

عقیدہ: قال (الامام الشعبی) ادرکت خمس مائۃ من اصحاب النبی ﷺ کلھم یقولون: ابو بکر و عمر و عثمان و علی۔ (تاریخ دمشق: ۲۵/۳۴۸)

یعنی میں نے پانچ سو صحابہ کرام سے ملاقات کی اور تمام صحابہ کرام کہتے تھے کہ حضرت

ابوبکر، (پھر) حضرت عمر اور (پھر) حضرت عثمان اور (پھر) حضرت علی رضی اللہ عنہم۔
امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے استادوں میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔
(تہذیب الکمال، رقم: ۳۰۴۲)

۷۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (۵۹ھ)

عقیدہ: ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیر و متواتر کہا کرتے: افضل امت بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق ہیں، پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہما۔

(مسند الحارث، باب فیما اشترک فیہ ابوبکر وغیرہ من الفضل جلد ۲ صفحہ ۸۸۸ رقم الحدیث ۹۵۹، اتحاف الخیرۃ المہرۃ للبوصیری جلد ۳ صفحہ ۱۵۹ رقم ۶۵۶۷، بغیۃ الباحث عن زوائد مسند الحارث للہیثمی جلد ۲ صفحہ ۸۸۸ رقم ۹۵۹، السنۃ للخلال، باب الانکار علی من قدم علیا علی عثمان جلد ۲ صفحہ ۳۷۹ رقم الحدیث ۵۲۹ (اسناد ضعیف)، حلیۃ الاولیاء، من اسمہ میمون بن مہران جلد ۴ صفحہ ۹۳، تاریخ مدینۃ دمشق، حرف العین جلد ۳۰ صفحہ ۳۴۲)

۸۔ حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما (م ۶۱ھ)

حافظ ابن حجر نے کہا:

سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ریحانۃ، حفظہ عنہ۔ (تقریب التہذیب رقم: ۱۳۲۴)

عقیدہ ۱: عقیدہ ۱: امام ابن السمان کتاب الموافقۃ میں فرماتے ہیں کہ جناب سید الشہدا خاتم آل عبا سبط رسول الثقلین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے بعد کسی ایسے شخص پر سورج طلوع ہوا نہ غروب جو کہ ابوبکر سے بہتر ہو۔ (تفسیر عزیزی تفسیر سورۃ اللیل جلد ۳ صفحہ ۲۰۲)

۲ قال (الامام الشعبی) ادرکت خمس مائۃ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلھم یقولون: ابوبکر و عمر و عثمان و علی۔ (تاریخ دمشق: ۲۵/ ۳۴۸)

یعنی میں نے پانچ سو صحابہ کرام سے ملاقات کی اور تمام صحابہ کرام کہتے تھے کہ حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان اور (پھر) حضرت علی رضی اللہ عنہم۔

امام شعبی کے شیوخ میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔ (تہذیب الکمال، رقم: ۳۰۴۲)

۹۔ حضرت مسروق بن الاجداع رضی اللہ عنہ (م ۶۳ھ)

چوٹی کے فقہا میں شمار ہوتے ہیں۔ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابی بن ابی کعب رضی اللہ عنہم سے علم حاصل کیا۔ انھیں فتوی کا علم قاضی شریح سے زیادہ تھا۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۴۶)

عقیدہ: قال: حب ابی بکر و عمر و معرفۃ فضلھما من السنۃ.

یعنی حضرت مسروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محبت اور ان کی فضیلت کی پہچان سنت کے قبیل سے ہے۔

(شرح اصول الاعتقاد، رقم: ۲۳۲۲)

۱۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (م ۷۴ھ)

عقیدہ: سیدنا عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

وھذا لفظ الطبرانی و ھو اصرح فی الرفع قال کنا نقول و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حی: افضل ھذہ الامۃ بعد نبیھا صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر و عمر و عثمان فیسمع ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا ینکرہ.

یعنی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کہا کرتے: افضل اس امت کے بعد اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر و عمر و عثمان ہیں۔ پس یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سمع اقدس تک پہنچتی اور حضور انکار نہ فرماتے۔

(المعجم الکبیر، من اسمہ عبداللہ بن عمر جلد ۱۲ صفحہ ۲۸۵ رقم ۱۳۱۳۲، مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۳۹ رقم الحدیث ۱۴۳۸۵)

۱۱۔ حضرت ابی جحیفہ وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہما (م ۷۴ھ)

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا: آپ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (الکاشف، رقم: ۶۱۰۸)

عقیدہ: مضت السنۃ بتفضیل ابی بکر و سبق حب علی الی القلوب.

یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی افضلیت سلف کی سُنّت ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت قلوب پر غالب ہے۔ (شرح اصول الاعتقاد، رقم: ۲۶۱۱)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تفضیل سلف کی سُنّت ہے۔

۱۲۔ حضرت جابر بن عبداللہ الانصاری (م ۷۸ھ)

عقیدہ: طبرانی سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور سید العالمین ﷺ فرماتے ہیں:

ما طلعت الشمس احد امنکم افضل من ابی بکر.

تم میں کسی ایسے پر آفتاب نہ نکلا جو ابوبکر سے افضل ہو۔

یہ حدیث مبارکہ حضرت جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے مندرجہ ذیل متن کے ساتھ ان دو کتب میں ہی صرف مل سکتی ہے۔

(کتاب المجروحین لابن حبان، جلد ا، ص ۱۲۷، تاریخ دمشق من اسمہ عبداللہ جلد ۳۰، ص ۲۰۷)

اور تبدیلی متن کے ساتھ یعنی "ماطلعت الشمس علی خیر منه" کے ساتھ صرف امام دارقطنی کی کتاب میں ہی مل سکی ہے، ملاحظہ ہو العلل الواردہ للدارقطنی، جلد ا، صفحہ ۵۰۰، رقم ۳۲۷۰

یہ بات یاد رہے کہ خود حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضرات شیخین کی افضلیت کے شد و مد کے ساتھ قائل تھے جیسا کہ حضرت جابر خود سرکار دو عالم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ

لا تفضلن احدا منکم علی ابی بکر فانه افضلکم فی الدنیا و الآخرة.

یعنی کسی کو بھی حضرت ابوبکر صدیق سے افضلیت نہ دو کیوں کہ وہ دنیا اور آخرت میں تم سے افضل ہیں۔

(اخبار اصبہان لابی نعیم، باب الالف جلد ۲ صفحہ ۱۰، رقم ۱۱۲۶، تاریخ دمشق من اسمہ عبداللہ دیگال عتیق جلد ۳۰ صفحہ ۲۱۲)

دارقطنی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

من طریق ابن جریج عن عطاء عنه ان النبی ﷺ رای ابا الدرداء یمشی امام ابی بکر فقال: اتمشی قدام رجل ماطلعت الشمس علی خیر فلم یذکر اسم من مشی امامه و اللفظ عنده تمشی بین

یدی من هو خیر منك. عن ابی الدرداء قال: رآنی رسول الله ﷺ و انا امشی امام ابی بکر. قال: یا ابا الدرداء اتمشی امام من هو خیر منك ما طلعت الشمس و لا غربت علی احد بعد النبیین و المرسلین افضل من ابی بکر. قال و من وجه اخر: اتمشی بین یدی من هو خیر منك. فقلت: یارسول الله! ابوبکر خیر منی؟ قال: و من اهل مکة جمیعا. قلت: یارسول الله! ابوبکر خیر منی و من اهل مکة جمیعا؟ قال: و من اهل المدینة جمیعا. قلت: یارسول الله! ابوبکر خیر منی و من اهل الحرمین؟ قال: ما اظلت الخضراء و لا اقلت الغبراء بعد النبیین و المرسلین خیرًا و افضل من ابی بکر.

محصل روایات یہ کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کو حضور سید المرسلین ﷺ نے صدیق اکبر کے آگے چلتے دیکھا۔ ارشاد فرمایا: تو اس شخص کے آگے چلتا ہے جس سے بہتر پر آفتاب نے طلوع نہ کیا۔

اور ایک روایت میں ہے: تو اس کے آگے چلتا ہے جو تجھ سے بہتر ہے۔ آفتاب نے انبیاء و مرسلین کے بعد کسی ایسے پر طلوع و غروب نہ کیا جو ابوبکر سے افضل ہو۔

اور ایک میں یوں ہے: کیا تو اس کے آگے چلتا ہے جو تجھ سے بہتر ہے۔ ابو درداء نے عرض کیا: یارسول اللہ ابوبکر مجھ سے بہتر ہیں؟ فرمایا: اور تمام اہل مکہ سے۔

عرض کیا: یارسول اللہ ابوبکر مجھ سے بہتر ہیں اور تمام اہل مکہ سے؟ فرمایا: اور تمام اہل مدینہ سے؟

عرض کیا: یارسول اللہ! ابوبکر مجھ سے بہتر ہیں اور تمام اہل مکہ و مدینہ سے؟ فرمایا آسمان نے سایہ نہ ڈالا کسی ایسے پر اور زمین نے نہ اٹھایا کسی ایسے کو جو انبیاء و

مرسلین کے بعد ابو بکر سے بہتر و افضل ہو۔

(الصواعق المحرقۃ ابن حجر مکی باب فی التخییر والخلافۃ صفحہ ۷۱)

۱۳۔ حضرت سعید بن المسیب (۹۴ھ)

عقیدہ: سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

لم یکن رسول اللہ ﷺ یقدم علیہ احدا۔

یعنی حضور ﷺ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر کسی کو مقدم نہیں سمجھتے تھے۔

(المستدرک للحاکم، ذکر ابو بکر صدیق بن ابی قحافہ، جلد ۳، صفحہ ۶۶، رقم الحدیث ۴۴۰۸)

۱۴۔ امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۴ھ)

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

ما رایت قرشیًا افضل منہ. (الکاشف، رقم: ۳۸۹۳)

یعنی میں نے کوئی قریشی ان سے افضل نہیں دیکھا۔

عقیدہ: قال (یحیی بن سعید الانصاری): من ادرکت من اصحاب النبی ﷺ لم یختلفوا فی ابی بکر و عمر و فضلھما، انما کان الاختلاف فی علی و عثمان. (شرح اصول الاعتقاد، رقم: ۲۶۰۹)

یعنی میں (یحیی بن سعید الانصاری) نے جن صحابہ کرام کو پایا وہ اختلاف نہیں کرتے تھے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی تفضیل میں اور اختلاف حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی افضلیت میں تھا۔

یحیی بن سعید الانصاری کے شیوخ میں امام زین العابدین، علی بن الحسین الہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کا نام سرفہرست ہے۔ (تہذیب الکمال، رقم: ۶۸۳۶)

۱۵۔ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۶ھ)

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سائلین سے کہتے تھے: ابراہیم تم میں موجود ہیں اور تم مجھ سے فتوی پوچھتے ہو؟ اعمش نے کہا کہ ابراہیم علم حدیث کا نقاد ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۷۰)

عقیدہ: من فضل علیًا علی ابی بکر و عمر فقد ازری علی اصحاب رسول اللہ ﷺ المہاجرین و الانصار۔ (فضائل الصحابہ، رقم: ۳۰۹)

یعنی جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر فضیلت دی، تحقیق اس نے مہاجرین و انصار پر عیب جوئی کی۔

ان حوالہ جات کے علاوہ صحابہ کرام کی ایک بہت بڑی تعداد سے تفضیل شیخین مروی ہے۔ جس کی تفصیل علامہ ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الطریقۃ المحمدیۃ کا مطالعہ کریں! یہ کتاب ان شاء اللہ تحقیق کے ساتھ جلد سنی فاؤنڈیشن اور دار الاسلام کے زیر اہتمام شائع ہوگی۔

۱۶۔ امام شہر بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۰ھ)

عقیدہ: شہر بن حوشب فرماتے ہیں کہ میں نے دو اشخاص کو بحث کرتے سنا۔ ایک شخص یہ دعوی کر رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے بہتر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور یہ کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے تھے جب کہ دوسرا شخص جس کا تعلق اہل سنت و جماعت سے تھا اس کا عقیدہ یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے بہتر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان دونوں اشخاص کے باہم اتفاق سے یہ طے پایا کہ دونوں اشخاص اپنے عقیدہ کی حقانیت کے لیے آگ کی بھٹی میں داخل ہوں گے اور جس شخص کا عقیدہ اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہوا وہ بھٹی سے بہ خیر و عافیت باہر نکل آئے گا۔ اب یہ دونوں اشخاص بھٹی میں داخل ہو گئے اور بھٹی کے مالک نے دونوں کو ڈھانپ دیا اور خود چلا گیا۔ کچھ وقت کے بعد بھٹی کو کھولا گیا تو وہ شخص جس کا عقیدہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا تھا بھٹی سے بہ خیر و عافیت نکل آیا۔ جب کہ دوسرا شخص جل کر کوئلہ بن چکا تھا۔ تاہم اس کی پیشانی محفوظ رہی تھی۔ جس پر دو سطروں پر یہ لکھا تھا: اس شخص نے سرکشی کی، بغاوت کی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا انکار کیا۔

(سعادت الدارین ج ۲ ص ۴۱۸)

دوسری صدی کے علمائے کرام

قارئین کرام! ذیل میں تابعین کرام کا عقیدہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے بارے میں ملاحظہ کریں!

۱۷۔ امام شعبی عامر بن شرجیل رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۴ھ)

آپ کوفہ کے رہنے والے تھے۔ خود فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ سو صحابہ کرام سے ملاقات کی اور علم کا فیض حاصل کیا۔ ابو مجلز رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے شعبی سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ، طاؤس، عطا، حسن البصری اور محمد بن سیرین رحمہم اللہ بھی ان کے مقابلے کے نہیں تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۷۶)

عقیدہ: ۱۔ و انما نقم علیه افراطه فی حبّ علی و تفضیله له علی غیرہ من ھھنا۔ و الله اعلم. کذّبه الشعبی. لان الشعبی یذھب الی تفضیل ابی بکر و الی انه اوّل من اسلم. و تفضیل عمر.

یعنی امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ پر حب علی اور تفضیل علی کی وجہ سے طعن و تشنیع کی گئی۔ واللہ اعلم۔ جب کہ معاملہ اس کے برعکس ہے، امام شعبی نے اس بات کو جھوٹا قرار دیا اس لیے کہ امام شعبی خود حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی افضلیت کے قائل ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اول الاسلام ہونے کے قائل ہیں۔ (جامع بیان العلم وفضلہ، رقم: ۲۱۳۵)

۲۔ قال ادرکت خمس مائة من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلھم یقولون: ابو بکر و عمر و عثمان و علی۔ (تاریخ دمشق: ۲۵/۳۴۸)

یعنی میں نے پانچ سو صحابہ کرام سے ملاقات کی اور تمام صحابہ کرام کہتے تھے کہ حضرت

ابو بکر (پھر) حضرت عمر اور (پھر) حضرت عثمان اور (پھر) حضرت علی رضی اللہ عنہم۔

امام شعبی کے شیوخ کی فہرست: اب ذرا ان پانچ سو صحابہ کرام میں سے چند جلیل القدر صحابہ کرام کے نام ملاحظہ کریں، جنھوں نے تفضیل شیخین کا قول کیا:

حضرت علی، حضرت حسن بن علی، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عائشہ، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری، حضرت عدی بن حاتم، حضرت عبد اللہ بن عمرو، حضرت انس بن مالک، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت اشعث بن قیس، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت نعمان بن بشیر، حضرت جریر بن عبد اللہ، حضرت ابو جحیفہ، حضرت براء بن عازب، حضرت عامر بن شہر، حضرت معاویہ، حضرت فروہ بن مسیک، حضرت عروہ بن الجعد، حضرت عروہ بن مضرس، حضرت وہب بن خنبش، حضرت الحارث بن مالک بن برصا، حضرت حذیفہ بن اسید الغفاری، حضرت حبشی بن جنادہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عمرو بن حریث، حضرت عبد اللہ بن جعفر، حضرت قرظہ بن کعب، حضرت ابن ابزی، حضرت ابن ابی اوفی، حضرت اسامہ بن زید، حضرت الحسین بن علی، حضرت عبد اللہ بن زبیر، حضرت المقدام ابو کریمہ اور حضرت فاطمہ بنت قیس۔ (تہذیب الکمال، رقم: ۳۰۴۲)

اہل بیت کرام اور تفضیل شیخین

مذکورہ بالا فہرست میں اہل بیت کے جلیل القدر اصحاب حضرت علی، عبد اللہ بن عباس، حضرت حسن بن علی، حضرت حسین بن علی، حضرت عائشہ، حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم بھی ہیں۔

امام شعبی نے واضح طور پر ان اصحاب سے تفضیل شیخین کا قول نقل کیا ہے۔ اس قول میں ان لوگوں کا رد اور جواب ہے جو کہ صبح شام یہ کہتے نہیں تھکتے کہ اہل بیت تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو افضل مانتے تھے اور پھر دلیل میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا قول لا یسبقه الاولون بعمل و لا یدرکه الآخرون (مستدرک حاکم: ۳/۱۸۹) پیش کرتے ہیں، مذکورہ بالا فہرست شیوخ امام شعبی میں حضرت حسن بن علی بھی ہیں جو تفضیل شیخین کے قائل تھے۔ لہٰذا یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ سیدنا حسن بن علی بھی تفضیل شیخین کے قائل تھے۔ ان لوگوں کو اس قول پر

غور وخوض کی دعوت ہے۔ اللہ جسے چاہے ہدایت عطا فرمائے اور جسے چاہے گم راہ کر دے۔
مذکورہ بالا فہرست میں امام حسین بن علی ؓ کا بھی نام موجود ہے اور جس سے معلوم ہوا کہ امام حسین بھی تفضیل شیخین کے قائل تھے۔

۱۸۔ حضرت طاؤس بن کیسان ؒ (م ۱۰۶ھ)

آپ نے حضرت زید بن ثابت، حضرت عائشہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت زید بن ارقم، حضرت ابن عباس اور صحابہ کی ایک جماعت سے علم حاصل کیا۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۷۹)

عقیدہ: قال: حب ابی بکر و عمر و معرفة فضلهما من السنة.
فرمایا کہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ اور حضرت عمر ؓ کی محبت اور ان کی فضیلت کی پہچان سنت کے قبیل سے ہے۔ (شرح اصول الاعتقاد، رقم: ۲۳۲۳)

۱۹۔ امام حسن بصری ؒ (م: ۱۱۰ھ)

علامہ ذہبی ؒ لکھتے ہیں:
کان کبیر الشان رفیع الذکر راسا فی العلم و العمل. (الکاشف رقم: ۱۰۱۹)

عقیدہ: سال النضر بن عمرو الحسن البصری فقال: ابو بکر افضل ام علی؟ فقال: سبحان الله و لا سواء سبقت لعلی سوابق شرکة فیها ابو بکر واحدث لم یشرکه فیها ابو بکر. ابو بکر افضل.
(شرح اصول الاعتقاد، رقم: ۲۶۲۶)

۲۰۔ امام میمون بن مہران ؒ (م ۱۱۷ھ)

امام ابو الملیح ؒ فرماتے ہیں کہ میں نے میمون بن مہران سے افضل کوئی نہیں دیکھا۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۹۱ تیسرا الطبقہ)

عقیدہ: حضرت میمون بن مہران سے سوال ہوا شیخین افضل ہیں یا علی؟ اس کلمہ کے سنتے ہی ان کے بدن پر لرزہ پڑا یہاں تک کہ عصا دست مبارک سے گر گیا اور فرمایا: مجھے گمان نہ تھا اس زمانے تک زندہ رہوں گا جس میں لوگ ابو بکر و عمر

کے برابر کسی کو بتائیں گے۔
(السنۃ للخلال، باب الانکار علی من قدم علیا علی عثمان، جلد ۲، صفحہ ۳۷۹، رقم الحدیث ۵۲۹ (اسنادہ ضعیف)، حلیۃ الاولیاء، من اسمہ میمون بن مہران، جلد ۴، صفحہ ۹۳، تاریخ مدینہ دمشق، حرف العین، جلد ۳۰، صفحہ ۳۲)

اسی طرح صحابی رسول حضرت عمار بن یاسر ؓ کا قول مبارک بھی اس کا مؤید ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

من فضل علی ابی بکر و عمر احدا من اصحاب النبی ﷺ فقد ازری بالمهاجرین والانصار وطعن علی اصحاب النبی ﷺ.

جس نے حضرت ابو بکر و عمر ؓ پر کسی کو فضیلت دی پس اس نے مہاجرین و انصار کو عیب لگایا اور اصحاب نبی ﷺ پر طعن کیا۔
(معجم الاوسط، جلد ۱، صفحہ ۲۵۴، رقم ۸۳۲، شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ، باب جماع فضائل الصحابۃ، جلد ۲، صفحہ ۱۹۲، رقم الحدیث ۲۱۳۹، فضائل ابی بکر الصدیق للعشاری، صفحہ ۱۰، رقم الحدیث ۲۱، مجمع الزوائد للہیثمی، باب فیما ورد من الفضل لابی بکر و عمر و غیرہما، جلد ۹، صفحہ ۶۱، رقم ۱۴۳۶۳)

نوٹ: کچھ لوگوں نے میمون بن مہران ؒ پر امام عجلی ؒ کے حوالے سے ناصبی ہونے کا اعتراض بھی وارد کیا ہے، مگر اس بارے میں مختصراً عرض کر دیں کہ میمون بن مہران پر ناصبی ہونے کا اعتراض مردود اور غلط ہے۔ اگر کسی نے اس موضوع پر لکھنے کا شوق پورا کیا تو ان شاء اللہ اس کو تسلی بخش جواب دیا جائے گا۔

۲۱۔ امام ابن شہاب زہری ؒ (م ۱۲۴ھ)

امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیز ؒ فرماتے ہیں: زہری سے بڑھ کر صحیح احادیث کو جاننے والا کوئی شخص باقی نہیں رہا۔
امام ایوب سختیانی ؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں دیکھا۔
(تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۹۷)

عقیدہ: قال: من فضل ابی بکر انه لم یشك فی الله عزوجل ساعة قط.
(فضائل الصحابہ لامام احمد، رقم: ۹۶)

یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے زیادہ فضیلت والا کون ہو سکتا ہے! انھوں نے اللہ کے بارے میں ایک لمحہ بھی شک نہیں کیا۔

۲۲۔ یحییٰ بن سعید الانصاری رحمہ اللہ علیہ (م ۱۴۳ھ)

امام ایوب رحمہ اللہ کا قول ہے کہ مدینہ منورہ میں یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ سے بڑا فقیہ کوئی نہیں دیکھا گیا۔

یحییٰ القطان فرماتے ہیں کہ علم و فضل میں یحییٰ بن سعید امام زہری سے بھی آگے ہیں۔

(تذکرۃ الحفاظ، رقم:۱۳۰)

عقیدہ: قال: من ادرکت من اصحاب النبی ﷺ لم یختلفوا فی ابی بکر و عمر و فضلھما، انما کان الاختلاف فی علی و عثمان۔

یعنی میں نے جن صحابہ کرام کو پایا وہ اختلاف نہیں کرتے تھے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی تفضیل میں اور اختلاف حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی افضلیت میں تھا۔ (شرح اصول الاعتقاد، رقم:۲۶۰۹)

اہم نکتہ: یحییٰ بن سعید الانصاری کے قول نے دو اہم نکات کو حل کر دیا ہے:

اول: اس قول میں ان لوگوں کا جواب ہے جو دن رات یہ کہتے نہیں تھکتے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت خلافت میں تھی۔ کیوں کہ اگر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت خلافت میں تھی تو پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میں اختلاف کس چیز کا تھا؟ کیوں کہ ان دونوں کی خلافت میں تو اختلاف نہیں تھا اس لیے کہ ان کی خلافت تو مجلس شوریٰ کے ذریعے طے پائی تھی تو ثابت ہوا کہ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان اختلاف افضلیت میں تھا۔ جب ان دونوں میں اختلاف افضلیت میں تھا تو شیخین پر اتفاق بھی ان کی افضلیت اور فضیلت پر تھا۔ سوچنے والوں پر عقدہ کھل گیا ہوگا۔ ذرا سوچیے!

دوم: اس قول میں حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما میں اختلاف کا مطلب یہ نہیں کہ بعد میں یہ اختلاف حل نہ ہو سکا۔ امت نے اس مسئلہ کو حل کیا اور جمہور نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حق میں فیصلہ دیا۔

اب قارئین کرام ملاحظہ کریں کہ یحییٰ بن سعید الانصاری رحمہ اللہ نے کن کن صحابہ کرام اور تابعین کرام سے سنا اور علم اخذ کیا۔

امام یحیی بن سعید کے اساتذہ: اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ، انس بن مالک، بشیر بن نہیک، بشیر بن یسار، علیہ بن ابی مالک القرظی، جعفر بن عبداللہ بن الحکم الانصاری، جعفر بن محمد الصادق، حفص بن عبیداللہ بن انس بن مالک، حمید بن نافع، حمید الطویل، حنظلہ بن قیس الزرقی، خالد بن ابی عمران، ذکوان ابی صالح السمان، ربیعہ بن ابی عبدالرحمن، زرارۃ محمد بن عبدالرحمن بن سعد بن زرارۃ، سالم بن عبداللہ بن عمر، السائب بن یزید، سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف، سعد بن اسحاق بن کعب بن عجرۃ، سعید بن ابی سعید المقبری، سعید بن المسیب، ابی الحباب سعید بن یسار، سلیمان بن یسار، سہیل بن ابی صالح، طلحہ بن مصرف الکوفی، عباد بن تمیم الانصاری، عبادہ بن الولید بن عبادۃ بن الصامت، عبداللہ بن ابی بکر بن حزم، عبداللہ بن دینار، عبداللہ بن ابی سلمہ الماجشون، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ، ابی طوالہ عبداللہ بن عبدالرحمن بن معمر بن حزم الانصاری، عبداللہ بن المغیرہ بن ابی بردہ الکنانی، عبدالحمید بن عبداللہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب، عبدالرحمن بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی صعصعہ، عبدالرحمن بن القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق، عبدالرحمن بن ہرمز الاعرج، عبدالرحمن بن وعلہ المصری، عبدالملک بن ابی بکر بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام، عبیداللہ بن زحر الافریقی، عبید بن حنین، عدی بن ثابت، وعراک بن مالک، عروۃ بن الزبیر، عکرمہ مولیٰ بن عباس، علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب، عمر بن ثابت الانصاری، عمر بن کثیر بن افلح، عمر بن نافع مولیٰ بن عمر، عمرو بن شعیب، عمرو بن یحییٰ بن عمارہ، قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق، محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی، محمد بن ابی امامہ بن سہل بن حنیف، محمد بن سعید بن المسیب، ابی الرجال محمد بن عبدالرحمن الانصاری، محمد بن عبدالرحمن الانصاری بن اخی عمرۃ، محمد بن عمرو بن علی بن ابی طالب، محمد بن مسلم بن شہاب الزہری، محمد بن المنکدر، محمد بن یحییٰ بن حبان ع، مسلم بن ابی مریم، معاذ بن رفاعہ بن رافع الزرقی، موسیٰ بن عقبہ، نافع مولیٰ بن عمر، نعمان بن ابی عیاش الزرقی، نعمان بن مرۃ الزرقی، ہشام بن عروہ، اقد بن عمرو بن سعد بن معاذ م، یزید بن نعیم بن ہزال

الاسلمی، یزید مولی المنبعث، ویوسف بن مسعود بن الحکم الزرقی، ابی امامہ بن سہل بن حنیف، ابی بکر محمد بن عمرو بن حزم، ابی الزبیر المکی، ابی سلمہ بن عبدالرحمن بن عوف، عمرہ بنت عبدالرحمن۔

(تہذیب الکمال، رقم: ۶۸۳۶)

یحییٰ بن سعید الانصاری کے اساتذہ کی مذکورہ بالا فہرست میں جید اور اکابر صحابہ کرام کے علاوہ امام جعفر صادق، حضرت سعید بن مسیب، حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر، امام علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق، محمد بن عمرو بن علی بن ابی طالب اور امام زہری ؒ سر فہرست ہیں۔

اس تحقیق سے یہ معلوم ہوا کہ اہل بیت کی نامور شخصیات میں سے امام جعفر صادق، امام علی بن حسین بن علی بن ابی طالب زین العابدین ؒ بھی سیدنا ابو بکر صدیق ؓ کو افضل مانتے تھے۔ کیوں کہ یحییٰ بن سعید الانصاری کے قول میں واضح طور پر بیان موجود ہے کہ جن شیوخ سے ملاقات یا علم حاصل کیا وہ تمام کے تمام شیخین کی افضلیت کے قائل تھے۔ لہٰذا اس قول سے ان لوگوں پر شدید رد ہوتا ہے جو کہ موجودہ سادات کو یہ کہتے پھرتے ہیں کہ اہل بیت تو حضرت علی ؓ کو افضل مانتے ہیں۔ اور اس طرح کی باتیں آپ تفضیلی محمود سعید ممدوح اور پاکستانی تفضیلی ظہور احمد فیضی صاحب نے اپنی کتاب "شرح خصائص علی" میں درج کی ہیں۔ (اس سلسلہ میں حضرت زین العابدین ؒ کی ایک سنداً ضعیف روایت تاریخ ابن عساکر سے پیش بھی کرتے ہیں، اور اس پر بڑا اعتماد بھی کرتے ہیں۔ ان سے التماس ہے کہ جب وہ اس روایت پر وارد شدہ اعتراضات کا جواب دے چکیں تو پھر اس سے استدلال کیجیے گا)

اس حوالے سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ امام زین العابدین ؒ کا اپنا عقیدہ بھی شیخین کی افضلیت کا ہے اور ساتھ اہل بیت کے چراغ امام جعفر صادق ؒ کا عقیدہ بھی شیخین کی افضلیت کا ثابت ہوگیا۔

لہٰذا اس تحقیق میں اہل بیت کے بارہ اماموں میں سے امام زین العابدین، امام جعفر صادق ؒ کے شیخین کے افضلیت کا قول جب کہ امام عامر بن شرجیل شعبی ؒ کے حوالہ کے تحت حضرت علی المرتضیٰ، حضرت حسن بن علی اور حضرت حسین بن علی ؓ کا شیخین کی افضلیت

کا قول درج ہے۔ اس طرح اہل بیت کرام کے بارہ اماموں میں سے پانچ ائمہ کرام کے عقیدہ تفضیل شیخین کا ہے۔ تفضیلیہ کے لیے سوچ اور فکر کا مقام ہے۔

۲۳۔ حضرت نفس الزکیہ بن عبداللہ بن حسن بن علی ؓ (م ۱۴۵ھ)

علامہ زرکلی لکھتے ہیں:

احد الامراء من الطالبين... الاشراف و كان غزير العلم، فيه شجاعة و حزم و سخا۔ (الاعلام ج ۶ ص ۲۲۰)

عقیدہ: نفس الزکیہ بن عبداللہ محض سے جب شیخین کریمین کے بارے میں سوال کیا جاتا تو فرماتے کہ دونوں میرے نزدیک حضرت علی ؓ سے افضل ہیں۔

(فضائل الصحابہ للدارقطنی، رقم: ۵۶)

۲۴۔ امام اعمش ؒ (م ۱۴۸ھ)

آپ نے صحابی رسول حضرت انس بن مالک ؓ کو دیکھا اور ان سے حدیث کا سماع بھی کیا۔ حضرت سفیان بن عیینہ ؒ فرماتے ہیں کہ آپ سب سے زیادہ کتاب اللہ کو پڑھنے والے سب سے زیادہ حدیث رسول کو یاد رکھنے والے اور سب سے زیادہ علم میراث کو جاننے والے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۱۴۹)

عقیدہ: يقول: اما تعجب من كثير النواء و سؤاله ابا جعفر عن ابی بكر و عمر رضوان الله عليهما، و الله لو كان علی ههنا ما سالته عن ابی بكر و عمر۔

یعنی امام اعمش فرماتے ہیں کہ مجھے تعجب ہے کہ کثیر النوا (راوی) اور اس کے سوال کے بارے میں جو اس نے حضرت ابو جعفر سے تفضیل حضرت ابو بکر صدیق ؓ کے بارے میں کیا۔ ان دونوں پر اللہ راضی ہو، اللہ کی قسم اگر حضرت علی المرتضیٰ ؓ یہاں موجود ہوتے تو ان سے تفضیل حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق ؓ کے بارے میں ہرگز سوال نہ کیا جاتا۔ یعنی حضرت علی المرتضیٰ ؓ

تفضیل شیخین کریمین کے قائل تھے۔ (شرح اصول الاعتقاد، رقم: ۲۶۷۶)

۲۵۔ امام جعفر بن محمد الصادق رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۸ھ)

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ما رایت افقه منه۔ (التحفۃ اللطیفۃ فی تاریخ المدینۃ الشریفۃ ج ۱ ص ۲۲۱)

یعنی میں نے ان سے زیادہ فقیہ کوئی نہیں دیکھا۔

علامہ سخاوی لکھتے ہیں:

و کان من سادات اهل بیت فقها و علما و فضلا و جودا یصلح للخلافة لسؤدده و فضله و علمه و شرفه و مناقبه کثیرة.

اور وہ سادات اہل بیت میں سے تھے، اہل علم وفضل میں سے تھے اور نہایت سخی تھے۔ خلافت کے لیے مناسب تھے۔ ان کے فضائل، علم، شرف اور مناقب کثیر ہیں۔ (التحفۃ اللطیفۃ فی تاریخ المدینۃ الشریفۃ ج ۱ ص ۲۲۲)

عقیدہ: سالم سے روایت ہے کہ میں حضرت ابوجعفر (امام باقر) رحمۃ اللہ علیہ اور جعفر (امام جعفر الصادق) رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا، ارشاد فرمایا کہ اے اللہ! بے شک میں ابوبکر اور عمر کو دوست رکھتا ہوں اور ان سے محبت رکھتا ہوں۔ اے اللہ! اگر ان کا غیر ان سے افضل ہے تو قیامت کے دن محمد ﷺ کی شفاعت مجھے نصیب نہ ہو۔ (فضائل الصحابۃ للدارقطنی، رقم الحدیث: ۳۔۳۲)

۲۶۔ امام اعظم ابوحنیفہ (م ۱۵۰ھ)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقہ میں سب لوگ ابوحنیفہ کے عیال ہیں۔

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ امامت کے درجہ تک پہنچے ہوئے ہیں، عالم باعمل، پرہیزگار، عبادت گزار اور جلیل القدر شخصیت کے مالک تھے۔ بادشاہوں کے نذرانے اور تحائف قبول نہ کرتے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۱۶۳)

عقیدہ: و نقر بأن افضل هذه الامة بعد نبینا محمد ﷺ: ابو بکر

الصدیق ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضوان الله علیهم اجمعین.

(حضرت امام اعظم ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ) ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے بعد افضل الامت حضرت ابوبکر صدیق ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان اور پھر حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

(الوصیۃ مع الشرح ص ۱۴، النور اللامع قلمی ص ۱۱۹)

۲۷۔ امام ابوعمر الاوزاعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۵۷ھ)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ اپنے سب اہل زمانہ سے افضل ہیں۔

(تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۱۷۷)

عقیدہ: قلت له: عثمان او علی؛ فقال: اما الحسن فقال: عثمان یعنی احب الیه من علی رحمه الله.

مبشر راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ تو امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ زیادہ بہتر یہی ہے کہ حضرت عثمان۔ یعنی امام اوزاعی کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسبت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبت تھی۔ (السنۃ لابن خلال، رقم: ۵۵۱)

۲۸۔ امام شعبہ بن الحجاج رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۶۰ھ)

سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ آپ امیر المومنین فی الحدیث ہیں۔ امام شافعی فرماتے ہیں: اگر شعبہ نہ ہوتے تو ملک عراق میں علم حدیث رائج نہ ہوتا۔

(تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۱۸۷)

عقیدہ: ما ادرکت احدًا ممن کنا ناخذ منه یفضل علی ابی بکر و عمر بعد نبی ﷺ. (الفوائد المنتقاۃ، رقم: ۶)

یعنی میں نے جس کو دیکھا اور جن سے علم حاصل کیا وہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر کو نبی کریم ﷺ کے بعد افضلیت دیتا۔

امام شعبہ کے اساتذہ: اب ذرا ان شخصیات کی فہرست ملاحظہ کریں جن سے امام الحدیث شعبہ نے علم حاصل کیا اور جنھوں نے صرف اور صرف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا عقیدہ رکھا:

ابان بن تغلب، ابراہیم بن عامر بن مسعود الجمحی، ابراہیم بن محمد بن المنتشر، ابراہیم بن مسلم الہجری، ابراہیم بن مہاجر ابراہیم بن میسرۃ، ابراہیم بن میمون، ازرق بن قیس، اسماعیل بن ابی خالد، اسماعیل بن رجا الزبیدی، اسماعیل بن سمیع، اسماعیل بن عبدالرحمان السدی، اسماعیل بن علیہ، اسود بن قیس، اشعث بن سوار، اشعث بن ابی الشعثا، اشعث بن عبداللہ بن جابر الحدانی، انس بن سیرین، ایوب بن ابی تمیمہ سختیانی، ایوب بن موسیٰ القرشی، بدیل بن میسرۃ عقیلی، برید بن ابی مریم السلولی، بسطام بن مسلم، بشیر بن ثابت صد، بکیر بن عطا، بلال، ابی بشر بیان بن بشر، توبہ العنبری، توبہ ابی صدقہ، ثابت بن اسلم البنانی، ابی المقدام ثابت بن ہرمز الحداد، ثویر بن ابی فاختہ، جابر جعفی، ابی صخرہ جامع بن شداد، جبلہ بن سحیم، جعدہ بن ام ہانی، جعفر بن محمد الصادق، جعفر بن ابی وحشیہ، الجلاس، حاتم بن ابی صغیرہ، حاضر بن المہاجر، حبیب بن ابی ثابت، حبیب بن الزبیر، حبیب بن زید الانصاری، حبیب بن الشہید، الحجاج بن عاصم، الحجاج بن اورد، الحر بن الصیاح، حرب بن شداد، الحسن بن عمران، حسین المعلم، حصین بن عبدالرحمن، الحکم بن عتیبہ، حماد بن ابی سلیمان، حمزہ ضبی، حمید بن نافع، حمید بن ہلال، حمید الطویل، حیان الازدی، خالد الحذا، خبیب بن عبدالرحمن، خلید بن جعفر، ابی ذبیان خلیفہ بن جعفر، داود بن فراہیج، داود بن ابی ہند، داود بن یزید الاودی، الربیع بن لوط، ربیعۃ بن ابی عبدالرحمن، الرکین بن الربیع، زبید الیامی، زکریا بن ابی زائدہ، زیاد بن علاقہ، زیاد بن فیاض، زیاد بن مخراق، زید بن الحواری العمی، زید بن محمد بن زید العمری، سعد بن ابراہیم، سعد بن اسحاق بن کعب بن عجرہ، سعید بن ابی بردۃ بن ابی موسیٰ الاشعری، سعید بن ابی سعید المقبری، سعید بن مسروق الثوری، ابی مسلمہ سعید بن یزید، سعید الجریری، سفیان الثوری، سفیان بن حسین، سلم بن عطیہ، سلمہ بن کہیل، وسلیمان بن عبدالرحمن، سلیمان الاعمش، سلیمان التیمی، سلیمان الشیبانی، سماک بن حرب، وسماک بن الولید حنفی، سہیل بن ابی صالح، سوادہ بن عبید العجلی، ابی

المنہال سیار بن سلامہ الریاحی، سیار ابی الحکم، شعیب بن الحبحاب، صالح بن درہم، صالح بن صالح بن حی، صدقہ بن یسار، ابی سنان ضرار بن مرۃ شیبانی، طارق بن عبدالرحمن بجلی، طلحہ بن مصرف، ابی سفیان طلحہ بن نافع، عاصم بن بہدلہ، عاصم بن سلیمان الاحول، عاصم بن عبیداللہ، عاصم بن کلیب، عامر الاحول، عباس الجریری، عبداللہ بن بشر خثعمی، عبداللہ بن دینار، عبداللہ بن ابی السفر ہمدانی، عبداللہ بن صبیح، عبداللہ بن عبداللہ بن جبر الانصاری، عبداللہ بن عون، عبداللہ بن عیسیٰ بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ، عبداللہ بن المختار، عبداللہ بن ابی نجیح، عبداللہ بن ہان، بن الشخیر، عبداللہ بن یزید صہبانی، عبداللہ بن یزید نخعی، عبدالاعلیٰ بن عامر، عبدالاکرم بن ابی حنیفہ، عبدالحمید صاحب الزیادی، عبدالخالق بن سلمہ، عبد ربہ بن سعید الانصاری، عبدالرحمن بن الاصبہانی، ابی قیس عبدالرحمن بن ثروان، عبدالرحمن بن القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق، عبدالعزیز بن رفیع، عبدالعزیز بن صہیب، عبدالملک بن عمیر، عبدالملک بن میسرۃ الزراد، عبدالوارث بن ابی حنیفہ، عبدہ بن ابی لبابہ، عبیداللہ بن ابی بکر بن انس بن مالک، عبیداللہ بن عمر، عبیداللہ بن ابی یزید، عبید ابی الحسن، عبیدہ بن معتب ضبی، عتاب مولیٰ ہرمز، ابی حصین عثمان بن عاصم الاسدی، عثمان بن عبداللہ بن موہب، عثمان بن غیاث، عثمان البتی، عدی بن ثابت، عطا بن السائب، عطا بن ابی مسلم الخراسانی، عطا بن ابی میمونہ، عقبہ بن حریث، عقیل بن طلحہ السلمی، عکرمہ بن عمار الیمامی، علقمہ بن مرثد، علی بن الاقمر، علی بن بذیمہ، علی بن زید بن جدعان، علی بن مدرک، علی ابی الاسد حنفی، عمار بن عقبہ عبسی، عمارہ بن ابی حفصہ، عمر بن سلیمان العمری، عمر بن محمد بن زید العمری، عمرو بن ابی حکیم، عمرو بن دینار، عمرو بن عامر الانصاری، عمرو بن مرہ، عمرو بن یحییٰ بن عمارہ، عمران بن مسلم جعفی، ابی جعفر عمیر بن یزید خطمی، العوام بن حوشب، عوف الاعرابی، عون بن ابی جحیفہ، العلا بن عبدالرحمن، العلا بن اخی شعیب بن خالد الرازی، عیاض ابی خالد بجلی، عیینہ بن عبدالرحمن بن جوشن، غالب التمار، غالب القطان، غیلان بن جامع، غیلان بن جریر، غیلان بن عبداللہ الواسطی، فرات القزاز، فراس بن یحییٰ ہمدانی، فرقد سبخی، فضیل بن فضالہ قیسی، فضیل بن میسرۃ، القاسم بن ابی بزہ، القاسم بن مہران، قتادہ بن دعامہ، قرۃ بن خالد سدوسی، قیس بن مسلم، لیث بن ابی سلیم، مالک بن انس، ومالک بن عرفطہ، خالد بن علقمہ، مجالد بن

سعید مجزاہ بن زاہر، محارب بن دثار، محل بن خلیفہ، محمد بن اسحاق بن یسار، محمد بن جحادہ، محمد بن
زیاد الجمحی، ابی رجا محمد بن سیف الازدی، محمد بن عبد اللہ بن ابی یعقوب، محمد بن عبد الجبار
الانصاری، محمد بن عبد الرحمن بن سعد بن زرارۃ، محمد بن عبد الرحمن مولی ال طلحہ، ابی الرجال محمد بن
عبد الرحمن الانصاری، ومحمد بن عثمان بن عبد اللہ بن موہب، محمد بن قیس الاسدی، محمد بن ابی
المجالد، عبد اللہ بن ابی المجالد، محمد بن مرہ قرشی کوفی، ابی الزبیر محمد بن مسلم المکی، محمد بن المنکدر،
مخارق الاحمسی، مخول بن راشد، مستمر بن الریان، مسعر بن کدام، مسلم بن بناق ابی الحسن، مسلم
الاعور، مسلم القری، مشاش بصری، معاویہ بن قرۃ مزنی، معبد بن خالد، مغیرہ بن مقسم ضبی، مغیرہ
بن نعمان نخعی، المقدام بن شریح بن ہانی، منصور بن زاذان، منصور بن عبد الرحمن الاشل، منصور
بن المعتمر، المنہال بن عمر، مہاجر ابی الحسن، موسی بن انس بن مالک، موسی بن ابی عائشہ، موسی
بن عبد اللہ الجہنی، موسی بن عبیدہ ربذی، موسی بن ابی عثمان، میسرہ بن حبیب، نعمان بن سالم، ا
بن ابی ہند، ابی عقیل ہاشم بن بلال، ہشام بن زید بن انس بن مالک، ہشام بن عروہ، ہشام
دستوائی، واقد بن محمد بن زید العمر، ورقا بن عمر الیشکر، الولید بن حرب، الولید بن العیزار، یحیی بن
ابی اسحاق حضرمی، یحیی بن الحصین الاحمسی، ابی حیان یحیی بن سعید بن حیان تیمی، یحیی بن سعید
الانصاری، ابی بلج یحیی بن ابی سلیم فزاری، یحیی بن عبد اللہ الجابر، یحیی بن عبید البہرانی، یحیی بن
ابی کثیر، یحیی بن میمون العطار، یحیی بن ہان، بن عروۃ المرادی، حیی بن یزید البنانی، ابی
التیاح یزید بن حمید ضبعی، یزید بن خمیر الشامی، یزید بن ابی زیاد، ابی خالد یزید بن خالد الدالانی،
یزید ابی خالد، یزید الرشک، یعقوب بن عطا بن ابی رباح، یعلی بن عطار، یونس بن خباب، یونس
بن عبید، ابی اسحاق سبیعی، وابی اسرائیل جشمی، ابی بکر بن ابی الجہم۔ ابی بکر بن حفص۔ ابی بکر
بن محمد بن زید العمری، ابی بکر بن المنکدر، ابی جعفر الفرا، ابی جعفر موذن مسجد العریان، ابی جمرۃ
ضبعی، ابی الجودی الشامی، ابی الحسن، ابی حمزہ ازدی جارہم، ابی حمزہ القصاب، ابی شعیب د، ابی
شمر ضبعی، ابی الضحاک، ابی عمران الجونی، ابی العنبس الاکبر، ابی العنبس الاصغر، ابی عون ثقفی،
ابی فروہ ہمدانی، ابی الفیض الشامی، ابی المختار الاسدی، ابی المؤمل، ابی نعامہ سعدی، ابی ہاشم
الرمانی، ابی یعفور العبدی، شمیسہ عتکیہ۔

اہم نکتہ: یہ تقریباً ۳۶۹ شیوخ کے اسمائے گرامی ہیں۔ یہ وہ اساتذہ ہیں جن سے صرف
صحاح ستہ کے مصنفین نے روایات لیں ہیں جب کہ امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کے استادوں کے تعداد
اس سے بہت زیادہ ہے، مگر کم از کم یہ معلوم ہوا کہ امام شعبہ کے یہ ۳۶۹ جلیل القدر اساتذہ
افضلیت شیخین کا عقیدہ رکھتے تھے۔

امام شعبہ کے اساتذہ میں سب سے پہلا نام ابن ابی تغلب ہے۔ تفضیلیہ حضرات علامہ
ذہبی کی کتاب "میزان الاعتدال" (ج ۱ ص ۵) کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔ اس قول
کا رد تو اپنی دوسری کتاب میں کر چکا ہوں۔ مگر امام شعبہ کے فرمان سے یہ معلوم ہوا کہ ابان
بن ابی تغلب شیخین کی افضلیت کا قائل تھا۔

۲۹۔ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۶۱ھ)

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے ایک ہزار ایک شیوخ سے علم
حاصل کیا مگر ان میں ایک بھی سفیان ثوری سے افضل نہ تھا۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۱۹۸)

عقیدہ: من فضل علی ابی بکر و عمر فقد عابهما.
یعنی جس نے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر کسی کو فضیلت دی تو تحقیق
اس نے ان دونوں پر عیب لگایا۔
(شرح اصول الاعتقاد، رقم: ۲۶۱۷، اصول السنۃ لابن زمنین، رقم: ۱۰۳)

۳۰۔ شریک بن عبد اللہ نخعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۷۷ھ)

ان کے شیوخ میں ابان بن تغلب، محمد بن اسحاق، علی بن حجر، ابو بکر بن شیبہ، سلمہ بن
کہیل شامل ہیں۔ عیسی بن یونس کہتے ہیں کہ میں نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جو اپنے علم
میں شریک سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۲۱۸)

عقیدہ: ارایت من قال: لا فضل احداً علی احد؟ قال: هذا احمق الیس
قد فُضِّلَ ابو بکر و عمر.
(شرح اصول الاعتقاد، رقم: ۲۶۱۷، اصول السنۃ لابن زمنین، رقم: ۱۹۴)

راوی ابراہیم بن امین نے شریک سے سوال کرتے ہوئے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا جو کہتا تھا کہ کسی کو کسی پر فضیلت نہیں۔ تو قاضی شریک نے جواب دیا کہ ایسا شخص بے وقوف ہے۔ جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیگر امت پر فضیلت نہ دے۔

۳۱۔ امام حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۷۹ھ)

عبدالرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اپنے اپنے زمانہ میں لوگوں کے چار امام ہوئے ہیں: سفیان ثوری، امام مالک، امام اوزاعی اور امام حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہم۔

(تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۱۸۷)

نکتہ: اس قول سے ایک اہم نکتہ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسے اقوال جس میں کسی کی فضیلت بیان ہوئی ہو اس سے یہ اخذ کرنا کہ ان سے زیادہ کوئی افضل نہیں تھا بالکل غلط ہے۔ عبدالرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے یہ اخذ کرنا کہ صرف یہ چار ہی امام تھے، غلط ہے۔ کیوں کہ ان کے علاوہ امام اعظم، امام شافعی وغیرہم بھی اس دور میں تھے۔ اور یہ کہ خود اہل بیت میں سے امام باقر رحمۃ اللہ علیہ اور امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے۔ لہٰذا بعض لوگوں کا حضرت حسن کی خطبے والی روایت سے اخذ کرنا کہ 'امام حسن کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی تمام صحابہ سے افضل تھے' ایک علمی تسامح سے کم نہیں۔

عقیدہ: لان زعمت ان علیا افضل من عثمان، لقد زعمت ان اصحاب رسول اللہ ﷺ قد خانوا۔ (شرح اصول الاعتقاد، رقم: ۲۶۲۰)

یعنی اگر تو نے یہ خیال کیا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ ضرور تو نے یہ گمان کیا ہے کہ اصحاب رسول ﷺ بددیانت تھے۔ نعوذ باللہ

۳۲۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۷۹ھ)

امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر مالک اور ابن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم ختم ہو جاتا۔

ابومصعب کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے سنا ہے، فرماتے تھے: جب تک ستر

شیوخ نے فتویٰ نویسی میں میری اہلیت کی شہادت نہیں دی میں نے فتویٰ نہیں دیا۔

(تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۱۹۹)

عقیدہ: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے تفضیل شیخین کے متعلق سوال کیا تو آپ نے جواب دیا:

لیس فی ابی بکر و عمر شك.

یعنی ان دونوں کی تفضیل میں کوئی شک نہیں۔

(شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ للالکائی، باب: جماع فضائل الصحابۃ ج ۲ ص ۱۹۴، رقم: ۲۱۴۱)

۳۳۔ امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۸۱ھ)

اسماعیل بن عیاش کا بیان ہے کہ روئے زمین پر عبداللہ بن مبارک جیسا کوئی آدمی نہیں ہے۔ عبداللہ بن مبارک فرماتے تھے کہ میں نے چار ہزار اساتذہ سے علم حاصل کیا۔

(تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۲۶۰)

عقیدہ: قال ابن مبارك: من لم يفضل ابابكر و عمر فهو اهل ان يجفى و يقصى.

امام عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فضیلت نہ دے تو وہ اس بات کا اہل ہے کہ اس سے جفا کی جائے اور اس سے کنارہ کشی اختیار کی جائے۔ (شرح اصول الاعتقاد، رقم: ۲۶۱۸)

۳۴۔ امام یزید بن زریع رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۸۲ھ)

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ یزید بن زریع بصرے کے پھول تھے ان کا حفظ و اتقان تعجب خیز تھا۔

ابوحاتم نے کہا کہ ثقہ ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۲۴۲)

عقیدہ: يقول خير هذه الامة بعد رسول الله ﷺ ابوبكر، ثم عمر، ثم عثمان. (السنۃ للخلال، رقم: ۵۸۸)

امام یزید بن زریع (اور دیگر محدثین) نے فرمایا کہ اس امت کے بہترین لوگ حضرت ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہم ہیں۔

۳۵۔ امام ابراہیم بن محمد ابا اسحاق فراری کوفی رحمہ اللہ (م ۱۸۶ھ)

فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ مجھے اکثر مصیصہ جانے کا شوق دامن گیر ہوتا تھا اس سے فضیلت جہاد نہیں بل کہ ابو اسحاق سے ملاقات مقصود ہوتی تھی۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۲۵۹)

عقیدہ: یقولون: ابوبکر و عمر و عثمان و علی۔

(ابراہیم بن محمد، عیسیٰ بن یونس اور مخلد بن حسین افضلیت کے معاملے میں) کہا کرتے تھے کہ ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم۔ (جامع بیان العلم وفضلہ، رقم: ۲۳۲۰)

۳۶۔ امام عیسیٰ بن یونس کوفی رحمہ اللہ (م ۱۸۷ھ)

امام وکیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس شخص نے علم کو زیر کر لیا ہے۔

احمد بن جناب کہتے ہیں کہ عیسیٰ بن یونس نے ۴۵ جنگوں میں شرکت کی اور ۴۵ حج کیے۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۲۶۱)

عقیدہ: یقولون: ابوبکر و عمر و عثمان و علی۔

(ابراہیم بن محمد، عیسیٰ بن یونس اور مخلد بن حسین افضلیت کے معاملے میں) کہا کرتے تھے کہ حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم۔ (جامع بیان العلم وفضلہ، رقم: ۲۳۲۰)

۳۷۔ امام مخلد بن حسین ازدی رحمہ اللہ (م ۱۹۱ھ)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ثقة کامل العقل۔ (الکاشف، رقم: ۵۳۳۱)

عقیدہ: یقولون: ابوبکر و عمر و عثمان و علی۔

(ابراہیم بن محمد، عیسیٰ بن یونس اور مخلد بن حسین افضلیت کے معاملے میں) کہا کرتے تھے کہ حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم۔ (جامع بیان العلم وفضلہ، رقم: ۲۳۲۰)

۳۸۔ ابوبکر بن عیاش کوفی رحمہ اللہ (م ۱۹۳ھ)

امام عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے ابوبکر بن عیاش سے بڑھ کر اتباع سنت کی طرف جلدی کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۲۵۰)

عقیدہ: کان ابن المبارك یعظم الفضیل و ابابکر بن عیاش ولو کانا علی غیر تفضیل ابی بکر و عمر لم یعظمهما۔

امام عبداللہ بن مبارک حضرت فضیل بن عیاض اور حضرت ابوبکر بن عیاش کی نہایت تعظیم فرماتے تھے اگر وہ (حضرت فضیل بن عیاض اور حضرت ابوبکر بن عیاش) حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی افضلیت کے قائل نہ ہوتے تو حضرت ابن مبارک ہرگز ان کی تعظیم نہ کرتے۔ (شرح اصول الاعتقاد، رقم: ۲۶۱۸)

۳۹۔ یحییٰ بن سعید القطان بصری رحمہ اللہ (م ۱۹۸ھ)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے یحییٰ بن سعید القطان جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔

بندار رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آپ اپنے اہل زمانہ کے امام ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۲۸۰)

عقیدہ: کان رای سفیان الثوری: ابوبکر و عمر ثم یقف قال یحیی بن معین: وهو رای یحیی بن سعید۔ (السنۃ لابن خلال، رقم: ۵۱۲)

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کی افضلیت پر یہ رائے تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پھر خاموش ہو جاتے۔ امام یحییٰ بن معین نے کہا کہ یہ رائے امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ کی بھی تھی۔

۴۰۔ امام سفیان بن عیینہ کوفی رحمہ اللہ (م ۱۹۸ھ)

امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں نے علم کا جتنا ذخیرہ امام عیینہ کے پاس دیکھا ہے کسی کے پاس نہیں دیکھا۔ میں نے ان سے بڑھ کر فتویٰ سے گریز کرنے والا کوئی عالم نہیں دیکھا اور نہ ان سے حدیث کی اچھی تفسیر کرنے والا دیکھا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۲۴۹)

عقیدہ: السنة عشرة... تقدیم ابی بکر و عمر۔ (شرح اصول الاعتقاد، رقم: ۳۱۶)

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دس سنتوں میں اس ایک سنت یہ بھی ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو باقی صحابہ پر مقدم مانا جائے۔

تیسری صدی کے علمائے کرام

۴۱۔ امام حماد بن اسامہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۰۱ھ)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ثقہ ہیں اور لوگوں کے حالات اور کوفہ کے واقعات سب لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۳۰۱)

عقیدہ: من قدم علیا علی عثمان فھو احمق.

امام حماد بن اسامہ فرماتے ہیں کہ جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر مقدم کیا تو وہ احمق، بے وقوف ہے۔ (شرح اصول الاعتقاد، رقم: ۲۶۲۲)

۴۲۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۰۴ھ)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے بھی قلم و دوات کو ہاتھ لگایا ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اس کی گردن پر احسان ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۳۵۴)

عقیدہ: یقول فی الخلافۃ و التفضیل: ابو بکر و عمر و عثمان و علی.

امام شافعی خلافت اور تفضیل کے معاملے میں فرماتے تھے: حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہم۔

(شرح اصول الاعتقاد، رقم: ۲۶۱۵، الاعتقاد للبیہقی ص ۱۹۲)

۴۳۔ عبدالرزاق بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۱۱)

عقیدہ: ما انشرح صدری قط ان افضل علیا علی ابی بکر و عمر فرحمھما اللہ، و رحم عثمان و علیا من لم یحبھم فما ھو بمومن قال اوثق اعمالی حبی ایاھم.

محدث عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم مجھے کبھی بھی اس مسئلہ پر شرح صدر نہ ہوا کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دوں۔ اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر اور حضرت عثمان پر رحم فرمائے جو ان سے محبت نہیں کرتا وہ مومن نہیں ہے۔ اور وہ فرماتے تھے کہ میرے اعمال میں سب سے زیادہ وزنی عمل ان کی محبت ہے۔

(میزان الاعتدال، رقم: ۴۶۹۸)

یعنی بہ خدا میرا دل اس بات پر بھی راضی نہیں ہوا کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابوبکر پر فضیلت دوں۔

۴۴۔ امام عبداللہ بن داؤد خریبی کوفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۱۳ھ)

امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن داؤد کو ایک نظر دیکھنا عبادت ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۳۲۰)

عقیدہ: من قدم عثمان علی علی فحجتہ قویۃ لان الخمسۃ قدموہ.

جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر فضیلت دی تو اس کے دلائل مضبوط ہیں اس لیے کہ (مذکورہ) پانچ محدثین نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر مقدم کیا۔ (شرح اصول الاعتقاد، رقم: ۲۶۱۹)

۴۵۔ امام حسن بصری و امام محمد بن عبداللہ بن الحسن رحمۃ اللہ علیہما

عقیدہ: اتاہ قوم من الکوفۃ و الجزیرۃ فسالوہ عن ابی بکر و عمر. فالتفت الی فقال: انظر یسالونی عن ابی بکر و عمر، لھما عندی افضل من علی.

ان کے پاس (امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ) کوفہ اور جزیرہ سے لوگ آئے اور حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے میری (امام حسن بن عبداللہ) کی طرف توجہ کی اور فرمایا کہ ان لوگوں کو دیکھو کہ مجھ سے

حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھتے ہیں حالاں کہ ابو بکر صدیق اور حضرت عمر میرے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔
(شرح اصول الاعتقاد، رقم: ۲۶۴۷)

۴۶۔ امام موسیٰ بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۲۳ھ)

امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس امام اثرم اور موسیٰ بن اسماعیل تبوذکی رحمۃ اللہ علیہ کے سوا جس استاذ کے پاس بیٹھا ہوں وہ مجھ سے وحشت زدہ ہو جاتا تھا یا میری علمی قابلیت کا اعتراف کر لیتا تھا۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۳۹۵)

عقیدہ: یقول: ھکذا تعلمنا و نبتت علیه لحومنا، و ادرکنا الناس علیه: تقدیم ابی بکر و عمر و عثمان.

اور لوگ اس بات سے واقف ہیں کہ تقدیم حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کا عقیدہ ہمیں سکھایا گیا ہے اور یہی عقیدہ ہمارے رگ و پے میں داخل ہے۔ (السنۃ للخلال، رقم: ۵۸۸)

۴۷۔ محمد بن عیسیٰ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۲۴ھ)

امام ابو حاتم فرماتے ہیں کہ ثقہ مامون ہیں۔ میں نے محدثین میں فقہی مسائل میں ان سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں دیکھا۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۴۱۷)

عقیدہ: یقول: لئن قلت: ان علیًا افضل من عثمان، لقد قلت: ان القوم خانوا.

محمد بن عیسیٰ نے فرمایا کہ اگر تو کہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں، تو تُو نے یہ کہا کہ تمام قوم نے خیانت کی (حالاں کہ تمام قوم ایسا نہیں کر سکتی) (السنۃ لابن خلال، رقم: ۵۶۰)

۴۸۔ امام سلیمان بن حرب بصری رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۲۴ھ)

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بغداد میں ان کے حلقۂ درس میں حاضر ہوا

اس میں ۴۰ ہزار حاضرین کا اندازہ کیا گیا۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۳۹۴)

عقیدہ: سالہ حیاط السنة عن التفضیل فقال قبض رسول اللہ ﷺ و کان افضل الناس بعدہ ابو بکر، ثم قبض ابو بکر، فکان افضل الناس بعدہ عمر، ثم قبض عمر، فکان افضل الناس بعدہ عثمان.

آپ سے تفضیل کے بارے میں طریقہ سنّت کا سوال ہوا تو آپ نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے تو لوگوں میں افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پردہ فرما گئے تو لوگوں میں افضل حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وصال فرمایا تو لوگوں میں افضل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ (السنۃ، رقم: ۵۸۷)

۴۹۔ امام بشر بن الحارث حافی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۲۷ھ)

بہت بڑے ولی اللہ اور صوفی تھے۔ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔

عقیدہ: ما تقول فی التفضیل؟ قال: ابو بکر و عمر و عثمان.

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے تفضیل کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: افضل الامت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔
(السنۃ للخلال، رقم: ۵۸۹)

۵۰۔ امام مسدد بن مسرہد بصری رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۲۸ھ)

امام بخاری، ابو زرعہ رازی، امام ابو داؤد، قاضی اسماعیل رحمہم اللہ جیسے جلیل القدر محدثین نے ان سے روایات لی ہیں۔ امام یحییٰ بن سعید القطان فرماتے ہیں: اگر میں مسدد کے گھر جا کر اسے حدیث پڑھاؤں تو وہ اس قابل ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۴۲۶)

عقیدہ: و لا عین تطرف بعد النبی ﷺ افضل من ابی بکر، و لا بعد ابی بکر عین تطرف افضل من عمر و لا بعد عمر عین تطرف افضل من عثمان، و لا بعد عثمان عین تطرف من علی بن ابی طالب.

آپ فرماتے تھے کہ کسی آنکھ نے رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل نہ دیکھا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد کسی آنکھ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے افضل نہ دیکھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد کسی آنکھ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے افضل نہ دیکھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد کسی آنکھ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے افضل نہ دیکھا۔ (المنہج الاحمد ۱/۱۶۹)

۵۱۔ امام یوسف بن عدی رحمہ اللہ (م ۲۳۲ھ)

اپنے وقت کے بڑے محدث اور امام تھے۔ علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ثقہ۔ (الکاشف، رقم: ۶۴۳۷)

عقیدہ: سالت یوسف بن عدی فقلت له: ابو بکر و عمر افضل هذه الامة بعد نبیها؟ قال: نعم و لیس یختلف فی ذلك الامن یعبا به. و اذا اردت فضلهما فانظر الیهما مما جعلهما الله مع نبیه فی قبر. قال یوسف: و انما وقع الاختلاف فی التفضیل بین عثمان و علی. و انا اقول: ابوبکر و عمر و عثمان و علی. هذا رایی و رای من لقینا من اهل السنة و لا یسع القول بما سوی ذلك.

راوی کہتے ہیں میں نے حضرت یوسف بن عدی رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کے بعد افضل الامت ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں اور اس میں کوئی اختلاف نہیں رکھتا اس میں اختلاف رکھنے والا خود معیوب ہے اور جب تو ان کی فضیلت کو دیکھنا چاہے تو غور کر، اللہ تعالیٰ نے انہیں نبی کریم ﷺ سے قبر میں بھی قرب عطا فرمایا ہے۔

امام یوسف بن عدی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اختلاف تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے درمیان تفضیل میں ہے۔ اور میں کہتا ہوں: افضل الامت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ میری اور جتنے اہل سنت علمائے کرام سے میں

ملا، ان سب کی یہی رائے ہے۔ (اصول السنۃ لابن زمنین، رقم: ۱۹۶)

۵۲۔ امام یحییٰ بن معین بغدادی رحمہ اللہ (م ۲۳۳ھ)

ابن مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم آدم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر آج تک کوئی ایسا آدمی نہیں جانتے جس نے امام یحییٰ جتنی احادیث لکھی ہوں۔

امام یحییٰ القطان فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ جیسا کوئی آدمی ہمارے پاس نہیں آیا۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۴۳۷)

عقیدہ: خیر هذه الامة بعد نبیها ابو بکر، ثم عمر، ثم عثمان بن عفان، ثم علی، هذا قولنا، و هذا مذهبنا. (التاریخ و العلل، رقم: ۱۶۳۰)

آپ نے فرمایا اس امت کے بہترین لوگ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق ہیں، پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان، پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔ ہمارا قول اور مذہب یہی ہے۔

۵۳۔ امام علی بن مدینی بصری رحمہ اللہ (م ۲۳۴ھ)

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علی بن مدینی رحمہ اللہ لوگوں میں حدیث اور اس کی علل کی معرفت میں علم کا پہاڑ تھے۔ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو ان کا نام لیتے ہوئے کبھی نہیں سنا، ہمیشہ ان کی تعظیم و تکریم کے پیش نظر ان کی کنیت سے ہی ان کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۴۳۶)

عقیدہ: خیر هذه الامة بعد نبیها ابو بکر الصدیق، ثم عمر، ثم عثمان بن عفان، نقدم هؤلاء الثلاثة کما قدمهم اصحاب رسول الله ﷺ و لم یختلفوا فی ذلك.

اس امت کے بہترین لوگ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔ ہم ان تینوں کو اسی طرح مقدم کرتے ہیں جیسے اصحاب رسول ﷺ مقدم فرماتے تھے۔ اصحاب

رسول ﷺ کے درمیان اس تقدیم میں کوئی اختلاف نہیں تھا۔
(شرح اصول الاعتقاد، رقم:۲۱۸)

۵۴۔ اِسحاق بن راہویہ نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۳۸ھ)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے عراق میں اسحاق کی نظیر معلوم نہیں ہے۔
امام ابوداود خفاف فرماتے ہیں کہ میں نے امام اسحاق سے سنا فرماتے تھے: میری کتابوں میں لکھی ہوئی احادیث میں ایک لاکھ احادیث اس طرح میری آنکھوں کے سامنے ہیں جیسے میں ان کو دیکھ رہا ہوں۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم:۴۴۰)

عقیدہ: قال سلمة (بن شبيب) فكتبت الى اسحاق بن راهويه: من تقدم من اصحاب رسول الله ﷺ. فكتب الي: لم يكن بعد رسول الله ﷺ على الارض افضل من ابي بكر، و لم يكن بعده افضل من عمر، ولم يكن بعد عمر افضل من عثمان ولم يكن على الارض بعد عثمان خير و لا افضل من علي رضي الله عنهم.
سلمہ بن شبیب کہتے ہیں کہ میں نے امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ اصحاب رسول ﷺ میں سے کسی کو تقدیم دی جائے تو انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد زمین پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل کوئی نہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے افضل کوئی نہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے افضل سے کوئی نہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بہتر اور افضل کوئی نہیں۔
(جامع بیان العلم وفضلہ، رقم:۲۳۱۶)

۵۵۔ امام احمد بن حنبل بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۴۱ھ)

ابراہیم حربی فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اگلے پچھلے سب لوگوں کا علم ان کے سینے میں جمع کر دیا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم:۴۳۸)

عقیدہ: سئل عن رجل يحب اصحاب رسول الله ﷺ و لا يفضل بعضهم على بعض و هو يحبهم، قال: السنة ان يفضل ابا بكر و عمر و عثمان و عليا من الخلفاء.
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو اصحاب رسول ﷺ سے محبت تو کرتا مگر کسی کو کسی پر فضیلت نہیں دیتا تو آپ نے فرمایا کہ خلفاء میں سے حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کو فضیلت دینا سنت ہے۔ (السنۃ لابن خلال، رقم:۵۰۹)

۵۶۔ اِمام دارمی سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۵۵ھ)

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ امام دارمی کثرت سے سفر کرنے اور حدیث کو حفظ کرنے والے اماموں میں سے ایک امام ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم:۵۵۲)

عقیدہ: فهذا صديق خير هذه الامة بعد نبيها.
امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بعد امت کے بہترین شخص ہیں۔ (الرد علی الجہمیہ، رقم:۱۹)

۵۷۔ امام ابوزرعہ الرازی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۶۴ھ)

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابوزرعہ نے اپنے پیچھے اپنے جیسا کوئی آدمی نہیں چھوڑا اور میں کوئی ایسا آدمی نہیں جانتا جو اس علم حدیث کو ان کی طرح سمجھتا ہو۔
(تذکرۃ الحفاظ، رقم:۵۷۹)

عقیدہ: و خير هذه الامة بعد نبيها عليه الصلاة و السلام: ابوبكر الصديق، ثم عمر بن الخطاب، ثم عثمان بن عفان، ثم علي بن ابي طالب. عليهم السلام.
رسول اللہ ﷺ کے بعد اس امت کے بہترین لوگ حضرت ابوبکر صدیق، پھر حضرت عمر بن خطاب، پھر حضرت عثمان بن عفان، پھر حضرت علی بن ابی طالب

مذکور ہیں۔ (شرح اصول الاعتقاد، رقم: ۳۲۱)

۵۸۔ امام ابو داؤد رحمہ اللہ (م ۲۷۵ھ)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے کہا:

الامام، شیخ السنة، مقدم الحفاظ۔ (سیر اعلام النبلاء ۱۳/ ۲۰۳)

عقیدہ: ان خیر الناس بعد محمد ﷺ وزیراہ قدمًا ثم عثمان الارجح، و رابعهم: خیر البریة بعدهم علی حلیف الخیر۔

بے شک رسول اللہ ﷺ کے بعد بہترین لوگوں میں بہترین آپ ﷺ کے دو پہلے وزیر (حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما) ہیں پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ زیادہ ترجیح والے ہیں اور چوتھے خیر البریہ ان تین کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ (طبقات الحنابلہ ۲/ ۳۶)

۵۹۔ امام یعقوب بن سفیان الفسوی رحمہ اللہ (م ۲۷۷ھ)

عمر رضا کحالہ لکھتے ہیں: محدث، حافظ، مؤرخ، رحال، حافظ۔ (معجم المؤلفین ۱۳/ ۲۴۸)

عقیدہ: عبید الله هو شیعي، و ان قال قائل رافضي لم انكر علیه۔

امام فسوی رحمہ اللہ نے عبید اللہ بن موسیٰ کو حضرات شیخین پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تفضیل دینے پر شیعہ کہا اور یہ بھی کہا کہ اگر کوئی سے رافضی بھی کہے تو اس پر میں انکار نہیں کروں گا۔ (المعرفہ والتاریخ ۳/ ۱۴۰)

۶۰۔ امام ابو حاتم رحمہ اللہ (م ۲۷۷ھ)

امام احمد بن سلمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں محمد بن یحییٰ کے بعد حدیث کو ابو حاتم سے زیادہ یاد رکھنے اور اس کے معنی کو زیادہ جاننے والا کوئی نہیں دیکھا۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۵۹۲)

عقیدہ: حدثنا ابو محمد عبد الرحمن بن ابي حاتم قال: سالت ابي و ابا زرعة عن مذهب اهل السنة في اصول الدين و ما ادركنا علیه

العلماء في جميع الامصار و ما يعتقدان من ذلك. فقال ادركنا العلماء في جميع الامصار، حجازًا و عراقًا و شامًا و يمنًا. فكان من مذهبهم:... و خير هذه الامة بعد نبيها عليه الصلاة و السلام ابوبكر الصديق ثم عمر بن الخطاب، ثم عثمان بن عفان، ثم علي بن ابي طالب. عليهم السلام۔

راوی کہتا ہے کہ ہم سے بیان کیا ابو محمد عبد الرحمن بن ابی حاتم رحمہ اللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (محدث ابو حاتم رحمہ اللہ) اور ابو زرعہ الرازی رحمہ اللہ سے اصول دین میں مذہب اہل سنت سے متعلق سوال کیا اور پوچھا کہ تمام دنیا میں آپ نے علما کو کس عقیدہ پر پایا؟ تو امام ابو حاتم نے فرمایا کہ ہم نے عراق، شام، یمن، اور تمام حجاز میں علما کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اس امت کے بہتر شخص حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پھر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

(اصل السنۃ واعتقاد الدین ص ۲ قلمی شرح اصول الاعتقاد، رقم: ۳۲۱)

۶۱۔ امام قاسم بن محمد مروزی رحمہ اللہ

ابن مفلح رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اصحاب ابي عبد الله المتقدمين سمع من ابي عبد الله التاريخ قديم۔ (المقصد الارشد، رقم: ۸۴۳)

عقیدہ: فما رایت احدًا يختلف في تقديم ابي بكر و عمر و عثمان۔

میں نے کسی کو بھی تقدیم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں اختلاف کرتے نہ دیکھا۔ (السنۃ للخلال، رقم: ۵۹۰)

○○○

چوتھی صدی کے علمائے کرام

۶۲۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۲۱ھ)

امام ابو اسحاق شیرازی کہتے ہیں کہ مصر میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کی سیادت ان پر ختم ہوگئی، جو ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کا غور سے مطالعہ کرے وہ علم میں ان کے مقام اور وسعت و معرفت کو پہچان لے گا۔ (طبقات الفقہا للشیرازی، رقم: ۱۴۰)

عقیدہ: اعتقاد اہل السنۃ اولاً لابی بکر الصدیق تفضیلاً و تقدیمًا علی جمیع الامۃ.

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فضیلت دینا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تمام امت پر مقدم رکھنا اہل سنت کے عقائد میں سے ہے۔ (شرح عقیدہ طحاویہ ص ۵۷)

۶۳۔ امام ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۲۴ھ)

محدث ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ امام دامغانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ عفیف اور پارسا اور ان سے بڑھ کر امور دنیا میں محتاط اور امور آخرت میں شادان و فرحاں اور کسی شخص کو نہیں پایا۔ (تبیین کذب المفتری ص ۱۴۰)

عقیدہ: و اجمعوا علی ان خیر العشرۃ الائمۃ الاربعۃ: ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضوان اللہ علیہم.

اجماع امت ہے کہ عشرہ مبشرہ میں بہتر ابو بکر، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی رضوان اللہ علیہم۔ (رسالۃ الاشعری الی اہل الثغر ص ۲۲۹)

۶۴۔ امام ابو محمد بربہاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۲۹ھ)

علامہ عمر رضا کحالہ لکھتے ہیں: محدث، حافظ، فقیہ۔ (معجم المؤلفین ۳/ ۲۵۳)

علامہ زرکلی لکھتے ہیں: کان شدید الانکار علی اھل البدع. (الاعلام ۲/ ۲۰۱)

عقیدہ: و افضل ھذہ الامۃ و الامم کلھا۔ بعد الانبیاء صلوات اللہ علیھم اجمعین ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی.

اس امت اور تمام امتوں میں افضل انبیائے کرام کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ (طبقات الحنابلہ ۱/ ۱۸)

۶۵۔ امام ابو العرب تمیمی رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۳۳ھ)

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ بلند پایہ حافظ حدیث اور نامور مؤرخ ہیں۔
(تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۸۵۶)

عقیدہ: تشیع اھل العلم الذی یقدم علیًا علی عثمان، و اما من قدم علیًا علی ابی بکر فھو رافضی.

اہل علم کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر تقدیم دینا تشیع ہے۔ اور جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شیخین پر تقدیم دے وہ رافضی ہے۔
(کتاب المحن ص ۳۲۶)

۶۶۔ فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۷۳ھ)

علامہ زرکلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

علامۃ من ائمۃ الحنفیہ، من الزھاد المتصوفین، لہ تصانیف نفیسۃ. (الاعلام ۸/ ۲۷)

مولوی فقیر محمد جہلمی صاحب لکھتے ہیں:

امام الہدیٰ علمائے بلخ میں سے امام کبیر، فاضل بے نظیر، فقیہ جلیل القدر محدث

وحید العصر، زاہد متورع، ایک لاکھ حدیث یاد رکھتے تھے۔ کتب امام محمد رحمہ اللہ ، امام وکیع رحمہ اللہ اور امالی امام ابو یوسف وغیرہ آپ کو حفظ تھیں۔

(حدائق الحنفیہ ص ۲۰۶)

عقیدہ: قال محمد بن الفضل: اجمعوا علی ان خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ﷺ ابو بکر ثم عمر۔

امام محمد بن فضل فرماتے ہیں: سُنّیوں کا اجماع ہے کہ اس امت کے بہترین شخص بعد نبی ﷺ کے ابو بکر ہیں پھر عمر۔ (بستان العارفین ص ۱۳۹)

۶۷۔ امام احمد بن محمد بن اسماعیل مرادی النحاس رحمہ اللہ (م ۳۷۶ھ)

امام حاکم فرماتے ہیں: آپ کا حافظہ بہت مضبوط تھا۔ ہزاروں حدیثیں زبانی بیان کیں اور ان میں غلطی نہیں کی، مذاکرہ میں صداقت اور راست گفتاری آپ کا شعار تھا۔

(تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۹۲۶)

عقیدہ: فضل ابی بکر رضی اللہ عنہ وانہ اعلم الناس بعد رسول اللہ باحکام اللہ عزوجل و شرائع نبیہ علیہ السلام لانہ اجاب عمر رضی اللہ عنھما بمثل جواب رسول اللہ۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت یہ ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ عزوجل کے احکام اور نبی کریم ﷺ کی شریعت کے جاننے والے ہیں کیوں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی مثل جواب ارشاد فرمایا۔ (الناسخ والمنسوخ للنحاس صفحہ ۷۳۳)

۶۸۔ امام ابی بکر کلاباذی رحمہ اللہ (م ۳۷۸ھ)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ماوراء النہر کے علاقے میں ان کے زمانے میں ان سے بڑا حافظ حدیث کوئی نہیں تھا۔ انھوں نے اپنے پیچھے ماوراء النہر میں اپنے جیسا کوئی عالم

نہیں چھوڑا۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۹۵۶)

عقیدہ: اجمع اھل السنۃ و الجماعۃ ان خیر الناس بعد رسول اللہ ﷺ ابا بکر ثم عمر۔

اہل سنت و جماعت کا اس پر اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں میں بہتر حضرت ابو بکر صدیق پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ (بحر الفوائد ۱/۲۷۹)

۶۹۔ حافظ ابن شاہین رحمہ اللہ (م ۳۸۵ھ)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ بلند پایہ حافظ حدیث، عراق کے محدث اور مفید ہیں۔ کثیر العلم اور شیریں بیان واعظ تھے۔ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔

(تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۹۲۳)

عقیدہ: و اشھد ..... و ان افضل الناس بعد رسول اللہ ﷺ ابو بکر و عمر و عثمان و علی۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں افضل حضرت ابو بکر صدیق ہیں، پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان ہیں، پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔ (شرح مذاہب اہل السنۃ ص ۳۲۰)

۷۰۔ امام ابی زید القیروانی رحمہ اللہ (م ۳۸۶ھ)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

کان احد من برز فی العلم و العمل۔ (سیر اعلام النبلاء ۱۷/۱۰)

عقیدہ: افضل الصحابۃ الخلفاء الراشدون المھدیون ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنھم اجمعین۔

صحابہ میں افضل خلفائے راشدین مہدیین ابو بکر صدیق ہیں، پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان، پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔ (رسالۃ ابن ابی زید القیروانی ص ۲۱)

۷۱۔امام ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۸۶ھ)

زرکلی لکھتے ہیں: واعظ، زاہد فقیہ۔ (الاعلام ۶/ ۲۷۴)

عقیدہ: ہم حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر اور پھر حضرت عثمان کی افضلیت کی اس ترتیب پر متفق ہیں۔ (قوت القلوب ۲/ ۲۹۷)

۷۲۔امام محمد بن الحسین الاجری رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۶۰ھ)

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ عالم باعمل، حدیث کے ماہر اور متبع سنت تھے۔
خطیب بغدادی فرماتے ہیں کہ قابل اعتماد، متدین اور متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۸۸۸)

عقیدہ: مذهبنا فيهم ان نقول في الخلافة و التفضيل: ابو بكر، ثم عمر، ثم عثمان ثم علي. رضي الله عنهم.
ہمارا مذہب تفضیل صحابہ اور خلافت کے بارے میں یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں خلافت اور تفضیل کے معاملہ میں پہلے حضرت ابوبکر صدیق ہیں، پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان، پھر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہم ہیں۔ (الشریعہ ص ۶۲۶)

۷۳۔ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۹۵ھ)

امام جعفر مستغفری فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ بن مندہ سے بڑا حافظ حدیث کوئی نہیں دیکھا۔ ایک دن میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کی مسموع احادیث کی تعداد کتنی ہے؟ فرمانے لگے:
جن اوراق پہ میری سنی ہوئی احادیث لکھی ہیں ان کا وزن ۵ ہزار سیر (۱۲۵ من) ہے۔
حافظ احمد بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک ہزار شیوخ سے حدیث لکھی ہے، لیکن ان میں ابن مندہ سے بڑا حافظ حدیث کوئی نہیں ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۹۵۹)

عقیدہ: و نقطع بان ابابكر و عمر افضل الامة.
ہم اس عقیدہ کو قطعی مانتے ہیں کہ بے شک حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما امت میں افضل ہیں۔ (معرفۃ الصحابہ ص ۱۴)

۷۴۔امام ابی بکر بن قاسم الرجی رحمۃ اللہ علیہ

عقیدہ: افضل الناس بعد رسول الله ﷺ من هذه الامة اصحابه من المهاجرين و الانصار و افضلهم العشرة... و افضل هذا العشرة، ابو بكر ثم عمر، ثم عثمان ثم علي و اجمعت اصحابه على ان كل واحد من هؤلاء اربعة.
رسول اللہ ﷺ کے بعد اس امت کے لوگوں میں افضل آپ ﷺ کے اصحاب مہاجرین و انصار افضل ہیں اور مہاجرین اور انصار میں افضل عشرہ مبشرہ ہیں اور عشرہ میں افضل حضرت ابوبکر صدیق، پھر حضرت عمر اور پھر حضرت عثمان، پھر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہم ہیں۔ (اعتقاد اہل السنۃ لامام الرجی ص ۱۸)

○○○

پانچ ویں صدی کے علمائے کرام

۷۵۔ امام باقلانی رحمہ اللہ (م ۴۰۳ھ)

زرکلی لکھتے ہیں:

من کبار علماء الکلام۔ (الاعلام ج۶ ص۱۷۶)

عقیدہ: و یجب ان یعلم: ان امام المسلمین و امیر المؤمنین و مقدم خلق اللہ اجمعین من الانصار و المهاجرین بعد الانبیاء المرسلین: ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ.

یہ جاننا واجب ہے کہ امام المسلمین امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ انبیاء و مرسلین کے بعد تمام مہاجرین اور انصار سے مقدم ہیں۔ (الانصاف ص۶۱)

یعنی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے عقیدے کو واجب لکھا ہے۔

۷۶۔ امام ابو نعیم الاصبہانی رحمہ اللہ (م ۴۳۰ھ)

امام حمزہ بن عباس علوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: محدثین کرام کہا کرتے تھے کہ حافظ ابو نعیم کی چودہ سال تک کوئی نظیر نہیں تھی۔ مشرق و مغرب میں ان سے بڑا کوئی حافظ حدیث نہ تھا اور نہ کسی کے پاس ان سے اعلیٰ سند تھی۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم:۹۹۳)

عقیدہ: افضل الناس بعد الرسول ﷺ و اولاهم بالامة بعده و ابو بکر الصدیق ثم عمر بن الخطاب.

رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل اور سب سے زیادہ امامت کے

مناسب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

(الامامۃ والرد علی الرافضۃ ۱/ ۳۰۶)

۷۷۔ امام صاعد نیشاپوری رحمہ اللہ (م ۴۳۲ھ)

عقیدہ: عن ابی حنیفة انه قال: افضل الناس بعد النبی ﷺ: ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنهم.

امام ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب لوگوں سے افضل حضرت ابو بکر ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان اور پھر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہم ہیں۔ (الاعتقاد للصاعد النیشاپوری ص ۱۵۳)

۷۸۔ امام عبد القادر ابو منصور رحمہ اللہ (م ۴۲۹ھ)

علامہ زرکلی لکھتے ہیں:

عالم متفنن من ائمة الاصول. کان صدر الاسلام فی عصره.

(الاعلام ج۴ ص ۴۸)

عقیدہ: اجمع اهل السنة و الجماعة علی ان افضل الصحابة ابو بکر، فعمر، فعثمان، فعلی.

یعنی اہل السنۃ والجماعۃ کا اس پر اجماع ہے کہ صحابہ کرام میں افضل حضرت ابو بکر، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ (اصول الدین ص ۳۰۴)

۷۹۔ شیخ الاسلام الصابونی رحمہ اللہ (م ۴۴۹ھ)

عبد الغافر فارسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

الاستاذ ابو عثمان الصابونی شیخ الاسلام، المفسر، المحدث، الواعظ، اوحد وقته فی طریقه.. و کان حافظا، کثیر السماع و التصانیف، حریصا علی العلم.. مقبولا عند الموافق و

المخالف. (سیر اعلام النبلا ۱۸/ ۳۰)

عقیدہ: یشهدون و یعتقدون ان افضل اصحاب رسول ﷺ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی.

علما گواہی دیتے ہیں اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ اصحاب رسول ﷺ میں افضل حضرت ابوبکر، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی رضی اللہ عنہم ہیں۔

(عقیدۃ السلف اصحاب الحدیث، ص ۶۸)

۸۰۔ امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۶۳ ھ)

علامہ عمر رضا کحالہ لکھتے ہیں:

محدث، حافظ، مؤرخ عارف بالرجال و الانساب، مقرئ، فقیه، نحوی. (معجم المؤلفین ۱۳/ ۳۱۵)

ان کا تعارف تفضیلیہ کو بخوبی معلوم ہے۔

عقیدہ: الخلفاء الراشدون المهدیون: ابو بکر و عمر و عثمان و علی، و هم افضل الناس بعد رسول الله ﷺ.

خلفائے راشدین مہدیین حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اور یہ رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل ہیں۔

(جامع بیان العلم و فضلہ، ص ۳۱۴)

۸۱۔ سید علی بن عثمان ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۶۵ ھ)

آپ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ آپ سرتاجِ اولیا ہیں۔ عبد الحی حسنی لکھتے ہیں:

الشیخ الامام، العالم، الفقیه الزاهد... کان من الرجال المعروفین بالعلم و المعرفة... و من مصنفاته کشف

المحجوب و هو من الکتاب المعتبرة المشهورة عند اهل العلم و المعرفة. جمع فی کبیرًا من لطائف التصوف و حقائقه.

(نزهۃ الخواطر ۱/ ص ۶۹)

مولوی فقیر محمد جہلمی صاحب لکھتے ہیں:

آپ کا شجرہ نسب امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما تک منتہی ہوتا ہے۔ آپ اولیائے متقدمین میں سے جامع علوم ظاہری و باطنی، عابد، زاہد، متقی، مظہر خوارق و کرامت اور حنفی المذہب تھے۔ (حدائق الحنفیہ، ص ۲۲۳)

عقیدہ: صحابہ کرام میں سے شیخ الاسلام بعد از انبیا خیر الانام خلیفہ و امام تارکین دنیا کے سردار صاحبین خلوت کے شہنشاہ۔ (کشف المحجوب، ص ۱۱۲)

۸۲۔ امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۷۸ ھ)

مؤرخ عمر رضا کحالہ لکھتے ہیں:

فقیہ، اصولی، متکلم، مفسر، ادیب۔ (معجم المؤلفین ۶/ ۱۸۴)

عقیدہ: لیکن غالب گمان یہی ہے کہ ابوبکر افضل ہیں، پھر عمر ہیں، پھر عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے متعلق خیالات باہم متعارض ہیں۔ ہمارے لیے مختصراً یہی کافی ہے کہ ملت کے اکابر اور امت کے علما کی اکثریت اسی پر متفق ہوئی اور ان کے ساتھ ہمارا حسن ظن اس بات کا متقاضی ہے کہ اگر وہ اس ترتیب کے دلائل اور علامات کو نہ جانتے تو اس پر متفق نہ ہوتے اور تفصیلاً علامات یہ ہیں: قرآن، سنت، آثار اور علاماتِ صحابہ۔ (کتاب الارشاد، ص ۴۳۱)

○○○

چھٹی صدی کے علمائے کرام

۸۳۔علامہ ابوشکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۰۰ھ)

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب کی سند حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کو دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

و نعم الکتاب فی ھذا الفن المھتدی ابی شکور برد اللہ مضجعہ۔

عقائد میں مہتدی ابوشکور کی تمہید بہترین کتاب ہے اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو ٹھنڈا کرے۔ (حضرت گنج شکر: علامہ محب اللہ نوری،ص ۵۹-۶۰)

عقیدہ: و بعض کلامھم بدعة و لا یکون کفرا و ھو قولھم بان علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان افضل من ابی بکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔

اور بعض کلام ان کا بدعت ہے کفر نہیں اور وہ یہ قول ہے ان کا کہ علی ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم سے افضل تھے۔

"عقائد بزدوی" میں ہے:

اقلھم غلوا الزیدیة فانھم کانوا لا یکفرون احدا من اصحاب رسول اللہ ﷺ و یقولون ان ابابکر و عمر کانا امامی حق و یفضلون علیا علی سائر اصحابہ۔

سب رافضیوں میں کم تر غلو وشدت میں زیدیہ ہیں کہ وہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں کسی کو کافر نہیں کہتے اور کہتے ہیں کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما خلیفہ برحق تھے اور تفضیل دیتے ہیں علی رضی اللہ عنہ کو باقی صحابہ پر۔ (تمہید ابوشکور سالمی،ص ۲۹۳)

۸۴۔امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۰۵ھ)

آپ فقیہ، اصولی، صوفی، شاعر اور ادیب تھے۔ امام الحرمین کے تین ممتاز شاگردوں میں سے ایک تھے۔ اور ان کے حلقہ درس کے معید تھے (استاد جب درس دے چکتا ہے تو سب سے لائق شاگرد باقی طلبہ کو درس دیتا ہے، اور استاد کے بتائے ہوئے سبق کو اچھی طرح ذہن نشین کرواتا ہے، اسے معید کہتے ہیں)۔ (کشف الظنون ۲/ ۱۱۹۲)

عقیدہ: و ان یعتقد فضل الصحابة ترتیبھم و ان افضل الناس بعد النبی ﷺ: ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی۔

عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ صحابہ کرام کی افضلیت ان کی ترتیب پر ہے بے شک نبی کریم ﷺ کے بعد افضل الناس حضرت ابوبکر ہیں، پھر حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔ (قواعد العقائد،ص ۳۰)

۸۵۔امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۱۶ھ)

حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ بغوی کی نیک نیتی کی وجہ سے ان کی تصانیف میں بڑی برکت ہوئی کیوں کہ یہ ربانی علما میں سے تھے، بڑے صابر و شاکر اور عابد و زاہد تھے۔

(تذکرۃ الحفاظ ۵/ ۱۳۵۸)

اور علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ دین میں اور تفسیر و حدیث میں ان کا اونچا مقام ہے اور فقہ میں معلومات کا دائرہ نقل و تحقیق میں بڑا وسیع ہے۔ (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۴/ ۵-۲۱۴)

عقیدہ: حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیدنا عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہم انبیاء و مرسلین کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل ہیں۔ (شرح السنۃ للبغوی ۱/ ۱۸۲)

۸۶۔امام قاضی ابی یعلی الفرا رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۲۶ھ)

علامہ زرکلی لکھتے ہیں: مؤرخ من الفقھاء الحنابلة۔ (الاعلام ۷/ ۲۳)

عقیدہ: ثم الایمان بان خیر الخلق بعد رسول اللہ ﷺ و ابوبکر اعظم منزلة بعد النبیین و المرسلین احقهم بخلافة رسول اللہ ﷺ ابو بکر الصدیق رضوان اللہ علیه. ثم بعد علی هذا الترتیب ابو حفص عمر بن خطاب رضی اللہ عنه. ثم ذو النورین عثمان بن عفان رضی اللہ عنه ثم علی هذا النعت و الصفة ابو الحسن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنه۔

پھر ایمان یہ ہونا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد بہترِ خلق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انبیاء و مرسلین کے بعد زیادہ عظمت والے ہیں، پھر اسی ترتیب خلافت پر عظمت کا معیار ہے یعنی پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عثمان بن عفان، رضی اللہ عنہ پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

(کتاب الاعتقاد ص ۳۲)

۸۷۔ امام اسماعیل بن محمد اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۳۵ھ)

علامہ زرکلی لکھتے ہیں:

قوام السنة، من اعلام الحفاظ، کان اماما فی التفسیر و الحدیث و اللغة و هو من شیوخ السمعانی فی الحدیث. (الاعلام ۱/ ۳۲۳)

عقیدہ: افضل الناس و خیرهم بعد رسول اللہ ﷺ ابو بکر صدیق، ثم عمر ثم عثمان ثم علی.

رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں افضل اور بہترین حضرت ابوبکر صدیق ہیں، پھر حضرت عمر بن خطاب، پھر حضرت عثمان بن عفان، پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔ (الحجۃ فی بیان المحجۃ ۱/ ۲۲۲)

۸۸۔ امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۳۵ھ)

آپ بڑے عابد و زاہد اور ائمہ معتبرین میں سے تھے۔ مسلکاً حنفی تھے۔ حدیث نبوی اور

فقہ و اصول کے یگانہ روزگار امام تھے۔ کتاب اللہ کے زبردست مفسر تھے۔

(الدرر الکامنہ ۲/ ۲۴۷)

عقیدہ: نبی ﷺ کے بعد افضل البشر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ہیں، پھر حضرت عمر، پھر حضرت سیدنا عثمان غنی، پھر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہم ہیں۔

(شرح العقائد النسفیہ ص ۳۱۸)

۸۹۔ امام طاہر بن احمد بخاری سرخسی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۴۲ھ)

آپ امام، مجتہد فی المسائل اور قاضی خان کے شاگرد تھے۔ (مفید المفتی ص ۱۱۴)

عقیدہ: فی الروافض من فضل علیاً علی غیرہ فهو مبتدع.

جو رافضی مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو دوسروں (یعنی حضرات شیخین کریمین) پر فضیلت دے وہ بدعتی ہے۔ (خلاصۃ الفتاوی ۱/ ۱۳۹)

۹۰۔ شیخ الاسلام عدی بن مسافر الہکاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۵۵ھ)

اپنے وقت میں اللہ کے نیک بندوں سے ایک تھے، ان کا عقیدہ محفوظ تھا اور اکابر مشائخ میں سے تھے۔ (مجموع الفتاوی لابن تیمیہ ج ۳ ص ۴۱۰)

عقیدہ: و ان خیر هذه الامة بعد نبیها۔ علیه الصلاة و السلام: ابو بکر الصدیق ثم عمر، ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنهم۔

بے شک رسول اللہ ﷺ بعد اس امت کے بہترین لوگ حضرت ابو بکر صدیق پھر حضرت عمر بن خطاب پھر حضرت عثمان بن عفان پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔ (اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ ص ۲۶)

۹۱۔ شیخ ابو النجیب ضیاء الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۶۳ھ)

علامہ زرکلی لکھتے ہیں:

فقیه، شافعی، واعظ من ائمة المتصوفین. (الاعلام ج ۳ ص ۴۹)

عقیدہ: ان (نبی کریم ﷺ) کے بعد بزرگ ترین بشر ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ (آداب المریدین ص ۱۴)

۹۲۔ امام عبدالکریم بن محمد سمعانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۶۲ھ)

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ کی تصانیف عمدگی اور حسن ترتیب میں شاہکار ہیں۔ آپ ثقہ، صاحب دیانت، ظریف الطبع اور کثیر السفر تھے۔ تبحر علمی کا یہ حال ہے کہ نہ صرف اپنے ہم عصر بلکہ اکثر شیوخ بھی آپ سے استفادہ کرنے پر مجبور ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۱۰۹۰)

عقیدہ: قال اھل السنۃ: ابو بکر رضی اللہ عنہ افضل الصحابۃ فی جمیع الاشیاء۔

اہل سنت کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام معاملات میں صحابہ سے افضل ہیں۔ (الرسالۃ القوامیۃ بحوالہ الطبقات الشافعیۃ الکبریٰ للسبکی ۳۴۷)

۹۳۔ امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۷۱ھ)

حافظ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابو القاسم ابن عساکر حافظ حدیث، ثقہ، متقن، دیانت دار، نیک اطوار اور بلند اخلاق تھے۔ متن اور اسناد کو خوب جانتے تھے۔ علم و فضل میں بے نظیر اور بڑے محقق تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۱۰۹۴)

عقیدہ: و ان یعتقد فضل الصحابہ و ترتیبھم و افضل الناس بعد رسول اللہ ﷺ ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم۔

صحابہ کی فضیلت اور ترتیب میں عقیدہ یہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں افضل حضرت ابو بکر صدیق، پھر حضرت عمر بن خطاب، پھر حضرت عثمان بن عفان، پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔ (تبیین کذب المفتری ص ۳۰۶)

۹۴۔ علامہ سید احمد بن علی رفاعی حسینی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۷۸ھ)

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں جس بات کو مانتا ہوں اور جس پر عقیدہ رکھتا ہوں وہ یہ

ہے کہ سید احمد بن رفاعی فاطمی حسینی رحمۃ اللہ علیہ معرفت الٰہی میں پایہ دار پہاڑ کی مانند تھے، عظیم ترین سردار تھے۔ بہت بڑے ولی اللہ تھے۔ اور سنت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا بحر بے کنار تھے۔ آپ اولیا اور گروہ صوفیہ کے ایسے مستند سردار تھے جن کی ذات پر طریقت کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ جن کی عظمت پر اولیا کا اجماع واقع تھا۔ ان کے تمام معاصر اولیا نے ان کی سربراہی اور ان کے تقدم کا اعتراف کیا ہے۔ آپ کے زمانے کے اکابر مشائخ نے آپ کے پرچم رشد و ہدایت کے نیچے راہ سلوک طے کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم ﷺ کی سنت پر پختگی کے ساتھ کاربند اور ان کی اتباع میں خوب راسخ قدم تھے۔ آپ کی ذات پر تواضع اور حسن اخلاق کا خاتمہ ہو گیا۔

(الشرف المحتم ص ۵)

عقیدہ: افضل الصحابۃ سیدنا ابو بکر صدیق ثم سیدنا عمر فاروق ثم سیدنا عثمان ذو النورین ثم علی المرتضیٰ کرم اللہ وجھہ و رضی عنہ۔

صحابہ میں افضل سیدنا حضرت ابو بکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت سیدنا عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہم پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ (البرہان المؤید ص ۲۳)

۹۵۔ ابو القاسم اسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ

عقیدہ: اور یہ کہ صحابہ کی فضیلت اور ترتیب کا عقیدہ رکھے اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حسن ظن رکھے اور ان صحابہ کرام کی اس طرح مدح و ثنا کرے جس طرح خدا تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے کی ہے۔ ان تمام باتوں پر سنت اور آثار گواہ ہیں۔ جو کوئی ان پر قطعی عقیدہ رکھے وہ اہل حق اور اہل سنت میں سے ہے۔

(سعادۃ الدارین للنبہانی ج ۲ ص ۳۴۴)

○○○

ساتویں صدی کے علمائے کرام

۹۶۔ حافظ عبدالغنی المقدسی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۰۰ھ)

امام ضیاء المقدسی فرماتے ہیں کہ میں نے جن محدثین کو دیکھا ہے سب ہی کہتے تھے کہ ہم نے حافظ عبدالغنی جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ (تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۱۱۱۲)

عقیدہ: ھذا من جملة اعتقاد اھل السنة: اعتقاد ان افضل امة محمد ﷺ ابو بکر صدیق فھو افضل الصحابه علی الاطلاق.

یہ اہل سنّت کے عقائد میں سے ہے کہ امت محمد ﷺ میں مطلقاً افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ (شرح عقیدۃ الحافظ عبدالغنی المقدسی ص ۵۰)

۹۷۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۰۶ھ)

عقیدہ: مفسرین کا اجماع ہے کہ اولوا الفضل سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آپ تمام لوگوں سے افضل ہیں۔ کیوں کہ اس آیت مبارکہ میں فضل مذکور سے مراد یا تو دنیا ہے یا دین؛ پہلی شق (دنیا) باطل ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مقام مدح کے لیے بیان فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا کی مدح کیے جانا جائز نہیں ہے۔

مزید فرماتے ہیں کہ

یہ بات حد تواتر کو پہنچ چکی ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے نازل ہوئی۔ (تفسیر مفاتیح الغیب، تفسیر سورۃ النور، آیت ۲۲)

۹۸۔ امام موفق الدین رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۲۰ھ)

ابن نجار فرماتے ہیں کہ آپ ثقہ، حجہ، نبیل، زیادہ فضیلت سے آراستہ، پرہیزگار، ورع اور سلف صالحین کے طریقہ پر عبادت کرتے تھے۔ ان کے چہرے سے نور و وقار ٹپکتا تھا، آدمی ان کے کلام سننے سے پہلے ان کے دیکھنے سے فائدہ اٹھاتا تھا۔ (تاریخ الاسلام للذہبی ۱۳/ ۶۰۲)

عقیدہ: اخبار تبلغ رتبة التواتر انه قال: خیر الناس بعد رسول الله ﷺ ابو بکر ثم عمر.

مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے یہ روایت درجہ تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ آقا کریم ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے بہتر (افضل) حضرت ابو بکر پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ (منہاج القاصدین لابن قدامہ ص ۳۸)

۹۹۔ علامہ سیف الدین آمدی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۳۱ھ)

علم کلام کے بڑے امام تھے۔ کچھ لوگوں نے ان پر اعتراضات بھی کیے، مگر تفضیلیہ ان کے حوالے جگہ جگہ پیش کرتے ہیں۔

عقیدہ: و یجب مع ذلك ان یعتقد ان ابابکر افضل من عمر و ان عمر افضل من عثمان و ان عثمان افضل من علی و ان الاربعة افضل من باقی العشرة. (غایۃ المرام ص ۳۳۱)

یہ عقیدہ رکھنا واجب ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔

نوٹ: مذکورہ بالا عقیدہ ماننا ان لوگوں پر حجت ہے جو مسئلہ تفضیل کو ظنی ثابت کرنے کے لیے ان کی کتاب کا حوالہ پیش کرتے ہیں۔ اس حوالہ سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ مسئلہ افضلیت کو ظنی کہنا تفضیلیہ کو مفید نہیں کیوں کہ مسئلہ تفضیل کو ظنی کہنے کے باوجود علمائے کرام نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ کرام سے افضل ماننے کو واجب لکھا ہے۔

۱۰۰۔ شیخ اکبر محی الدین محمد ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۳۸ھ)

علامہ زرکلی لکھتے ہیں:

من الائمۃ المتکلمین فی کل علم۔ (الاعلام ۶/۲۸۱)

عقیدہ: و منھم من یکون ظاھر الحکم و یحوز الخلافۃ الظاھرۃ کما احاز الخلافۃ الباطنۃ من جھۃ المقام کابی بکر و عمر و عثمان و علی والحسن الخ۔

اور ان میں سے بعض اولیا ایسے ہوتے ہیں جن کی حکومت ظاہری ہوتی ہے۔ انھیں مقام و مرتبہ کے لحاظ جس طرح خلافت باطنی حاصل ہوتی ہے اسی طرح خلافت ظاہری بھی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ حضرت ابو بکر و عمر و عثمان و علی و حسن رضی اللہ عنہم ہیں۔ (فتوحات مکیہ ج ۲ ص ۹، رسائل ابن عابدین ج ۲ ص ۲۶۵)

۱۰۱۔ حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۴۳ھ)

امام ابن حاجب اپنی "معجم" میں لکھتے ہیں کہ آپ اپنے وقت کے امام تھے، پرہیزگار، عقل مند اور کریمانہ اخلاق کے حامل تھے۔ اصول و فروع میں متبحر تھے۔ طلب علم میں آپ کی جفاکشی ضرب المثل تھی اور اطاعت و عبادات میں پرجوش اور سرگرم تھے۔
(تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۱۱۴۲)

عقیدہ: افضلھم علی الاطلاق ابو بکر ثم عمر۔

افضلیت مطلقہ کا اطلاق حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر ہوتا ہے۔ (مقدمہ ابن صلاح ص ۱۲۹)

۱۰۲۔ امام ابوالعباس قرطبی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۵۶ھ)

علامہ ابن فرحون مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

و کان من الائمۃ المشھورین و العلماء جامعًا لمعرفۃ علوم منھا:

علم الحدیث و الفقہ و العربیۃ۔ (الدیباج المذھب ۱/۳۸)

عقیدہ: ۱- و لم یختلفھا فی ذلک احد من ائمۃ السلف و الخلفاء قال ولا مبالاۃ باقوال اھل التشیع۔ (اخذ الفیاح ۲/۵۰۶)

اس مسئلے (تفضیل شیخین) میں ائمہ سلف و خلف میں سے کسی نے اختلاف نہیں کیا اور فرمایا کہ اہل تشیع کے اقوال کی پرواہ نہ کی جائے۔

۲- ائمہ سلف و خلف میں سے کسی ایک شخص نے بھی تفضیل شیخین کے مسئلہ میں اختلاف نہیں کیا۔ (شرح التبصرۃ و التذکرۃ للعراقی ص ۲۱۵)

۱۰۳۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۷۶ھ)

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد شیخ ابن فرح فرماتے ہیں کہ شیخ نووی رحمۃ اللہ علیہ کو تین مرتبے اور مقامات حاصل تھے۔ اور ہر مرتبہ ایسا ہے کہ اگر وہ کسی شخص کو حاصل ہو تو اس کی طرف سفر کر کے پہنچنا چاہیے۔ علم، زہد، امر بالمعروف و نہی عن المنکر۔ (تذکرۃ الحفاظ ۴/۱۴۷۳)

عقیدہ: اتفق اھل السنۃ علی ان افضلھم ابو بکر ثم عمر۔

یعنی سنیوں نے اتفاق کیا کہ افضل صحابی ابو بکر ہیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ۔ (شرح صحیح مسلم ۱۵/۱۴۸)

۱۰۴۔ شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۹۱ھ)

نخستین ابو بکر پیر مرید — عمر پنجہ بر پیچ دیو مرید
خرد مند عثمان شب زندہ دار — چہارم علی شاہ دلدل سوار

یعنی اول مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے جو بزرگ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص فرماں بردار ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سرکش دیوں کے جالوں کے لیے پنجہ ہیں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ راتوں کو جاگنے والے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بادشاہ دلدل سوار ہیں۔ (بوستان)

○○○

آٹھویں صدی کے علمائے کرام

۱۰۵۔ امام ذہبی ؒ (م ۷۴۸ھ)

حافظ سبکی فرماتے ہیں کہ آپ کے زمانہ حفاظ حدیث چار تھے: مزی، برزالی، ذہبی اور میرے والد تقی الدین سبکی۔ مگر ان سب میں امام ذہبی ؒ کا درجہ بلند و اعلیٰ تھا۔

(طبقات الشافعیہ، رقم: ۱۳۰۶)

عقیدہ: ۱۔ افضل الامة و خلیفة رسول اللہ ﷺ و مونسه فی الغار و صدیقه الاکبر... عبد اللہ بن ابی قحافه عثمان القرشی التیمی۔

امت میں افضل اور رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ اور غار میں ان کے غم خوار اور ان کی سب سے بڑھ کر تصدیق کرنے والے حضرت ابو بکر صدیق ؓ ہیں۔

(تذکرۃ الحفاظ ۲/۱)

۲۔ والافضل منهما بلا شك ابو بکر و عمر۔

ان سب سے افضل بغیر کسی شک کے حضرت ابو بکر صدیق ؓ اور حضرت عمر فاروق ؓ ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء، رقم: ۳۶۷۹، ۱۰/۹۲)

۳۔ هذا متواتر عن علی۔

یعنی تفضیل شیخین مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے تواتر کے ساتھ منقول ہے۔

(تاریخ الاسلام الذہبی ۳/۱۱۵)

۴۔ قال لی شیخ مرة: من فی الامة افضل من ابی ابکر صدیق رضی اللہ عنه بالاجماع۔

امام سبکی ؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ علامہ ذہبی ؒ نے ایک مرتبہ کہا کہ

اس امت میں کون حضرت ابو بکر صدیق ؓ سے اجماع کے ساتھ افضل ہو سکتا ہے؟ یعنی حضرت ابو بکر صدیق ؓ بالاجماع تمام امت سے افضل ہیں۔

(طبقات الشافعیہ الکبریٰ ج ۹ ص ۱۱۵)

۱۰۶۔ علامہ ابن تیمیہ حنبلی (م ۷۲۸ھ)

عقیدہ: لم یختلف علماء الاسلام فی تفضیل ابی بکر و عمر۔

علمائے اسلام نے تفضیل حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق ؓ میں کبھی اختلاف نہ کیا۔ (منہاج السنۃ ۷/۲۸۶-۲۸۸)

۱۰۷۔ علامہ ابن قیم حنبلی (م ۷۵۱ھ)

عقیدہ: و ذلك یدل علی ان الصدیق افضل الصحابة و اکملهم۔

اور یہ بات اس پر دلالت کرتی ہے کہ صحابہ کرام ؓ میں سب سے افضل اور اکمل حضرت ابو بکر صدیق ؓ ہیں۔ (زاد المعاد ۳/۳۰۳)

۱۰۸۔ سید خواجہ نصیر الدین محمود چراغ حسینی دہلوی ؒ (م ۷۵۷ھ)

برصغیر کے مشہور ولی اللہ تھے۔ ان کی شخصیت سے ہر بندہ واقف ہے۔ علامہ عبد الحی حسنی لکھتے ہیں:

الشیخ الامام العالم الکبیر الزاهد المجاهد... کان من کبار اولیاء اللہ السالکین المرتاضین۔ (نزہۃ الخواطر ۲ ص ۲۰۹)

عقیدہ: افضل الصحابة ابی بکر بن ابی قحافة و رئیس الاصحاب عمر بن الخطاب و جامع القرآن عثمان بن عفان و ابن غالب علی ابن طالب رضی اللہ عنهم۔

صحابہ کرام ؓ میں سب سے افضل حضرت ابو بکر بن ابی قحافہ ہیں اور رئیس الصحابہ عمر بن خطاب ہیں اور جامع القرآن حضرت عثمان بن عفان ہیں اور ابن

غالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ہیں۔ (رفیق الطلاب ص ۲۷)

۱۰۹۔ سید محمد بن مبارک کرمانی حسینی، میر خورد رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۷۰ھ)

عبدالحی حسنی لکھتے ہیں:

احد الرجال المعروفین بالفضل و الصلاح. (نزہۃ الخواطر ج ۲ ص ۲۰۲)

عقیدہ: جناب امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق پر خدا کی بے شمار رحمتیں اور سلام جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام امت سے بزرگ و فاضل تر اور اسی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے معزز و ممتاز خلیفہ تھے۔ (سیر الاولیاء ص ۳۶)

۱۱۰۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۷۴ھ)

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ابن کثیر بہت بڑے محدث، فقیہ، مفسر اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ (شذرات الذہب ۶/۲۳۱)

عقیدہ: قد ثبت عنه بالتواتر انه قال علی منبر الکوفة ایها الناس! ان خیر هذه الامة بعد نبیها ابوبکر ثم عمر و لو شئت ان اسمی الثالث لسمیت.

بے شک مولا علی رضی اللہ عنہ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ نے منبر کوفہ پر فرمایا کہ اے لوگو! اس امت میں نبی کریم علیہ السلام کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر ہیں، اگر میں چاہوں تو تیسرے کا نام بھی بتا دوں۔ (البدایہ والنہایہ ۷/۳۲۱)

۱۱۱۔ امام عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۷۵ھ)

قاسم بن قطلوبغا لکھتے ہیں: فقیہ، محدث، اصولی، مورخ، لغوی۔ (تاج التراجم رقم: ۲۸)

مولوی فقیر محمد جہلمی صاحب لکھتے ہیں:

آپ عالم، فاضل، فقیہ، محدث، جامع علوم نقلیہ و عقلیہ، حاوی فروع و اصول تھے۔

(حدائق الحنفیہ ص ۳۲۱)

عقیدہ: افضل الصحابة علی اطلاق ابوبکر ثم عمر باجماع اهل السنة ثم عثمان ثم علی هذا قول جمهور اهل السنة.

اہل سنت کا اجماع ہے کہ افضلیت مطلقہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو حاصل ہے پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ افضل ہیں پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر جمہور اہل سنت کا قول ہے۔ (طبقات الحنفیہ ۱/۴۱۳)

۱۱۲۔ علامہ جمال الدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۷۷ھ)

فقیہ، اصولی، نحوی، مفسر، متکلم اور نظار تھے۔ مختلف فنون میں دست رس رکھتے۔ دمشق کے قاضی بنائے گئے۔ تالیف اور تصنیف کی کثرت میں شہرت رکھتے تھے۔

(ہدیۃ العارفین ۶/۱۴۰۵)

عقیدہ: اجمع اهل السنة و الجماعة علی ان افضل هذه الامة.

یعنی اہل السنۃ والجماعۃ کا اس پر اجماع ہے کہ امت کا افضل۔ (شرح الطحاویہ ص ۱۱۹)

۱۱۳۔ علامہ عبداللہ بن اسعد یافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۶۸ھ)

علامہ زرکلی لکھتے ہیں:

مؤرخ، باعث متصوف من شافعیة الیمن. (الاعلام ۴/۷۲)

عقیدہ: ابوبکر و عمر خیر الامة الاسلامیة بعد نبیها.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما امت اسلامیہ کے بہترین لوگ ہیں۔ (مرہم العلل المعضلہ ص ۱۳۸)

۱۱۴۔ حضرت شیخ یحییٰ منیری مخدوم بہار رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۸۲ھ)

ان کی علمی شخصیت کے تعارف کے لیے یہ ثبوت کافی ہے کہ خواجہ جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ان کے مکتوبات کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔

(مقدمہ فوائد رکنی ص ۱۴)

عقیدہ: عظمت وجلال الٰہی جیسا ابوبکر کے دل میں تھا کسی کے دل میں نہ تھا، عمرو عثمان وعلی اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقامات عالیہ ہیں، مگر جو کچھ ان سب سے وراء اور مقامات سے برتر و بالا ہے وہ خاص صدیق اکبر کا حصہ ہے۔

(الراحۃ العنبریہ ص ۲۵)

۱۱۵۔ سید مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۸۵ھ)

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مخدوم جہانیاں علم وولایت کے جامع تھے۔ (اخبار الاخیار ص ۱۴۲)

مصنف "تاریخ فرشتہ" لکھتے ہیں کہ جمال الدین حسین بخاری رحمۃ اللہ علیہ متبحر عالم تھے اور علوم عقلی ونقلی میں آپ نے نہایت مشقت کھینچی تھی اور مقید اس امر کے نہ تھے کہ ایک شخص کے مرید ہو کر دوسرے سے رجوع نہ کریں اور فرماتے تھے کہ تمام فضلا اور شیوخ سے مستفیض ہونا چاہیے اور اس جناب نے سب سے فیض ونصیب حاصل کیا۔ (تاریخ فرشتہ ۲/۶۸۵)

اہل حدیث نواب علی حسن خان سوانح عمری نواب صدیق حسن خان قنوجی میں لکھتا ہے کہ آپ علوم کتاب وسنت کے جوہر فرد اور کمالات باطنی کے دوران تہذیب الاخلاق اور ملکات روحانی کے سہیل یمن تھے۔ (مآثر صدیقی ۱/۲۷)

عقیدہ: بہترین لوگوں کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابوبکر ہیں، پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم۔ (الدر المنظوم ۱/۲۲۰)

۱۱۶۔ امام ابن جماعہ کنانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۹۰ھ)

علامہ زرکلی لکھتے ہیں:

خطيب الخطباء و شيخ الشيوخ و كبير طائفة الفقهاء و بقية رؤساء الزمان. (الاعلام ج ۱ ص ۴۶)

عقیدہ: افضلهم على الاطلاق ابو بكر ثم عمر باجماع اهل السنة.

اہل سنت کے اجماع سے افضلیت مطلقہ حضرت ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو ہے۔ (المنہل الروی ص ۱۱۲)

۱۱۷۔ حضرت خواجہ سید بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۹۱ھ)

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے کون ناواقف ہے۔ ان کی ذات اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ نے "مشائخ نقشبندیہ" ص ۱۳۵ تا ص ۱۷۷ تک تفصیل سے آپ کی جلالت علمی اور مقام تصوف لکھا ہے۔

عقیدہ: اکابر اولیا کا اجماع ہے کہ معرفت وولایت میں صدیق رضی اللہ عنہ کو کوئی نہیں پہنچتا۔ (الراحۃ العنبریہ ص ۲۵)

۱۱۸۔ امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۹۱ھ)

اپنے وقت کے مشہور صوفی اور عالم تھے۔ علامہ فقیر محمد جہلمی صاحب لکھتے ہیں:

آپ مخزن علوم ظاہری، مظہر تجلیات ربانی، عالم عامل، عارف کامل، صاحب کرامات وخوارق عادات تھے۔ علوم ظاہری وباطنی میں آپ کو وہ کمال حاصل تھا کہ ایک سو ستر سے زیادہ کتابیں تصنیف کیں۔ (حدائق حنفیہ ص ۳۲۴)

عقیدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے صحابہ کرام تمام مخلوق سے افضل ہیں اور ان سب سے افضل حضرات خلفاء راشدین ہیں اور وہ چار بزرگ ہیں: حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔

(ذخیرۃ الملوک ص ۲۷)

○○○

نویں صدی کے علمائے کرام

۱۱۹۔ امام ابراہیم بن موسیٰ انباسی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۰۲ھ)

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حسن الاخلاق، و جمیل العشرة و مزید التواضع و التقشف و التعبد و مطرح التکلف و حسن السمت، و محب للفقراء، و قد اطال النفس. (الضوء اللامع ۱/۱۷۲)

عقیدہ: قوله: و افضلهم علی الاطلاق ابوبکر ثم عمر. ای: باجماع اهل السنة.

اہل سنت کے اجماع سے ہے افضل علی الاطلاق حضرت ابوبکر صدیق، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ماننا۔ (الشذ الفیاح من علوم ابن الصلاح ص ۲۵۷)

۱۲۰۔ سید محمد بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۰۳ھ)

خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی تھے اور آپ خواجہ نظام الدین اولیا قدس سرہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ (شرح جوامع الکلم ص ۲۷)

عقیدہ: ہر گروہ کے مختلف عقائد ہیں جن کا ذکر باعث طوالت ہوگا لیکن مذہب حق یہ ہے کہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب صحابہ سے افضل ہیں، آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور آپ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا درجہ ہے۔ نیز تمام صحابہ کرام خدائے برتر کے اولیا اور مقرب بارگاہ ہیں۔
(شرح جوامع الکلم ص ۱۹)

۱۲۱۔ امام زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۰۶ھ)

علامہ ابن فہد نے کہا:

الامام الاوحد العلامة الحجة الحبر الناقد عمدة الانام حافظ الاسلام، فرید دهره و وحید عصره من فاق بالحفظ و الاتقان فی زمانه، و شهد له فی التفرد فی فنه ائمة عصره و اوانه.
(لحظ الالحاظ ص ۵۴۳)

عقیدہ: ۱- و الافضل الصدیق ثم عمر.
افضل حضرت صدیق ہیں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ (الفیۃ للعراقی ۲/۸۳)

۲- اجمع اهل السنة علی ان افضل الصحابة بعد النبی ﷺ علی الاطلاق ابوبکر ثم عمر.
اہل سنت کا اجماع نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد افضلیت شیخین پر منعقد ہو چکا ہے۔

امام عراقی مزید ان اکابر کا بھی تذکرہ فرماتے ہیں جنھوں نے اس باب میں اجماع نقل فرمایا ہے۔ (شرح التبصرۃ والتذکرۃ للعراقی ص ۲۱۵)

۱۲۲۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی الحسینی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۰۸ھ)

عبدالحی حسنی لکھتے ہیں:

و کان عالمًا، کبیرًا، عارفًا، سفارًا ... ادرك فی ذلك السفر الکبار من المشایخ و العلماء. (نزهة الخواطر ۳/ص ۲۳۷)

عقیدہ: و نعتقد افضل اصحابه و احق الخلافة ابو بکر بن قحافه علی سائر المسلمین و التابعین ثم افضل من اصحابه و احق الخلافة عمر و عثمان ثم علی رضی الله عنهم اجمعین. (بشارت المریدین ص ۲۲)

اور ہم عقیدہ کامل رکھتے ہیں اصحاب رسول پر اور ان کی خلافت پر۔ اور حضرت

ابو بکر صدیق پر جو تمام صحابہ کرام اور تابعین سے افضل ہیں۔ اور حضرت عمر کی خلافت پر پھر حضرت عثمان پر اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم پر۔

اس عقیدہ کے بعد سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جو شخص اس پر اعتقاد نہیں رکھتا گمراہ ہے اور زندیق ہے۔ ہم اس سے بیزار ہیں اور خدا ان سے راضی نہیں ہے"۔ (بشارت المریدین ص ۲۲)

۱۲۳۔ محقق شریف جرجانی (م ۸۱۶ھ)

علامہ زرکلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

من کبار العلماء بالعربیۃ۔ (الاعلام ۵/ ۷)

علامہ فقیر محمد جہلمی لکھتے ہیں:

آپ ایسے رتبہ کمال کو پہنچے کہ اقران و امثال پر فائق ہو کر علامہ دہر، وحید عصر، فقیہ، محدث، بلیغ، مناظر، جدلی ہوئے۔۔۔۔ تصوف کا علم آپ نے خواجہ علاء الدین محمد بن محمد عطار بخاری سے جو بڑے عزیز خلیفہ شیخ بہاء الدین نقش بند کے تھے، حاصل کیا تھا، جن کے حق میں آپ کا یہ قول تھا کہ میں نے خدا کو جیسا کہ چاہیے تھا نہیں پہچانا تھا جب تک کہ میں خدمت عطار بخاری میں مشرف نہیں ہوا تھا۔ (حدائق الحنفیہ ص ۳۳۵)

عقیدہ: لیکن ہم نے سلف کو یہ فرماتے ہوئے پایا کہ ابو بکر افضل ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ ان حضرات ائمہ کے ساتھ ہمارا حسن ظن یہ تقاضا کرتا ہے کہ اگر وہ انھیں اس کا اہل نہ جانتے تو ان پر افضلیت کا اطلاق نہ کرتے۔ پس ہمیں اس قول میں ان کی اتباع واجب ہے۔ (شرح المواقف، ۸/ ۳۷۲)

۱۲۴۔ حضرت خواجہ پارسا نقش بندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۲۵ھ)

عمر رضا کحالہ لکھتے ہیں: صوفی، محدث، فقیہ۔ (معجم المؤلفین، ج ۱۱ ص ۳۰۰)

علامہ فقیر محمد جہلمی لکھتے ہیں:

آپ حافظ الدین کبیر محمد بخاری کی نسل میں خواجہ بہاؤ الدین نقش بندی کے اعزہ خلفا میں سے حافظ فروع و اصول اور جامع معقول و منقول، فائق علی الاقران تھے۔ (حدائق الحنفیہ ص ۳۴۰)

عقیدہ: سیدنا ابو بکر صدیق ولایت اور علم باطن جسے علم باللہ کہا جاتا ہے، میں اکمل، افضل، اعلم اور اعظم اولیائے امت ہیں۔ بل کہ تمام صدیقوں سے اکمل اور انبیا کے بعد آپ کا ہی مقام ہے۔ سیدنا ابو بکر صدیق اکبر ہیں اور اہل بصیرت کے اکابر میں افضل ہیں۔ (رسائل نقش بندیہ، رسالہ قدسیہ، ص ۳۰)

۱۲۵۔ علامہ مجد الدین فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۲۷ھ)

عقیدہ: فھو (سیدنا ابو بکر الصدیق) افضل الصحابہ کافۃ۔

(حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں افضل ہیں۔

(القضاب المشتھر، ص ۵۷)

۱۲۶۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۵۲ھ)

حافظ ابن فہد لکھتے ہیں: امام، علامہ، حافظ، محقق، بڑے متدین، با اخلاق، مجالس میں خوش گفتار، حسن ادا کے بادشاہ اور اپنی نظیر آپ تھے، آنکھوں نے ان جیسا نہیں دیکھا اور نہ انھوں نے اپنا مثل دیکھا۔ (لحظ الالحاظ، رقم: ۳۳۶)

عقیدہ: ان الاجماع انعقد بین اھل سنۃ ان ترتیبھم فی الفضل کترتیبھم فی الخلافۃ رضی اللہ عنھم اجمعین۔

یعنی اہل سنت و جماعت کے درمیان اس بات پر اجماع ہے کہ خلفائے راشدین میں فضیلت اس ترتیب سے ہے جس ترتیب سے خلافت ہے۔

(فتح الباری، رقم: ۳۶۷۸)

۱۲۷۔ علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۵۵ھ)

علامہ زرکلی لکھتے ہیں: مؤرخ علامۃ، من کبار المحدثین۔ (الاعلام ۷/ ۱۶۳)

علامہ فقیر محمد جہلمی صاحب لکھتے ہیں:

امام فاضل، محدث کامل، فقیہ بے عدیل، علامہ بے تمثیل، عارف عربیت و تصریف، حافظ لغت، سریع الکتابت، تخریج احادیث اور ان کے کشف معانی میں وسعت کامل رکھتے تھے۔ (حدائق الحنفیہ ص ۳۴۷)

عقیدہ: ابابکر لما کان اعلم الصحابۃ و افضلھم۔

حضرت ابوبکر صدیق صحابہ کرام میں سب سے بڑے عالم اور افضل ہیں۔

(عمدۃ القاری، رقم: ۳۷۴۳)

۱۲۸۔ علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۶۱ھ)

حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ اپنے معاصرین سے آگے نکل گئے، علوم میں مہارت حاصل کی اور علم کی نشر و اشاعت میں لگے رہے، ان سے ایک خلقت نے فائدہ اٹھایا، فقہ، اصول، نحو و صرف، معانی و بیان اور تصوف وغیرہ میں علامہ، محقق، مناظر اور صاحب نظر تھے۔ فرماتے تھے کہ میں معقولات میں کسی کی اقتدا نہیں کرتا۔ (بغیۃ الوعاۃ ص ۷۰)

عقیدہ: ۱- ابابکر افضل الناس۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں میں افضل ہیں۔ (المسایرہ ص ۲۵۹)

۲- فی الروافض ان فضل علیا علی الثلاثۃ فمبتدع۔

جو رافضی مولا علی رضی اللہ عنہ کو اصحاب ثلاثہ پر افضلیت دے وہ بدعتی ہے۔

(فتح القدیر لابن ہمام ۱/ ۳۰۴)

۱۲۹۔ امام سیدی احمد زروق شاذلی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۹۹ھ)

علامہ عمر رضا کحالہ لکھتے ہیں: صوفی، فقیہ، محدث۔ (معجم المؤلفین ۱/ ۱۵۵)

عقیدہ: و تفضیلھم علی ترتیبھم فی الخلافۃ رضی اللہ عنھم اجمعین۔

صحابہ کرام کی افضلیت کا معاملہ ان کی ترتیب خلافت پر ہے، یعنی پہلے حضرت ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہم ہیں۔ (اغتنام الفوائد ص ۵۷)

دسویں صدی کے علمائے کرام

۱۳۰۔ امام سخاوی (م ۹۰۲ھ)

ابن العماد حنبلی فرماتے ہیں کہ علم جرح و تعدیل کی ان پر انتہا ہو گئی، یہاں تک کہا گیا ہے کہ ذہبی کے بعد کوئی شخص پیدا نہیں ہوا جو ان کی راہ پر چلا ہو۔ (شذرات الذہب ۸/ ۱۶)

عقیدہ: ۱- و الافضل منھم مطلقاً باجماع اھل السنۃ۔

یعنی ان میں سے اجماع اہل سنت پر مطلقاً افضل۔ (فتح المغیث ۳/ ۱۱۵)

۲- ایسے تمام اقوال جو کہ تفضیل شیخین کے منافی ہوں مردود ہیں کیوں کہ اس باب میں صحابہ کرام اور تابعین کا اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ (فتح المغیث ۳/ ۱۲۹)

۱۳۱۔ امام کمال الدین ابن ابی شریف رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۰۵ھ)

عقیدہ: جان لو کہ دو جہاں کے تاج ور سلطان بحر و بر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام برحق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، پھر حضرت سیدنا عمر، پھر سیدنا عثمان غنی، پھر حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہم ہیں اور اس پر احادیث سے بے شمار دلائل موجود ہیں جو مجموعی طور پر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مقدم ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ (الیواقیت والجواہر ص ۳۲۹)

۱۳۲۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۱۱ھ)

علامہ نجم الدین الغزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر جب چالیس سال کی ہوئی تو انھوں نے عبادت اور یاد الٰہی میں مشغولیات اور حضوری کو اختیار کرتے ہوئے اہل

دنیا سے تعلق ترک کر دیا جیسا کہ وہ انھیں جانتے ہی نہیں اور تدریس اور افتا کو چھوڑ کر تصنیف و تالیف کا آغاز کر دیا۔ (الکواکب السائرۃ ۱/۲۲۶)

عقیدہ: اہل سنت و جماعت کا اس بات پر اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق ہیں، پھر حضرت سیدنا عمر فاروق، پھر حضرت سیدنا عثمان غنی، پھر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔

(تاریخ الخلفاء ص ۳۴)

۱۳۳۔ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۲۳ھ)

شیخ ابو سالم مغربی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ کی کتاب بے نظیر ہے، بڑی کتاب ہے اور کس قدر جامع ہے۔ اگر کوئی ناواقف کہے کہ اس جیسی کتاب ہے؟ تو خلق خدا تجھ سے کہے گی کہ تیری یہ بات نہیں سنی جا سکتی۔ (فہرس الفہارس ۲/۹۶۸)

۱ لئن سلمنا التخصيص به فهو معارض بالاحاديث الكثيرة البالغه درجة التواتر المعنوى الدالة على افضلية الصديق رضى الله عنه فلا تعارضها الآحاد و لئن سلمنا التساوى بين الدليلين لكن اجماع اهل السنة و الجماعة على افضلية و هو قطعى فلا يعارضه ظنى.

اگر ہم یہ تخصیص ان (عمر فاروق رضی اللہ عنہ) کے ساتھ مان لیں تو یہ ان اکثر احادیث کے منافی ہے جو سراسر معنوی کے درجے پر ہیں اور افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر دلالت کرتی ہیں اور آحاد کا ان کے ساتھ تعارض ممکن ہی نہیں اور اگر ہم دونوں دلیلوں کے درمیان مساوات مان لیں، لیکن اجماع اہل سنت و جماعت افضلیت صدیق اکبر پر دال ہے اور وہ قطعی ہے تو ظن اس کا معارض کیسے ہو سکتا ہے۔ (ارشاد الساری ۱/۱۰۲)

۲ پس اہل سنت و جماعت کے نزدیک قطعی بات یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق

رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔

(المواہب اللدنیہ اردو ۲/۷۵۴)

۱۳۴۔ امام زکریا الانصاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۲۶ھ)

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام فقہ اور تصوف دونوں طریقوں کے ارکان علم سے ایک رکن تھے۔ مصر کا بڑے سے بڑا عالم ان کے سامنے بچہ معلوم ہوتا، یہی حال امیر و کبیر کا تھا۔ (مقدمہ الاعلام و الاہتمام ص ۱۰)

عقیدہ: ابی بکر و هو افضل الصحابه.

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں افضل تھے۔ (المنفرجتان ص ۲۵)

۱۳۵۔ امام محمد بن عمر الحمیری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۳۰ھ)

مؤرخ عمر رضا کحالہ لکھتے ہیں:

عالم مشارك فى الحديث و التصوف و النحو. (معجم المؤلفین ج ۱۱ ص ۸۹)

عقیدہ: و اما ترتيبهم فى الفضل فاجمع أهل السنة فيه على ترتيبهم فى الخلافة. (الحسام المسلول على منتقص اصحاب الرسول ص ۵۶)

یعنی فضیلت میں ترتیب اور جس میں اجماع اہل سنت ہے یہ کہ خلافت کی ترتیب پر افضلیت ہے۔

۱۳۶۔ علامہ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۵۶ھ)

آپ حلب کے محدث اور جلیل القدر فقیہ تھے۔ (منیۃ المفتی ص ۲۳)

علامہ فقیر محمد جہلمی لکھتے ہیں:

آپ اپنے وقت کے امام، عالم، محدث، فاضل، فقیہ، محقق، علامہ، مدقق اور حلب کے رہنے والے تھے۔ (حدائق الحنفیہ ص ۳۰۰)

عقیدہ: من فضل عليا فحسب فهو من المبتدعة.

جو مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ کو صرف افضل بتاتا ہے وہ اہل بدعت سے ہے۔
(تحدیدا مستملی ص ۲۲۳)

۱۳۷۔علامہ زین العابدین ابن نجیم حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۶۹ھ)

علامہ فہامہ فقیہ حنفی، بڑے دقیق النظر محقق، یکتائے روزگار تھے۔ اپنے استادوں کے زمانے میں ہی افتا اور تدریس میں شہرت تامہ پیدا کر لی تھی۔ مرجع خلائق و منبع حقائق سمجھے جاتے تھے۔ طریقت میں بیعت ان کی حضرت عارف باللہ شیخ سلیمان خضری رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔
(مفید المفتی ص ۶۵)

عقیدہ: ۱- الرافضي ان فضل عليا على غيره فهو مبتدع۔
رافضی اگر مولا علی رضی اللہ عنہ کو دوسروں یعنی خلفائے ثلاثہ پر فضیلت دے وہ بدعتی ہے۔
(البحر الرائق ۱/۶۱۱)

۲- ان فضل عليا عليهما فمبتدع۔
اگر مولا علی رضی اللہ عنہ کو شیخین رضی اللہ عنہما سے افضل بتائے تو بدعتی ہے۔ (الاشباہ والنظائر ص ۲۱۵)

۱۳۸۔امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۷۴ھ)

شیخ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ متاخرین علما کے معتمد علیہ ہیں اور فتوی دینے میں رافعی، نووی اور متاخرین میں قاضی زکریا الانصاری کے بعد ان ہی کے کلام کی طرف مراجعت کی جاتی ہے اور یہی مکہ کے فقیہ اور محدث ہیں۔ (الکواکب السائرۃ ۳/۱۱۱)

عقیدہ: ۱- حضرت ابوبکر صدیق کی فضیلت باقی تین خلفا پر اور حضرت عمر کی فضیلت باقی دو خلفا پر اجماع اہل سنت سے ثابت ہے۔ اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے اور اجماع مفید قطعیت ہے۔ (الفتاوی الحدیثیہ ص ۲۰۸)

۲- اجمع اهل السنة و الجماعة على ان افضلهم العشرة المشهورة لهم بالجنة على لسان النبي الكريم في سياق واحد و افضل هؤلاء ابوبكر فعمر۔
اہل سنت و جماعت نے اجماع کیا کہ افضل صحابہ وہ دس ہیں جن کے لیے

جنت کی شہادت دی گئی زبان پاک حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک سیاق میں اور افضل ان سب کے ابوبکر ہیں پس عمر۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر ۲/۳۴۲)

۱۳۹۔علامہ محمد طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۸۶ھ)

حکیم سید عبدالحی لکھتے ہیں کہ ان کی کتاب مجمع بحار ایک ایسی کتاب ہے جس کے عالم وجود میں آنے کے بعد علما کا اس کی قبولیت پر اتفاق ہوگیا ہے اور مولف کا یہ کارنامہ اہل علم پر بہت بڑا احسان ہے۔ (نزہۃ الخواطر ۴/۳۰۱)

عقیدہ: فان قيل فما حكم من جوز ذلك فهل يكفر به او يبدع او يلام او يمدح و يحسن بحسن فهمه لدليل لاح له دون غيره من حذاق الامة و فضلاء الملة۔

قلت: ان كان المخالف من بعض للمتكلمين من اهل البدعة و هو الظاهر اذ لم يوجد في اكثر نسخ الكلام خلاف من اهل السنة فيه فللاول وجه اذا التفضيل مجمع عليه قبل ابن عبد البر و ان كان ذلك البعض من اهل السنة فللثاني وجه اذ مخالف الجمهور خصوصا اذا كان المخالف اقل قليل يبدع كمن يخالف العمل بخبر الواحد يبدع و لو سلم ان المخالف فيه جمع معتد به فلا يخلو عن الملامة فان مخالفة الجمهور لمن ليس له راى لا يحسن و اى فائدة فيه و لعله يترتب عليه مالا ما لا يحمد عواقبه و الله اعلم۔ انتهى كلامه الشريف۔

پس اگر کہا جائے کیا حکم ہے اس کا جو جائز رکھے اس تفضیل اجماعی کے خلاف کو آیا کافر کہا جائے گا یا بدعتی یا ملامت کیا جائے گا یا اس کی تعریف و تحسین ہوگی اس کی اس خوش فہمی پر کہ وہ دلیل سمجھا جو اور حاذقان امت و فاضلان ملت پر ظاہر نہ ہوئی؟ میں کہوں گا: اگر خلاف کرنے والا کوئی متکلم بدعتی ہو اور یہی ظاہر ہے کہ اکثر کتب عقائد جو دیکھی گئیں تو ان میں اس مسئلے کا خلاف کسی سنی کی

طرف نسبت نہ کیا جب تو کافر کہنے کی گنجائش ہے اس لیے کہ تفضیل پر ابن عبدالبر سے پہلے اجماع تھا اور جو یہ بعض کو سنی ٹھہرایا جائے تو اسے بدعتی کہنے کی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ مخالف جمہور کو بدعتی کہتے ہیں اور بالفرض اگر مان لیا جائے کہ اس میں خلاف کرنے والے ایک جماعت معتد بہ ہیں تاہم تشنیع وملامت سے خالی نہیں کہ مخالفت جمہور غیر ذی رائے کو خوب نہیں اور اس میں فائدہ ہی کون سا ہے اور کیا عجب کہ اس مخالفت پر بالآخر وہ باتیں مترتب ہوں جن کا انجام محمود نہ ہو۔ واللہ اعلم۔ (مجمع بحار الانوار ۵/۲۳۹)

۱۴۰۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۷۳ھ)

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ، امام، عامل، عابد، زاہد، فقیہ، محدث، اصولی، صوفی اور سالک کی تربیت کرنے والے محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے۔ انھیں حدیث سے شغف ہوا تو وہ اس میں منہمک ہو گئے اور اس فن کو اہل فن سے حاصل کیا۔ وہ فقیہ النظر اور صوفی مشرب بزرگ تھے، اقوال سلف اور مذاہب خلف کے امام تھے۔ موصوف سنت کے بڑے پابند تھے، ورع اور تقوی میں مبالغہ کرتے تھے۔

(طبقات المناوی بحوالہ شذرات الذہب ۸/ ۳۷۲-۳۷۳)

عقیدہ: انبیاے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے بعد اُمت کے اولیاے کرام میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، پھر حضرت سیدنا عمر فاروق، پھر حضرت سیدنا عثمان غنی، پھر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہم ہیں۔ (الیواقیت والجواہر ص ۳۲۸)

۱۴۱۔ شیخ تقی الدین رحمۃ اللہ علیہ

عقیدہ: ان ابا بکر افضل من سائر الامة المحمدية و سائر امم الانبياء و اصحابهم.

حضرت ابوبکر صدیق تمام اُمت محمدیہ سے اور تمام انبیا کی ساری اُمتوں اور ان کے اصحاب سے افضل ہیں۔ (الیواقیت والجواہر ص ۳۲۹)

گیارھویں صدی کے علماے کرام

۱۴۲۔ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۳۴ھ)

نواب صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد لکھتا ہے کہ

قد كان من كبراء المحدثين بالهند.

یعنی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان کے اکابر محدثین میں سے تھے۔ (ابجد العلوم ص ۵۹)

علامہ فقیر محمد جہلمی لکھتے ہیں:

آپ کا شجرۂ نسب اٹھائیس واسطوں سے حضرت عمر فاروق خلیفہ ثانی تک منتہی ہوتا ہے۔ آپ فقیہ فاضل، محدث کامل، جامع کمالات ظاہری و باطنی قطب الاقطاب، زبدۃ المقربین، مظہر تجلیات الٰہی، وارث کمالات حضرت رسالت پناہی، مصدر خوارق و کرامات، عامل سنت و جماعت، دافع بدعت وضلالت تھے۔ (حدائق الحنفیہ ص ۴۲۵)

عقیدہ: ۱- شیخ ابوالحسن اشعری نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت باقی اُمت پر قطعی ہے اور حضرت امیر (مولا علی) رضی اللہ عنہ سے بھی تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ اپنی خلافت اور مملکت کے زمانے میں جم غفیر یعنی بڑی کثیر جماعت کے سامنے فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما اس اُمت میں سب سے بہتر ہیں۔

۲- امام ربانی آگے چل کر اسی مکتوب میں مزید فرماتے ہیں:

غرض شیخین کی فضیلت ثقہ اور معتبر راویوں کی کثرت کے باعث شہرت اور تواتر

کی حد تک پہنچ چکی ہے، اس کا انکار سراسر جہالت ہے یا تعصب۔

(مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۳۶، ص ۹۳)

۲- الغرض شیخین کی افضلیت یقینی ہے اور حضرت عثمان کی افضلیت اس سے کم تر ہے، لیکن احوط یہی ہے کہ حضرت عثمان کی افضلیت کے منکر بلکہ شیخین کی افضلیت کے منکر کو بھی کفر کا حکم نہ دیں اور مبتدع اور گم راہ جانیں کیوں کہ اس کی تکفیر میں علما کا اختلاف ہے۔

(مکتوبات امام ربانی، مکتوب ۲۶۶، ص ۵۸۸)

۱۴۳۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۴ھ)

مورخ امین حنفی لکھتے ہیں:

موصوف رئیس علما اور یکتائے زمانہ عالم، راہ تحقیق اور عبارتوں کی تشریح اور توضیح میں سبقت لے جانے والے تھے۔ ان کی شہرت زیادہ تعریف کرنے سے مستغنی ہے اور ان کا نام مشہور ہے اور ہر جگہ ان کا چرچا ہے، انھوں نے بہت سے لطیف اور جلیل القدر فوائد کی جامع کتابیں لکھیں۔

(خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر، ۳/۱۸۵)

عقیدہ: وہ قول جس پر میرا اعتقاد ہے اللہ کے دین پر میرا مکمل اعتماد ہے کہ افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ قطعی ہے۔ (شرح الفقہ الاکبر، ص ۶۳)

۱۴۴۔ قاضی القضاۃ حضرت مخدوم شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ

میر عبد الواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا بہت مرتبہ و مقام بیان کیا ہے، جس سے ان کی جلالت علمی ظاہر ہوتی ہے۔

عقیدہ: کوئی بھی ولی پیغمبر کے درجہ کو نہ پہنچا جب کہ امیر المومنین ابو بکر بہ حکم حدیث انبیا کے بعد تمام اولیا سے افضل ہیں، لیکن وہ بھی پیغمبر (نبی) کے درجہ کو نہ پہنچے۔ (تمیز الاحکام بحوالہ سبع سنابل، ص ۶۳)

۱۴۵۔ میر سید عبد الواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۷ھ)

ملا عبد القادر بدایونی فرماتے ہیں کہ

شیخ عبد الواحد بلگرامی بسیار صاحب فضائل و کمالات در ریاضت و عبادت است و اخلاق سنیہ و صفات رضیہ دارد و مشرب او عالی است۔ (منتخب التواریخ، ص ۴۲۶)

عقیدہ: پس جب کہ اجماع صحابہ جو خوبیوں کا وصف رکھتے ہیں اس امر پر ہوا کہ شیخین کو فضیلت حاصل ہے اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خود بھی اس اجماع سے متفق اور اس میں شریک، تو تفضیلی اپنے اعتقاد میں ضرور غلطی پر ہیں۔ (سبع سنابل، ص ۷۳)

اہم نوٹ: سبع سنابل کے بارے میں میر غلام علی آزاد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حضرت میر عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ کی مشہور ترین کتاب سبع سنابل شریف ہے جو سلوک و عقائد کے بیان میں ہے۔ ایک بار رمضان المبارک ۱۱۳۵ھ میں مؤلف اوراق (مولانا غلام علی بلگرامی) نے دار الخلافہ شاہجہان آباد میں حضرت شاہ کلیم اللہ چشتی قدس سرہ کی زیارت کی۔ حضرت میر عبد الواحد قدس سرہ کا ذکر آیا۔ شیخ نے حضرت میر عبد الواحد بلگرامی کے مناقب و فضائل دیر تک بیان کیے۔ اور فرمایا: ایک شب میں نے مدینہ منورہ میں بستر خواب پر عالم واقعہ میں دیکھا کہ میں اور سید صبغت اللہ بروچی حسنی الکاظمی (بڑے عالم فاضل، جامع علوم نقلیہ و عقلیہ تھے) ایک ساتھ دربار اقدس رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور دیکھا کہ وہاں صحابہ کرام اور اولیائے عظام کی ایک بڑی جماعت موجود ہے اور ان میں ایک صاحب ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے تبسم اور شیریں لبی کے ساتھ باتیں فرما رہے ہیں اور ان کے حال پر نہایت توجہ اور التفات فرماتے ہیں۔ جب مجلس مبارک تمام ہو چکی تو میں نے سید صبغت اللہ سے پوچھا کہ یہ کون صاحب تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اس قدر التفات فرماتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ یہ میر عبد الواحد بلگرامی تھے اور ان

کے زیادہ احترام کا سبب یہ تھا کہ ان کی تصنیف سبع سنابل جناب رسالت مآب ﷺ کے دربار میں مقبول ہوئی۔ (ح التواریخ ج ۱ ص ۱۶۸، ماثر الکرام ص ۲۹)

۱۴۶۔ میاں محمد میر قادری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۲۰ھ)

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ مشہور صوفی اور ولی اللہ تھے۔ دارشکوہ کے مشائخ میں سے تھے۔ اللہ کی نشانیوں میں سے تھے۔

عقیدہ: اور کہا کہ علی اس امت کے اولیا ہیں۔ خاص اولیا کے سردار، متقیوں میں سے بہترین، اصحاب تجرید کے امام، ارباب تفرید کے مبدا، راسخ الاسلام، رفیق سید انام، انبیا کے سواسب کے بادشاہ، امیر المومنین ابو بکر صدیق۔

(سکینۃ الاولیا ص ۵)

۱۴۷۔ شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۵۲ھ)

شارح بخاری سید غلام علی بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

موصوف نے علوم کی اشاعت کی اور حدیث کی بالخصوص ایسی خدمت کی ہے کہ ان کی طرح متقدمین و متاخرین میں سے کسی نے بھی بلاد ہند میں نہیں کی۔

(سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان ص ۵۳)

عقیدہ: مولا علی رضی اللہ عنہ سے منقول تفضیل شیخین کے آثار کو متواتر کہا ہے۔

(تکمیل الایمان مترجم ص ۱۵)

۱۴۸۔ علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۶۷ھ)

مورخ عمر رضا کحالہ لکھتے ہیں:

فقیہ، مشارك فی انواع من العلوم۔ (معجم المؤلفین ج ۵ ص ۹۵)

علامہ فقیر محمد جہلمی لکھتے ہیں:

آپ بڑے عالم فاضل، فقیہ، محدث، مفسر خصوصاً معقولات میں طاق، یگانہ آفاق،

محسود علماے معقول ہندوستان اور صاحب تصانیف عالیہ تھے۔۔۔۔ آپ ہی ہیں جنھوں نے پہلے پہل شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو مجدد الف ثانی کے خطاب سے یاد کیا اور شیخ احمد مجدد الف ثانی نے آپ کو آفتاب پنجاب کا لقب دیا۔

(حدائق الحنفیہ ص ۴۳۵)

عقیدہ: واللہ ما طلعت شمس و لا غربت بعد النبیین و المرسلین علی رجل افضل من ابی بکر کے تحت لکھتے ہیں:

فهذه القصة تدل علی ان المراد افضلية مطلقا لا مساواته كما لا يخفى.

یعنی یہ واقعہ اس بات پر دلالت کرتا ہے اس حدیث سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت مطلق مراد ہے نہ مساوات جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے۔ (حاشیہ سیالکوٹی علی شرح المواقف ص ۲۹۸)

۱۴۹۔ امام شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۶۹ھ)

زرکلی لکھتے ہیں:

قاضی القضاۃ و صاحب التصانیف فی الادب و اللغة۔

(الاعلام ج ۱ ص ۲۳۸)

علامہ فقیر محمد جہلمی لکھتے ہیں:

آپ فرید العصر، وحید الدہر، اپنے زمانے میں بدر سماے عالم اور نیر افق نثر و نظم، فاضل متفق علیہ تھے۔ (حدائق الحنفیہ ص ۴۳۶)

عقیدہ: اما تخصيص ابی بكر فلانه الصديق الاكبر الذی سبق الناس كلهم لتصديقه ﷺ ولم يصدر منه غيره قط۔

یعنی ابو بکر کی تخصیص اس لیے کہ وہ صدیق اکبر ہیں اور جو تمام لوگوں میں آگے ہیں، کیوں کہ انھوں نے جو حضور ﷺ کی تصدیق کی وہ کسی کو حاصل نہیں۔

(نسیم الریاض ج ۱ ص ۱۳۲ مطبوعہ دار الفکر)

۱۵۰۔ علامہ عبدالرحمن بن محمد شیخ زادہ (م ۱۰۷۸ھ)

آپ قاضی القضاۃ تھے۔ (سفینۃ المفتی ص ۲۰۹)
زرکلی لکھتا ہے: فقیہ حنفی۔ (الاعلام ۳/۳۳۲)

عقیدہ: الرافضی ان فضل علیا فھو مبتدع.
رافضی اگر مولا علی رضی اللہ عنہ کو (شیخین کریمین اور عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم) پر فضیلت دے تو وہ بدعتی ہے۔ (مجمع الانہر ۱/۳۲۲ و ۳/۳۶۵)

۱۵۱۔ بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ بدرالدین سرہندی ایک مشہور صوفی اور مجدد الف ثانی کے شاگردوں میں سے لائق شاگرد تھے۔

عقیدہ: حضرت ابو بکر صدیق علم باطن میں علم باللہ کی وجہ سے اولیائے امت میں اکمل وافضل اور سب سے زیادہ عالم ہیں بل کہ پیغمبروں کے بعد تمام صدیقوں سے زیادہ کامل اور صدیق اکبر ہیں۔ اکابر اہل بصیرت قدس اللہ تعالیٰ ارواحھم کا اس بات پر اتفاق ہے۔ (حضرات القدس ج ۱ ص ۳۸)

○○○

بارھویں صدی کے علمائے کرام

۱۵۲۔ علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۰۹ھ)

عمر رضا کحالہ لکھتے ہیں:
محدث، مؤرخ، نسابہ، صوفی۔ (معجم المؤلفین ۱۲/۵۶)

عقیدہ: الاجماع علی فضیلۃ سیدنا ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی سائر الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم.
ہمارے آقا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے تمام صحابہ سے افضل ہونے پر اجماع ہے۔
(مطالع المسرات اردو ص ۲۹۰)

۱۵۳۔ امام المحدثین علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۲۲ھ)

علامہ زرکلی لکھتے ہیں: خاتمۃ المحدثین بالدیار المصریۃ. (الاعلام ج ۶ ص ۱۸۴)

عقیدہ: قطب تمام مقاماتِ ولایت کا جامع و مدار اور اپنے زمانہ میں سب اولیا کا سردار ہوتا ہے۔ اور جمہور اولیا کے نزدیک پہلے قطب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر صدیق ہیں، پھر حضرت عمر فاروق، پھر حضرت عثمان اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم۔
(الرائحۃ العنبریۃ ص ۲۴)

۱۵۴۔ سید عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۳۲ھ)

امام سجلماسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے دوستوں اور خاص ساتھیوں سے اس کا (حضرت سید دباغ رحمہ اللہ کے فرمودات کا) ذکر کرتا جو کوئی سنتا تعجب کرتا اور کہتا کہ ایسے بے

مثل حقائق و معارف ہمارے کانوں میں کبھی نہیں پڑے ۔ (الابریز ص ۹۳)

عقیدہ: ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد ابو بکر صدیق تمام اُمت کے سید العارفین اور امام الاولیا ہیں اور ہم کئی بار آپ کی زبان مبارک سے یہ بھی سن چکے ہیں کہ اُمت محمدیہ ﷺ میں کوئی شخص معرفت الٰہیہ میں ابو بکر کی برابری نہیں کر سکتا اور اولیا اور صالحین میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو ابو بکر کی طرح باطن نبی کو جانتا ہو اور وہی سید العارفین امام المحبین ہیں ۔ (الابریز ص ۲۰۵)

۱۵۵۔ امام محمد بن عبد الہادی السندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۳۸ھ)

مورخ عمر رضا کحالہ لکھتے ہیں:

آپ ایک بلند پایہ محدث، حافظ، مفسر اور عظیم فقیہ تھے ۔ (معجم المولفین ج ۱۰ ص ۲۶۲)

عقیدہ: ان امرہ ﷺ بامامة ابی بکر بناء علی انه کان اعلم و افضل من غیرہ.

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کروانے کا حکم اس بنا پر تھا کہ آپ تمام صحابہ سے اعلم و افضل تھے ۔

(حاشیۃ السندی علی صحیح البخاری تحت باب اہل العلم و الفضل احق بالامامۃ، جلد ۱ صفحہ ۱۱۹)

۱۵۶۔ علامہ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۴۳ھ)

علامہ زرکلی لکھتے ہیں:

عالم بالدین و الادب، مکثر من التصنیف متصوف.

(الاعلام ج ۴ ص ۳۲)

علامہ فقیر محمد جہلمی لکھتے ہیں:

آپ عالم، محقق، فاضل اور مدقق تھے ۔ علوم و فنون اپنے ملک کے علماء و فضلا سے حاصل کیے اور اپنے چشمہ فیض سے ایک جماعت کثیر کو سیراب کیا ۔

(حدائق الحنفیہ ص ۴۵۸)

عقیدہ: صدیق اکبر جو تمام اُمت محمدیہ ﷺ سے افضل ہیں ۔ (الرائحۃ العنبریہ ص ۲-۲۳)

۱۵۷۔ امام عجلونی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۶۲ھ)

مورخ عمر رضا کحالہ لکھتے ہیں: شافعی، مورخ، محدث، مفسر، نحوی ۔ (معجم المولفین ۲/۲۹۲)

عقیدہ: اجماع اهل السنة.

یعنی تفضیل شیخین پر اجماعِ اہل سنّت ۔ (کشف الخفاء ۱/۲۰۵)

۱۵۸۔ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۷۴ھ)

میر شیر علی قانع لکھتے ہیں کہ مخدوم ضیاء الدین کی شاگردی کی برکت سے یہ علمائے وقت سے افضل اور مشہور ہوئے ۔ مخدوم محمد معین وغیرہم جیسے علمائے وقت سے ان کی مخالفت رہا کرتی تھی، لیکن اس کے باوجود مذہب اہل سنّت و جماعت کی تقویت اور دین متین کی رسومات کے احیا میں اپنی نظیر آپ تھے ۔ ان کے زمانے میں ان کی کوششوں سے ایسے بڑے بڑے کام سرانجام ہوا کرتے تھے جو دین حق کی تائید کا سبب ہوتے تھے..... غرض ان کا وجود غنیمت تھا ۔ (تحفۃ الکرام ص ۶۹۶)

عقیدہ: ان الحق ان مسئلة الافضلية قطعية ثابتة بالتواتر و الاجماع.

یعنی حق یہی ہے کہ مسئلہ تفضیل قطعی ہے جو کہ تواتر اور اجماع سے ثابت ہے ۔

(الطریقۃ المحمدیہ فی حقیقۃ القطع بالافضلیۃ ص ۸)

مذکورہ بالا کتاب میں علامہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ تفضیل کو ظنی ماننے والوں کا تفصیلی رد فرمایا ہے ۔ یہ کتاب ان شاء اللہ اُردو ترجمہ اور راقم کی تحقیق کے ساتھ عن قریب چھپے گی ۔

۱۵۹۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ)

علامہ عبد الحی فرنگی محلی لکھتے ہیں کہ ان کی تصانیف اس امر پر شاہد ہیں کہ وہ جلیل القدر، عظیم المرتبت اور بڑے علما میں سے تھے ۔ (التعلیق الممجد ص ۲۶)

عقیدہ: افضلیت شیخین در ملت اسلامیہ قطعی است.

ملت اسلامیہ میں افضلیت شیخین کا مسئلہ قطعی ہے ۔ (قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین ص ۲۶)

۱۶۰۔ امام ابو العون محمد بن احمد سفارینی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۸۸ھ)

علامہ زرکلی لکھتے ہیں:

عالم بالحدیث والاصول والادب، محقق۔ (الاعلام ج ۶ ص ۱۴)

عقیدہ ۱: ترتیبهم فی الافضلیة علی ترتیبهم فی الخلافة و هذا قول عامة اهل السنة.

یعنی افضلیت میں ان کی ترتیب خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے اور یہ اکثر اہل سنت کا قول ہے۔ (لوامع الانوار البھیہ ۱/۳۵۵)

۲ اجمع اهل السنة و الجماعة علی ان افضل الصحابة و الناس بعد الانبیاء علیهم الصلاة و السلام ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی ثم سائر العشرة.

اہل سنت و جماعت کا اس بات پر اجماع ہے کہ سب صحابہ اور لوگوں سے افضل بعد انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام حضرت ابو بکر، پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان، پھر حضرت علی اور پھر حضرات عشرہ مبشرہ ہیں رضی اللہ عنہم۔

(لوامع الانوار البھیہ، فصل فی ذکر الصحابہ، جلد ۲، صفحہ ۳۱۲)

۱۶۱۔ مولانا فخر الدین چشتی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۹۹ھ)

شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: برادر دینی جوہر حق گزینی، سالک راہ خدا جوئی ملازم طریقہ صدق گوئی، مقبول جناب مولانا علی جنات خلائق مآب و بالفضل اولانا فخر الملۃ و الدین محمد فخر الدین قدس سرہ الامجد۔ (تفسیر عزیزی ص ۱۰)

عقیدہ: لوگوں میں سب سے بزرگ بعد وجود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابو بکر صدیق بن ابی قحافہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر ابن خطاب ہیں، ان کے بعد حضرت عثمان ابن عفان ہیں، ان کے بعد حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم ہیں۔ (عقائد نظامیہ ص ۳۵)

تیرھویں صدی کے علمائے کرام

۱۶۲۔ محدث مخدوم عبد الواحد سیوستانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۲۴ھ)

پیر محمد ابراہیم جان سرہندی لکھتے ہیں: فقہی مسائل کی تشریح اور بے مثال طرز استدلال کو دیکھ کر دل چاہتا ہے کہ انھیں نعمان ثانی کہا جائے۔ (مقدمہ اصدق التصدیق ص ۱۱)

عقیدہ: یہ رسالہ (اصدق التصدیق بافضلیة الصدیق) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے بارے میں ہے جیسا کہ خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے آپ کے افضل اور بہتر ہونے کے بارے میں ایسی وضاحت ثابت ہے۔

(اصدق التصدیق ص ۱۴)

۱۶۳۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقش بندی (م ۱۲۲۵ھ)

علامہ عبد الحی حسنی لکھتے ہیں:

الشیخ الامام العالم الکبیر العلامة المحدث.

(نزہۃ الخواطر ج ۷ ص ۹۳۲)

علامہ فقیر محمد جہلمی لکھتے ہیں:

آپ شیخ جلال الدین کبیر اولیائے چشتی کی اولاد میں سے تھے جن کا نسب حضرت عثمان کی طرف منتہی ہوتا ہے۔ آپ فقیہ، محدث، محقق، مدقق، منصف مزاج، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور فقہ و اصول میں بہ مرتبہ اجتہاد ہوئے تھے۔ علم تفسیر و کلام اور تصوف میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ صفائی ذہن و جودت طبع و قوت فکر

اور سلامتی عقل زائد الوصف حاصل تھی۔ (حدائق حنفیہ ص ۴۸۳)

عقیدہ: چوں کہ بعض سلف سے ایسے اقوال منقول ہیں جو کہ صدیق اکبر پر مولا علی رضی اللہ عنہ کی تفضیل کے موہم ہیں ہم ان اقوال کے ظاہر سے صرف نظر کریں گے کیوں کہ قوی ادلہ کا تقاضا ہے کہ شیخین افضل ہیں ہاں ان مبہم اقوال سے یہ ضرور ثابت ہو جائے گا کہ غیر خلفائے ثلاثہ پر مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو افضلیت حاصل ہے۔ (الصارم المسلول ص ۴۳۵)

۱۶۴۔ بحر العلوم ملک العلما علامہ عبد العلی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۲۵ھ)

مولوی فقیر محمد جہلمی صاحب لکھتے ہیں:

عالم محقق، فاضل مدقق، جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول، صاحب طریقت و معرفت تھے۔ (حدائق الحنفیہ ص ۴۸۴)

عقیدہ: اما الشیعة الذین یفضلون علیا علی الشیخین و لا یطعنون فیهما اصلا کالزیدیة فتجوز خلفهم الصلوة لکن یکره کراهة شدیدة.

وہ شیعہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شیخین رضی اللہ عنہما پر تفضیل دیتے ہیں اور شیخین کی شانِ پاک میں اصلاً طعن نہیں کرتے جیسے زیدیہ؛ ان کے پیچھے نماز جائز تو ہے، لیکن سخت کراہت کے ساتھ مکروہ۔ (اس سے کراہت تحریمی ثابت ہوئی۔)

(ارکان اسلام ص ۲۸۵)

۱۶۵۔ امام عبد العزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۴۱ھ)

حضرت علامہ محمد اعظم سعیدی لکھتے ہیں: مجدد کبیر شیخ پرہاروی ایک ہمہ گیر شخصیت کے حامل تھے۔ آپ کے قلم میں فقہا کی شدت تھی اور محققین کی طرح جدت جوتھی۔ ذہن مجتہدانہ تھا۔ سوچ مفکرانہ تھی۔ آپ کے علمی تفوق اور ادلہ قاہرہ کے شہ پارے ہمیں آپ کی تصنیف انیق

''نبراس'' اور ''کبریت احمر'' میں جابجا نظر آتے ہیں جہاں حکمائے فلاسفہ اور متکلمین بھی بونے نظر آتے ہیں۔ (مقدمہ ترجمہ الناہیہ ص ۸)

عقیدہ: اس اجماع کو ظنی کہنا اسلاف سے بدظنی ہے، اصل بات یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین افضلیت شیخین پر متفق اس لیے ہوئے ہیں کہ انھوں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس موضوع پر واضح احادیث سن لی تھیں لہٰذا اب ظن کہاں رہا۔ (مرام الکلام ص ۴۷)

۱۶۶۔ امام فضالی شافی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۳۶ھ)

عمر رضا کحالہ لکھتے ہیں:

الشافعي، متكلم، فقيه من اهل مصر اخذ عنه ابراهيم الباجوري. (معجم المؤلفین ۱۰/۶۰)

عقیدہ: و یجب اعتقاده ان اصحابه ﷺ افضل القرون ثم التابعون ثم اتباع التابعین و افضل الصحابة ابوبکر فعمر فعثمان فعلی علی هذا الترتیب.

اور واجب ہے اعتقاد رکھنا اس بات کا کہ اصحاب رسول ﷺ کا قرن تمام قرون سے افضل ہے پھر تابعین پھر تبع تابعین اور افضل صحابہ ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم اسی ترتیب پر۔ (کفایۃ العوام ص ۱۸۵)

۱۶۷۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۳۹ھ)

شیخ محسن بن یحییٰ ترہتی شاگرد علامہ فضل حق خیر آبادی لکھتے ہیں کہ آپ کمال اور شہرت کے ایسے مقام کو پہنچے کہ تم دیکھتے ہو لوگ بلاد ہند میں اپنا ان سے انتساب کرنا فخر سمجھتے ہیں بل کہ اپنے آپ کو ایسے رشتے میں منسلک کرنے میں جو ان کے شاگردوں پر منتہی ہوتا ہے، قابل فخر خیال کرتے ہیں۔ ان کے خصائل حمیدہ اور اخلاق فاضلہ ایسے ہیں کہ جس میں ان

کے عام ہم عصر ان سے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتے۔ (الیانع الجنی، ص ۷۸)

عقیدہ: دوم فرقہ شیعہ تفضیلیہ کہ جناب مرتضوی را بر جمیع صحابہ تفضیل می دادند و ایں فرقہ از اوناے تلامذہ آں لعین شدند و شمہ از وسوسہ او قبول کردند جناب مرتضوی در حق ایں ہا تہدید فرمودند کہ اگر کسے را خواہم شنید کہ مرا بر شیخین تفضیل می دہد او را حد افترا کہ ہشتاد چابک ست خواہم زد۔

دوم فرقہ شیعہ تفضیلیہ: یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ پر فضیلت دیتے ہیں اور یہ فرقہ آپ کے ملامت شدہ ادنیٰ درجہ کے تلامذہ میں سے تھا یہ شیطان کے وسوسوں میں مبتلا ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اس فرقے کے بارے میں لوگوں کو ڈراتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر میں نے کسی کو سن لیا کہ اس نے مجھے شیخین پر فضیلت دی تو میں اسے حد مفتری اسی کوڑے ماروں گا۔ (تحفہ اثنا عشریہ، ص ۱۳)

۱۶۸۔ فاضل سید ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۵۲ھ)

علامہ زرکلی لکھتے ہیں:

فقیہ الدیار الشامیۃ و امام الحنفیۃ فی عصرہ۔ (الاعلام ج ۶ ص ۴۲)

عقیدہ: اذا کان یفضل علیا او یسب الصحابۃ فانہ مبتدع لا کافر۔
جب کہ مولا علی رضی اللہ عنہ کی تفضیل مانے یا صحابہ کو برا کہے تو وہ بدعتی ہے نہ کہ کافر۔
(رد المحتار، ۶/۳۲۱)

۱۶۹۔ علامہ ابراہیم بن محمد باجوری (م ۱۲۷۷ھ)

مؤرخ زرکلی لکھتے ہیں:

شیخ جامع الازہر، من فقہاء شافعیۃ۔ (الاعلام ۱/۷۱)

عقیدہ: و افضل الصحابۃ ابو بکر الخ ہذا ما علیہ اہل السنۃ۔
یہ جو ماتن نے افضل صحابہ ابو بکر کو کہا، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی رضی اللہ عنہم یہی عقیدہ

ہے اہل سنت کا۔ (تحقیق المقام شرح کفایۃ العوام ص ۱۸۵)

۱۷۰۔ خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۰ھ)

عقیدہ: میں نے (مرتب ملفوظات: سید محمد سعید) نے سوال اٹھایا کہ خلفاے اربعہ کی فضیلت مساوی ہے یا بالترتیب؟

خواجہ شمس العارفین نے فرمایا:

ان کی فضیلت بالترتیب ہے اور ثبوت میں "فقہ اکبر" کے حوالے سے یہ حدیث پڑھی:

افضل الناس من بعدی ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی۔
میرے بعد لوگوں میں سب سے افضل ابو بکر ہیں، اس کے بعد عمر، پھر عثمان، پھر علی رضی اللہ عنہم۔

میں نے عرض کیا کہ صوفیہ کے مسلک میں اپنے شیخ کو دوسرے شیوخ سے افضل سمجھا جاتا ہے چوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی پیر طریقت ہیں اس لیے ان کو اصحاب ثلاثہ پر فوقیت دینا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد ہوا:

سالک کے عقیدے میں خلفاے اربعہ کی فضیلت بالترتیب ہے اور بعد کے تمام بڑے بڑے مشائخ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضلیت حاصل ہے۔ (مرآۃ العاشقین، مترجم ص ۴۲)

○○○

چودھویں صدی کے علمائے کرام

۱۷۱۔ سید السادات احمد زینی دحلان مکی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۴ھ)

علامہ عمر رضا کحالہ لکھتے ہیں:

فقيه، مؤرخ، مشارك في انواع من العلوم، مفتي شافعية بمكة.

(معجم المؤلفين ج ۱ ص ۲۲۹)

عقیدہ: قال العلماء: هذا الحديث اوضح دلالة على ان الصديق افضل الصحابة على الاطلاق و اعلمهم و احقهم بالخلافة و اولاهم بالامامة.

یعنی علما نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث زیادہ واضح طور پر دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ بے شک صدیق اکبر تمام صحابہ کرام سے علی الاطلاق افضل اور اعلم اور خلافت کے زیادہ حق دار اور امام کے زیادہ لائق ہیں۔

(فتح المبین فی فضائل الخلفاء الراشدین ص ۶۰)

۱۷۲۔ علامہ سید احمد علوی رحمۃ اللہ علیہ

عقیدہ: علامہ سید احمد علوی نے سندھ کے مشہور عالم دین محمد نذیر معروف بہ نذیر احمد خاں کے فتوے "اس سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے نزدیک بھی ترتیب وار زیادہ کم فضیلت ان خلفا کی ہی ہے پس جو کوئی یہ ترتیب (حضرت ابو بکر صدیق، پھر حضرت عمر فاروق، پھر حضرت عثمان اور پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم) نہ سمجھے گا اور سب کو برابر سمجھے گا تو مخالف رسول اللہ ﷺ وصحابہ کرام واجماع اہل سنت و جماعت کے ہوکر خارج دائرہ اہل

سنت وجماعت سے ہوگا" کی تائید اور دستخط کیے ہیں۔ (قوی قلمی)

۱۷۳۔ فقیہ الہند شاہ محمد مسعود محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۹ھ)

عقیدہ: اور قائل ظنیت (سیدنا ابو بکر صدیق) کا یہ مطلب ہے کہ ثبوت تفضیل شیخین دلیل ظنی سے ہے۔ (اس کا) مطلب نہیں ہے کہ ان اکابر کو تفضیل شیخین میں ظن ہے بلکہ یقیناً ان کے نزدیک تفضیل شیخین کی ہے۔ (فتاوی مسعودی ص ۹۳)

۱۷۴۔ حضرت شاہ ابو الحسین نوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۴ھ)

مولانا شاہ سلامت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے علوم ظاہری کی ابتدا کی اور حضرت مولانا انوار فرنگی محلی اور مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی جیسے اکابر علما سے علم کی تکمیل کی۔ (تاریخ خاندان برکات ص ۱۷)

عقیدہ: امت محمدیہ میں سب سے افضل صدیق اکبر ہیں، پھر عمر فاروق اعظم، پھر عثمان بن عفان، پھر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔ (سراج العوارف ص ۷۳)

۱۷۵۔ مولانا حسن رضا خان حسنؔ بریلوی

شہنشاہ سخن استاذ زمن، برادر امام احمد رضا خان بریلوی تلمیذ داغ دہلوی

عقیدہ: حدیث مرتضوی: دارقطنی حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ سرور عالم ﷺ کے صحابی اور امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے مقرب بارگاہ تھے اور جناب امیر انہیں واہب الخیر فرمایا کرتے، روایت کرتے ہیں:

انه كان يرى ان عليًا افضل الامة فسمع اقواما يخالفونه فحزن حزنا شديدا فساله علي بعد ان اخذ يده و ادخله بيته ما احزنك يا ابا جحيفة؟ فذكر له الخبر. فقال له: الا اخبرك بخير الامة خيرها ابو بكر ثم عمر. قال ابو جحيفه: فاعطيت الله تعالى عهدا ان لا اكتم هذا الحديث بعد ان شافهني به علي ما بقيت.

یعنی ان کے اعتقاد میں تھا کہ جناب امیر افضل امت ہیں، پھر لوگوں کو اپنے خلاف

کہتے سنا تو انھیں سخت رنج ہوا۔ جناب مرتضوی ان کا ہاتھ پکڑ کر دولت خانۂ اسد اللّٰہی میں لے گئے اور غم کی وجہ پوچھی۔ انھوں نے کیفیت عرض کی۔ فرمایا: کیا تمھیں خبر نہ دوں کہ بہترین اُمت کون ہے؟ ابوبکر ہیں، پھر عمر۔

ابوجحیفہ فرماتے ہیں: مَیں نے خدا سے عہد کیا کہ جب تک زندہ رہوں گا، اس حدیث کو نہ چھپاؤں گا بعد اس کے کہ خود جناب امیر نے میرے روبرو ایسا ارشاد فرمایا۔

فائدہ: یہاں سے خوب دفع ہوگیا وہم ان نادانوں کا جو اس قسم کے کلماتِ مرتضویہ کو تواضع پر محمول کرتے ہیں کہ اگر تفضیل مرتضوی حق تھی تو اپنے ایک سچے دوست کے سچے عقیدہ کو بدل دینا اور اس اہتمام کے ساتھ الگ لے جا کر -معاذ اللہ- غلط بات تعلیم فرمانا کون سی تواضع ہے۔ (تحرکِ مرتضوی ص ۶)

۱۷۶۔ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۰ھ)

مجدد مائۃ رابع عشر۔ پاک و ہند کا سوادِ اعظم انھیں اپنا امام تسلیم کرتا اور ان سے فکری و اعتقادی نسبت رکھتا ہے۔

عقیدہ ۱: شیخین کریمین کی افضلیت پر جب اجماعِ قطعی ہوا تو اس کے مفاد یعنی تفضیل شیخین کی قطعیت میں کیا کلام رہا؟ ہمارا اور ہمارے مشائخ طریقت و شریعت کا یہی مذہب ہے۔ (مطلع القمرین ص ۸۱)

۲ خود حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے بار بار اپنی کرسی مملکت و سطوت خلافت میں افضلیت مطلقہ شیخین رضی اللہ عنہما کی تصریح فرمائی اور یہ ارشاد ان سے بہ تواتر ثابت ہوا کہ اسی سے زیادہ صحابہ و تابعین نے اسے روایت کیا۔ اور فی الواقع اس مسئلہ کو جیسا حق مآب مرتضوی نے صاف صاف واشگاف بہ کرات و مرات جلوات و خلوات و مشاہد عامہ و مساجد جامعہ میں ارشاد فرمایا دوسروں سے واقع نہیں ہوا۔

(اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والآل والاصحاب ص ۲۱)

نوٹ: منتہی التفصیل لمبحث التفضیل اور اس کی تلخیص مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین اور الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدۂ افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر مستقل کتابیں ہیں۔

۱۷۷۔ علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۰ھ)

علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری مدظلہ لکھتے ہیں:

استاذ الاساتذہ مولانا الحاج عطا محمد چشتی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا کہ شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی، امام احمد رضا بریلوی اور علامہ نبہانی رحمہم اللہ کا وصف مشترک یہ تھا کہ انھوں نے اپنی پوری زندگی حضور نبی اکرم ﷺ کے عشق و محبت میں بسر کی اور تاحیات عشقِ رسولِ مقبول ﷺ کا درس دیتے رہے۔ (نور نور چہرے، ص ۲۷۹)

عقیدہ: اہل سنت و جماعت کا افضلیت شیخین پر اجماع ہے اس لیے شریعت کی پیروی اور دین کی سلامتی کا یہ تقاضا ہے کہ شیخین رضی اللہ عنہما کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر فضیلت دی جائے اور اہل بیت کرام کے لیے تو یہ زیادہ حق بنتا ہے کہ وہ اس حق مبین کی اتباع کریں۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور ہمیں ان کی برکتوں سے نفع دے!

(الاسالیب البدیعۃ فی فضل الصحابۃ واقناع الشیعۃ ص ۹۶)

۱۷۸۔ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۶ھ)

ہندوستان کے دیگر علما مولانا محمد اشرف علی تھانوی، مولانا انور شاہ کاشمیری، مولانا رحمت اللہ مہاجر مکی، مولانا فضل حق رام پوری آپ کے کمالاتِ علمیہ کے مداح تھے۔

(مقدمہ فتاویٰ مہریہ ص پ)

عقیدہ: لہٰذا خلافت ان کی خلافت راشدہ ٹھہری جس میں خلیفہ کا افضل ہونا ضروری سمجھا گیا ہے۔ (تصفیہ مابین سنی و شیعہ ص ۲۳)

۱۷۹۔ صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۷ھ)

عقیدہ: اہل سنّت و جماعت کا اجماع ہے کہ انبیائے کرام کے بعد تمام عالم سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق ہیں، اُن کے بعد حضرت عمر، اُن کے بعد حضرت عثمان اور اُن کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہم۔ (سوانح کربلا، ص ۳۸)

۱۸۰۔ صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۷ھ)

عقیدہ: بعد انبیاء و مرسلین تمام مخلوقاتِ الٰہی انس و جن و ملک سے افضل صدیق اکبر ہیں، پھر فاروق اعظم، پھر عثمان غنی، پھر مولیٰ علی رضی اللہ عنہم۔ (بہار شریعت، ۱/۲۴۱)

۱۸۱۔ علامہ ظہور احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ

عقیدہ: ہم بھی چشتی نظامی ہیں اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہمارے روحانی پیشوا ہیں مگر حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی کے ارشادات کی بنا پر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افضل البشر بعد الانبیاء ماننے پر مجبور ہیں۔ (مضمون: افضل البشر بعد الانبیاء، ماہنامہ شمس الاسلام، بھیرہ، جنوری ۱۹۳۴ء)

۱۸۲۔ مولانا محمد کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۶ء)

عقیدہ: یہ آیت پکار کر کہتی ہے کہ فضیلت میں مہاجرین دوسرے صحابہ کرام پر فائق ہیں اور پھر مہاجرین میں سب سے بڑا رتبہ اس شخص کا ہے جو سب سے اسبق فی الھجرۃ مع الرسول ﷺ ہے۔ جانتے ہو وہ شخص کون ہے؟ ابو بکر صدیق ہے جو بحکم اس آیت کریمہ کے افضل الصحابہ ہیں۔

(آفتاب ہدایت رد رفض و بدعت، ص ۳۲)

۱۸۳۔ علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۸ء)

عقیدہ: یہ آیتیں بالاتفاق حضرت صدیق اکبر کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ ان میں صراحت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق اتقی ہیں، جو اتقی ہو وہ اللہ کے نزدیک

اکرم ہے۔ چناں چہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔

اور جو اکرم ہو وہ افضل ہوتا ہے۔ پس حضرت ابو بکر صدیق باقی اُمت سے افضل ثابت ہوئے۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۲۹)

۱۸۴۔ محدثِ اعظم محمد سردار احمد لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۲ھ)

عقیدہ: مگر فضیلت کلیہ مطلقہ تمام صحابہ کرام پر بلکہ تمام نبیوں کے امتیوں پر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اکبر و حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم کو ہے۔ یہ اہل سنّت کا عقیدہ ہے۔ (فتاوی محدث اعظم، ص ۱۳۲)

۱۸۵۔ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۱ھ)

عقیدہ: بعد انبیاء ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بڑا پرہیزگار ہونا بھی قرآن سے ثابت ہے اور بڑے پرہیزگار کا افضل ہونا بھی قرآن سے ثابت ہے لہٰذا افضلیت صدیق قطعی ہے اس کا منکر گمراہ ہے۔ (تفسیر نور العرفان، تفسیر سورہ لیل، آیت: ۱۵، ص ۹۸۳)

۱۸۶۔ مولانا شاہ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ

عقیدہ: سب سے افضل و اکرم عند اللہ و عند المسلمین امیر المومنین سیدنا ابو بکر صدیق ہیں، پھر ان کے بعد امیر المومنین سیدنا عمر فاروق ہیں پھر ان کے بعد سیدنا عثمان غنی، پھر ان کے بعد سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم ہیں۔

(توضیح العقائد، ص ۸۵)

۱۸۷۔ مفتی محمد ریاض قادری رحمۃ اللہ علیہ

عقیدہ: اسی ترتیب کے مطابق انبیاء و مرسلین کے بعد تمام مخلوقات انس و جن و ملک سے افضل حضرت صدیق اکبر ہیں، پھر عمر فاروق، پھر عثمان غنی، پھر مولا علی

ﷺ۔ (ریاض شریعت ص ۱۸)

۱۸۸۔ فقیہ اعظم علامہ مفتی نور اللہ نعیمی بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۰۳ھ)

عقیدہ: اہل سنّت و جماعت کا یہ عقیدہ اظہر من الشمس ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما بعد الانبیاء والرسل افضل البشر ہیں اور یوں ہی حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ صحابی اور واجب الاحترام ہیں۔ لہٰذا ایسے شخص کے پیچھے سنّی کی نماز مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہے۔ (فتاویٰ نوریہ کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۲۰)

۱۸۹۔ شارحِ بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ

عقیدہ: انبیاء و مرسلین کے بعد تمام مخلوقات الٰہی جن و انس و ملائکہ سے افضل صدیق اکبر، پھر فاروق اعظم، پھر عثمان غنی، پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔ (دین مصطفیٰ ص ۱۶۲)

۱۹۰۔ غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

عقیدہ: شیخین کریمین سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا عمر فاروق کی تفضیل جمیع صحابہ کرام پر اہل سنّت کا اجماعی (متفق علیہ) عقیدہ ہے۔ اس عقیدے کا مخالف سنّی نہیں ہے۔ اس لیے اس کی اقتدا (اسے امام بنانا) بھی جائز نہیں ہے۔

۹ راگست ۱۹۶۹ء

۱۹۱۔ ابوالریان مفتی محمد رمضان

عقیدہ: جو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیتا ہے وہ تفضیلی شیعہ ہے، ضال مضل گم راہ اور گم راہی پھیلانے والا ہے وہ ہرگز اہل سنّت سے نہیں ہے ایسے شخص کو امام بنانا ہرگز جائز نہیں۔ اکتوبر ۱۹۶۹ء

۱۹۲۔ علامہ سید ابوالبرکات احمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۸ء)

الجواب صحیح و صواب و المجیب النسیب مصیب و مثاب۔

۱۹۳۔ علامہ پیر سید جلال الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھکھی شریف

عقیدہ: الجواب صحیح و خلافہ قبیح۔

۱۹۴۔ مفتی سید محمد افضل حسین شاہ فیصل آبادی رحمۃ اللہ علیہ

عقیدہ: حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو افضل بتانے والا شخص ہرگز اہل سنّت و جماعت سے نہیں بل کہ گم راہ و بد مذہب ہے۔ اس کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے پڑھی ہوئی تمام نمازوں کا اعادہ واجب ہے۔ "شرح فقہ اکبر" میں ملا علی قاری امام ابومنصور سے نقل کرتے ہیں جو اکابر شوافع سے ہیں انھوں نے فرمایا کہ اہل سنّت و جماعت کا اس پر اجماع و اتفاق ہے کہ سب صحابہ سے افضل حضرت ابوبکر صدیق ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے افضل سمجھنے والا چوں کہ مبتدع اور فاسق فی العقیدہ ہے لہٰذا اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہے جیسا کہ غنیہ، صغیری، مراقی، طحطاوی اور در مختار میں ہے واللہ اعلم

۱۷ شوال ۸۹ ۱۳ھ

۱۹۵۔ مفتی غلام رسول نقش بندی جماعتی

عقیدہ: اہل سنّت و جماعت کے مسلمات سے ہے کہ امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے افضل ہیں۔ علمائے اہل سنّت و اکابرین نے تصریح فرمائی ہے کہ

من علامات اهل السنة والجماعة تفضيل الشيخين.

شرح فقہ اکبر، شرح عقائد میں ہے:

على هذا الترتيب وجدنا السلف.

شیخین کریمین تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں جو شیخین کی فضیلت مذکورہ کا منکر ہے

وہ اہل سنّت و جماعت سے خارج ہے وہ اہل سنّت و جماعت سے ہرگز نہیں ہوسکتا۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو ان سے افضل سمجھنے والا بدمذہب اور مبتدع ہے جیسا کہ بحرالرائق میں ہے۔

شامی میں ہے کہ مبتدع کے پیچھے ہر حال میں نماز مکروہ ہے۔

فتاوی رضویہ میں ہے:

الصلوۃ خلفھم تکرہ کراھۃ شدیدۃ۔

یعنی تفضیلیوں کے پیچھے نماز پڑھنی سخت مکروہ ہے۔ ایسے شخص کو نماز میں امام بنانا گناہ ہے اس کو معزول کردیں۔ ۲۴ دسمبر ۱۹۷۱ء

۱۹۶۔ علامہ پیر سید اختر حسین شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

جواب ہمارے دین وفقہ کے عین مطابق ہے۔

۱۹۷۔ علامہ پیر سید محمد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کراچی

عقیدہ: حضرات علمائے کرام نے جو جوابات دیے ہیں وہ حق وصواب ہیں یعنی حضرت ابوبکر بعد الانبیا تمام انسانوں سے افضل پھر حضرت عمر فاروق افضل ہیں جو اس کا قائل نہیں اہل سنّت نہیں۔ حضرت امیر معاویہ عادل ثقہ صحابی ہیں یوں تو کل صحابی عدول ہیں ان کا بے ادب خدا ورسول کا بے ادب ہے۔

۱۹۸۔ علامہ پیر سید محمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کرماں والا شریف

عقیدہ: مجھے مذکورہ بالا تحقیقات علمائے اہل سنّت سے کامل اتفاق ہے۔

۱۹۹۔ حضرت سید محمد خادم حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ، چورہ شریف

عقیدہ: جواب علمائے کرام حق وصواب ہے۔ یعنی میں متفق ہوں کہ یہی اہل سنّت و جماعت کا مذہب ہے۔ اس کا مخالف اہل سنّت سے خارج ہے، امامت کے لائق بھی نہیں ہے۔

۲۰۰۔ شارحِ بخاری علامہ شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۰۰۰ء)

ان کے علمی مقام کے لیے اتنا کافی ہے کہ یہ صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی (مصنف بہار شریعت)، مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفی رضا قادری، حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی، محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قادری، صدر العلما مولانا سید غلام جیلانی رحمہم اللہ جیسے جید اور جلیل القدر علمائے کرام کی شاگردی کی۔

عقیدہ: اہل سنّت و جماعت کا اس پر اجماع ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام امت سے افضل حضرت صدیق اکبر ہیں پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ اور یہ آیت تطہیر جو آپ نے نقل کی ہے اس سے افضلیت مطلقہ کا اثبات نہیں ہوتا۔ ورنہ لازم آئے گا کہ جمیع ازواج مطہرات تمام امت سے افضل ہوں۔ (فتاوی شارح بخاری ج ۲ ص ۱۶)

○○○

تفضیلیہ کے پیش کردہ حوالہ جات کی تحقیق

قارئین کرام! آپ ذیل میں تفضیلیہ کی طرف سے پیش کردہ حوالہ جات ملاحظہ کریں کہ ایک طرف علمائے اہل سنّت کا اجماعی موقف اور دوسری طرف ان کا استدلال معتزلی، شیعہ، روافض اور زیدیوں کے اقوال سے۔ ایک طرف اہل سنّت کے آسمان علم کے ستارے اور دوسری طرف بدعتی ضعیف قسم کے لوگ۔ مزید یہ کہ ایک طرف اہل بیت کرام کا عقیدہ صحیح سند سے ثابت ہے مگر تفضیلیہ انھیں ماننے سے گریز کرتے ہیں۔ دوسری طرف تفضیلیہ ضعیف روایتوں سے استدلال کر کے مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ ان تمام باتوں کا فیصلہ کہ کون حق پر ہے؟ اور کس کا عقیدہ اہل سنّت کے اقوال پر ہے؟ قارئین کرام خود فیصلہ کریں۔

مزید یہ کہ تفضیلیہ کی طرف سے پیش کردہ صحابہ کرام کے حوالہ جات سنداً اور متناً ضعیف ہیں اور تفضیلیہ کے دعوی پر سرے سے دلالت بھی نہیں کرتے۔ اور ابن عبد البر اور ابن حزم کے پیش کردہ بغیر سند کے اقوال اصول کی روشنی میں پیش کرنا غلط ہے۔ لہٰذا اس کی تفصیل میری

دوسری کتاب جو تفضیلیوں کے امام شیخ محمود سعید ممدوح کے رد میں لکھی ہے، ملاحظہ کریں!

سردست تفضیلیہ کی پیش کردہ شخصیات کے حوالہ جات کی مختصر تحقیق ملاحظہ کریں!

صاحب قول	مسلک	حوالہ
حسن بن صالح ہمدانی	زیدی	میزان الاعتدال ج۱ ص ۴۹۶
سفیان ثوری	سند ضعیف	خود تفضیل شیخین کے قائل تھے
معمر بن راشد	سند ضعیف	
امام وکیع	سند ضعیف	
محدث عبد الرزاق	مائل بہ تشیع، سند ضعیف	خود تفضیل شیخین کے قائل تھے
امام زین العابدین	سند متروک وضعیف	خود تفضیل شیخین کے قائل تھے
ابوجعفر الاسکافی	شیعہ، معتزلی	سیر اعلام النبلاء ۱۰/ ۵۵۰
قاضی عبد الجبار اسد آبادی	معتزلی	تاریخ بغداد، رقم: ۵۸۰۶
ابن ابی الحدید	معتزلی	توضیح المشتبہ، ۳/ ۱۵۰
عبید اللہ المعروف الحسکانی	شیعہ	تذکرۃ الحفاظ، رقم: ۱۰۳۲
ابن مطہر المقدسی	مجہول مؤلف	الاعلام زرکلی، ۷/ ۲۵۳
عبید اللہ بن موسیٰ	شیعہ، رافضی	المعرفۃ والتاریخ، ۳/ ۱۴۰
شیخ محمد معین ٹھٹھوی	شیعہ	الطریقۃ المحمدیۃ، ص ۵
مؤرخ المسعودی	شیعہ، معتزلی	لسان المیزان، رقم: ۵۳۷۶
صاحب بن عباد	شیعہ، معتزلی	لسان المیزان، رقم ۱۱۸۶
سید محمد بن عقیل باعلوی	رافضی	مقدمہ الصواعق المحرقۃ، ص ۳۵
یحییٰ بن حسین بن قاسم	زیدی	معجم المؤلفین، ۱۳/ ۱۹۱
منصور باللہ عبد اللہ الحسینی	زیدی فرقے کا امام	معجم المؤلفین، ۶/ ۵۰
یحییٰ بن حمزہ حسینی	زیدی فرقے کا امام	معجم المؤلفین، ۱۳/ ۱۹۵
قاضی عبد الجبار شافعی	معتزلی	لسان المیزان، رقم: ۱۵۳۹

قارئین کرام! مذکورہ بالا جدول سے واضح ہو گیا کہ تفضیلیہ کے پاس معتزلی، شیعہ اور زیدی فرقے سے تعلق رکھنے والی شخصیات کے حوالوں کے علاوہ اہل سنت سے کسی کا بھی قول موجود نہیں ہے۔ اور جن اہل سنت سے تعلق رکھنے والی شخصیات کے یہ لوگ حوالے پیش کرتے ہیں ان کی اسناد ہی مردود ہیں یا پھر اس قول میں حضرت علی المرتضیٰ ﷛ کا سیدنا ابو بکر صدیق ﷛ سے افضل ہونے کی صراحت ہی نہیں ہوتی جب کہ مطلق حضرت علی المرتضیٰ ﷛ کی افضلیت کے حوالے ہمیں مضر نہیں اور آپ کو مفید نہیں کیوں کہ اہل سنت حضرت علی المرتضیٰ ﷛ کو خلفائے ثلاثہ کے بعد افضل مانتے ہیں۔ لہٰذا جب تک ایسے حوالے نہ ہوں کہ سب سے افضل سیدنا علی المرتضیٰ ﷛ اور اس کے بھی دیگر صحابہ کی تصریح نہ ہو قابل قبول نہ ہوں گے۔

اعتراض: ایک صاحب کے سامنے جب میں نے اپنی یہ تحقیق پیش کی تو انھوں نے فرمایا کہ شیعہ، معتزلی اور زیدی ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ کیوں کہ ان کی روایات تو صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے بھری پڑی ہیں۔ ان حوالوں سے یہ معلوم ہوا کہ امت میں تفضیل علی ﷛ کہنے والے لوگ موجود تھے۔ لہٰذا ایسے اقوال سے استدلال کر سکتے ہیں۔

جواب: سنیت پر یہ کیسا دور چل رہا ہے کہ لوگ اہل سنت کے اکابر کا دامن تھامنے کی بجائے بدعتی لوگوں کے اقوال سے استدلال کر رہے ہیں اور اس بات کا انہیں ذرا بھی ملال نہیں ہے۔ بل کہ یہ لوگ ان بدعتی لوگوں کی کتابوں سے حوالہ ڈھونڈ کر اہل سنت کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں تحقیقی بات یہ ہے کہ بدعتی کی روایت جب اس کے مذہب پر دلالت کرے تو وہ روایت قابل قبول نہ ہوگی۔ جب ثقہ ہونے کے باوجود اس کی حدیث قابل قبول نہ ہوگی تو اس کی اپنی رائے کیسے قبول کی جا سکتی ہے۔

بدعتی کی روایات کا حکم:

بدعتی فرقوں سے روایت لینا ایک اہم موضوع ہے۔ یاد رہے کہ ایسے بدعتی کی روایت قابل قبول نہیں ہوتی جو اپنے مذہب کا داعی ہو اور وہ اپنے مذہب کو ثابت کرنے کے لیے کوئی روایت نقل کرے یا کوئی بات کو بیان کرے۔ ان فرقوں میں صدوق اور پرہیزگار

لوگ بھی تھے۔ چناں چہ محدثین کی ایک جماعت نے احادیث رسول ﷺ کی حفاظت اور
جامع تدوین کے پیش نظر نہ ہر بدعتی کی روایت پر علی الاطلاق رد اور عدم قبول کا حکم لگایا ہے
اور نہ ہی مسامحت برتتے ہوئے ہر شخص کی روایات کو اپنی تصانیف میں جگہ دی ہے۔ بل کہ
ان بدعتی فرقوں بہ شمول شیعہ اور معتزلی کے رد و قبول کے لیے کچھ قواعد و ضوابط وضع کیے تا کہ
ان کی مدد سے حدیث نبوی کو مبتدعین کی بدعت و ضلالت سے چھان پھٹک کر کے علاحدہ کیا
جا سکے۔ لہذا تفضیلیہ جو روایت بیان کریں اس روایت کے راویوں کے بارے میں یہ تحقیق
کریں کہ اس میں کوئی شیعہ، زیدیہ، رافضی یا معتزلی راوی تو نہیں ہے۔ اگر ہے تو پھر راوی
کتنا ہی ثقہ اور صدوق کیوں نہ ہو اس کی یہ روایت ہر گز قابل قبول نہیں ہوگی۔ لہذا اس سلسلہ
میں محدثین کرام کی آرا ملاحظہ فرمائیں!

۱- عاصم الاحول رحمہ اللہ امام ابن سیرین سے نقل فرماتے ہیں:

فتنہ کے وقوع سے پہلے تک لوگ اسناد کے بارے میں نہیں پوچھتے تھے لیکن
جب فتنہ کو وقوع ہوا تو دیکھنے لگے کہ کون اہل سنت میں سے ہے تا کہ اس کی
حدیث کو قبول کیا جائے اور کون اہل بدعت میں سے ہے تا کہ اس کی حدیث کو
چھوڑا جائے۔ (المجروحین ج ۱ ص ۸۲، مقدمہ صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۱، الکفایہ ص
۱۲۲، الضعفاء الکبیر ص ۱۰، میزان الاعتدال ج ۱ ص ۳)

۲- محدثین کرام اس بات کے قائل ہیں کہ اگر مشتق بدعت اپنی بدعت کی تبلیغ نہ کرتا ہو تو
مقبول ہے ورنہ نہیں کیوں کہ اپنی بدعت کو خوش نما بنانے کا خیال اسے روایت میں تحریف
کرنے اور انہیں اپنے مسلک کے مطابق بنانے کی تحریک پیدا کر سکتا ہے۔
(فتح المغیث للسخاوی ج ۲ ص ۶۴، الارشاد للنووی ج ۱ ص ۱۹۶،
فتح المغیث للعراقی ص ۱۴۲، التقریر والتحبیر ج ۲ ص ۲۴۰)

۳- کچھ لوگ اس بات کو سمجھ نہیں پاتے کہ اگر راوی شیعہ ہے تو پھر محدثین نے ان سے
روایت کیوں لی ہے اور پھر یہ لوگ کتب جرح و تعدیل سے ایسے حوالے نقل کرتے ہیں کہ
شیعہ راوی کی نسبت محدثین کرام نے توثیق، سچا، ایمان دار کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔

اس بارے میں عرض یہ ہے کہ یہ بات ذہن نشین رہے کہ ایسے الفاظ محدثین کرام نے
راوی کے ضبط حدیث کے بارے میں کہے ہیں۔ مزید یہ کہ شیعہ راوی اور دیگر بدعتی فرقوں
سے تعلق رکھنے والے راویوں کی روایت اُس وقت قبول کی جاتی ہے جب اس راوی میں
اول تو جھوٹ بولنے کی عادت نہ ہو، حدیث کو حفظ کر سکتا ہو، اور یہ کہ اپنے مسلک کو تقویت
دینے والی روایت نہ بیان کرتا ہو۔ ایسے راوی کی روایت قبول کر لی جاتی ہے اور جو اس
کے مسلک کو تقویت دے اس کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

۴- حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اگر راوی اخذ اور ادا (روایت لینا اور بیان کرنا) میں ثابت ہو اور اپنی رائے کا
داعی نہ ہو تو تشیع باعث ضرر نہیں ہے۔ (فتح الباری ج ۱۰ ص ۱۸۲، ہدی الساری ص ۴۰۰)

۵- شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

المختار انه ان كان داعيا الى بدعته و مروجا له رد و ان لم يكن
كذلك قبل الا ان يروى شيئا يقوى به بدعته فهو مردود قطعاً
(مقدمہ در مصطلحات حدیث مع مشکوٰۃ مترجم ص ۷،۶)

یعنی بدعتی کے بارے میں مذہب مختار یہ ہے کہ اگر وہ بدعت کا داعی اور اس کا رائج
کرنے والا ہو تو مردود ہے ورنہ مقبول، بہ شرطے کہ وہ ایسی چیز روایت نہ کرتا
ہو جس سے اس کی بدعت کو تقویت پہنچتی ہو کیوں کہ اس صورت میں تو وہ قطعاً
مردود ہے۔

۶- ڈاکٹر محمود الطحان فرماتے ہیں:

و ان كانت بدعته مفسقة فالصحيح الذى عليه الجمهور ان
روايته تقبل بشرطين: الا يكون داعية الى بدعته و الا يروى ما
يروج بدعته. (تیسیر مصطلح الحدیث ص ۱۲۳)

اگر مبتدع بدعت مفسقہ کا مرتکب ہے تو جمہور کے نزدیک جو صحیح بات ہے وہ یہ
ہے کہ اس کی روایت دو شرطوں کے ساتھ قبول کر لی جائے گی:

(اول) وہ اپنی بدعت کی طرف داعی نہ ہو۔

(دوم) ایسی بات روایت نہ کرے جو اس کی بدعت کی ترویج کا سبب بنے۔

نکتہ: یہاں یہ بات یاد رہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ کرام سے افضل قرار دینا شیعہ کے تمام فرقوں بشمول زیدیہ، رافضیہ اور معتزلیوں کا مذہب ہے۔ لہٰذا ایسی روایت یا اثر جس میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا ذکر ہو اور اس روایت میں کوئی شیعہ، زیدی، معتزلی راوی ہو (ثقہ اور صدوق ہونے کے باوجود) تو اصول کے مطابق ایسی روایت ہرگز قابل قبول نہ ہوگی۔

امید ہے کہ قارئین کرام نفس مسئلہ کی تہ تک پہنچ گئے ہوں گے۔ تفضیلیہ کو جب ایسی عبارات بتائیں تو فوراً جواب دیں گے کہ ہم بھی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افضل مانتے ہیں۔ مگر کسی دوسرے عقیدے رکھنے والے شخص پر کوئی فتویٰ نہیں لگانا چاہیے۔ جب کوئی ایسی بات کرے تو فوراً سمجھ لیں کہ ایسا شخص بدعتی اور فاسق ہے۔ کیوں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابرنے اہل سنت کی نشانیوں میں سے شیخین کو افضل ماننا بھی لکھا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جس شخص میں اہل سنت کی نشانیاں نہیں ہوں گی وہ بدعتی ہوگا۔

اس تحقیق کے بعد سب کو اختیار ہے کہ اپنا عقیدہ اہل سنت کے علمائے کرام کی عبارات کی روشنی میں استوار کرتا ہے یا پھر معتزلی اور دیگر بدعتی فرقوں کے علما کی اندھی تقلید کرتا ہے۔ اس بابت مزید عرض یہ ہے کہ مسئلہ تفضیل کو ظنی کہہ کر بھی جان خلاصی نہیں ہو سکتی کیوں کہ قطعی اور ظنی بحث سے قطع نظر بھی افضلیت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا منکر اہل سنت سے خارج ہوگا۔ قطعی اور ظنی کے مسئلہ پر تمام ابحاث کا تفصیل سے جواب میں نے اپنی دوسری کتاب جو عرب محقق شیخ سعید ممدوح کی کتاب "غاية التبجيل" کے رد میں لکھی ہے دے دیا ہے جو عن قریب شائع ہونے والی ہے۔ لہٰذا عوام الناس کو ظنی اور قطعی کے بحث میں اُلجھانا فضول ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اہل سنت و جماعت کے اصولوں کے تحت اپنا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

○○○

افضلیت سیدنا صدیق اکبر اور رد تفضیلیہ پر تازہ مطبوعہ کتب

١ اصدق التصدیق بافضلیۃ الصدیق: مخدوم عبدالواحد سیوستانی

٢ مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین: اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان بریلوی

٣ تزکِ مرتضوی (الرائحۃ العنبریۃ من المجمرۃ الحیدریۃ): مولانا حسن رضا خان حسن بریلوی

٤ افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ: ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری

٥ افضلیت سیدنا صدیق اکبر کا منکر اہل سنت سے خارج ہے: پیر مفتی محمد اسلم نقش بندی

٦ ضرب حیدری: حضرت پیر سائیں علامہ غلام رسول قاسمی

٧ افضلیت سیدنا صدیق اکبر پر اجماع امت: فیصل خان

٨ ضرب قلندین بر منکر افضلیت شیخین: مولانا مفتی محمد فضل رسول سیالوی

٩ کلمۃ الحق: مولانا محمد سلطان زاہد (خانے وال)

زبدۃ التحقیق کے جواب میں:

١٠ عمدۃ التحقیق بہ جواب زبدۃ التحقیق: قاضی محمد عظیم نقش بندی

١١ زبدۃ التحقیق میں استدلال کردہ احادیث وروایات کا تنقیدی وتحقیقی جائزہ: فیصل خان

١٢ سیف التحقیق علی راس التفسیق: مولانا فدا حسین رضوی

١٣ خاتم المحققین اشرف العلما شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد اشرف سیالوی بھی لکھ رہے ہیں۔

غاية التبجيل کے رد میں:

١٤ شفاء العلیل باثبات القطع فی التفضیل: حضرت پیر سائیں علامہ غلام رسول قاسمی

١٥ نہایۃ الدلیل فی رد صویحب غایۃ التبجیل: فیصل خان (زیر طبع) اور ان کے علاوہ

١٦، ١٧: الطریقۃ الاحمدیۃ فی حقیقۃ القطع بالافضلیۃ (متن/ترجمہ): مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی (زیر طبع)

١٨ افضلیت شیخین: مولانا شفقات احمد نقش بندی مجددی کیلانی ایضاً

١٩ وسیلۃ النجات: شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی زیر ترجمہ

٢٠ قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ایضاً

''دارالاسلام'' کی تراثِ علمیہ

1	المُبین مع تنقید وتبصرہ	حضرت سید محمد سلیمان اشرف بہاری		260
2	الرشاد	پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف بہاری		80
3	نُزھَۃُ المَقال فِی لِحیَۃِ الرِّجال	علامہ سید محمد سلیمان اشرف بہاری		50
4	شرح المرقاۃ مع رسالہ وجود رابطی	مولانا عبدالحق خیرآبادی، برکات احمد ٹونکی		200
5	امام احمد رضا؛ ایک ہمہ جہت شخصیت	کوثر نیازی		10
6	ابحاثِ ضروری	ولی اللہ لاہوری، فقیر محمد جہلمی، خورشید احمد سعیدی		80
7	الروض المجود (وحدۃ الوجود)	علامہ فضل حق خیرآبادی، محمود احمد برکاتی		80
8	علامہ فضل حق خیرآبادی؛ چند عنوانات	خوشتر نورانی (ایڈیٹر جام نور)		160
9	حیات استاذ العلما مولانا یار محمد بندیالوی	علامہ غلام سعیدی (دارالعلوم نعیمیہ کراچی)		80
10	مولود کعبہ کون؟	مولانا قاری محمد لقمان قادری	NET	50
11	من هو معاويه؛	مولانا قاری محمد لقمان قادری	NET	80
12	اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیکَ یَارَسُولَ اللہ	مولانا غلام دستگیر ہاشمی قصوری	NET	15
13	نورِ ایمان (دیوان)	مولانا عبدالسمیع بیدلؔ رام پوری	NET	40
14	توثیق صاحبین	فیصل خان رضوی (راول پنڈی)	NET	100
15	احسن الکلام فی تحقیق عقائد الاسلام	تاج الفحول مولانا عبدالقادر بدایونی	NET	25
16	عقائد اہل سنت وجماعت	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی	NET	25
17	دفاعِ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	سندھی، پرہاروی، بدایونی، جھنگوی، قاسمی	NET	100
18	افضلیت سیدنا صدیق اکبر پر اجماعِ امت	فیصل خان رضوی	NET	100
19	دیوان فضل حق خیرآبادی	تحقیق: ڈاکٹر سلمہ فردوس سہول		000
20	خیر الامصار، السنۃ الضروریہ، حبل المتین	مولانا خیر الدین نیموری دہلوی		000
21	مسند ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	امام ابوبکر احمد بن علی مروزی		000
23	کلیات کافی	مولانا سید کفایت علی کافی مرادآبادی		000

اُمت کا علمی وقار بحال کرنے کی ایک تاریخ ساز کوشش......

......اسلاف کے ورثۂ علمیہ کی اشاعتِ نو کا گراں مایہ منصوبہ

عصرِ رواں کی فکری کش مکش کے تناظر میں عالمِ اسلام کی حالتِ زار کا جو نقشہ واشگاف حقیقت بن کر سامنے آتا ہے وہ اربابِ فکر و شعور سے کسی طرح پوشیدہ نہیں۔ کفر کی بے تیز یلغار نے ہمہ گیر نظریاتی جنگ چھیڑ کر پوری دُنیا کی فضا کو 'اسلامیت' کے حق میں اس قدر مکدر بنا دیا ہے کہ موجودہ حالات کے پیشِ نظر ہمیں اس کبیدہ ماحول کو شفاف بنانے کے لیے ہر محاذ پر ساٹھوں سال دولتِ عزم جواں اور خلوصِ بے پایاں کے ساتھ مسلسل کوشاں رہنا ہوگا۔ اگر اس دوران کی جانے والی ہماری کوششیں واقع میں باطل کی فکری ہوئیں تب کہیں جا کر نتائج ہمارے لیے خیر سگالی کی نوید لائیں گے۔

حالیہ صورت میں اسلام اور مسلمانوں کی سالمیت کو درپیش چیلنجز میں سب سے بڑا چیلنج 'افتراقِ اُمت' کا ہے۔ اس پر خطر فتنے کا سراسر ضرر لازمی طور پر سوادِ اعظم 'اہلِ سنت و جماعت' کو ہوا جسے اسلامی تاریخ کے ہر دور میں 'حق کی جماعت' تسلیم کیا جاتا رہا ہے۔ چناں چہ باطل کے گماشتے 'خاطر خواہ مفادات' حاصل کرنے کی غرض سے اس حق پرست جماعت کے مقابل اپنا کر کے اس قسم کے گھناؤنے پروپیگنڈے میں اپنی تمام تر توانائیاں صرف کرنے لگے کہ جس کے عوض میں ایک طرف تو محض اس جماعت کی حقانیت و صالحیت 'مشکوک' ٹھہری۔ دوسرا باطل شغلی جو ہمیشہ سے اس کا طرۂ امتیاز تھا اُسے اس کے لیے وجہِ طعن بنا دیا گیا۔ بظاہر تو یہ صرف اہلِ سنت پر حملہ تھا، در حقیقت دینِ اسلام کی رُوح کو تار تار کرنے کی منظم سازش تھی۔

اس پر مستزاد اہلِ سنت کے تنظیمی بحرانات اور جماعتی بدمزگیاں ہیں حتیٰ کہ خود اس جماعت کے بعض علمی حلقوں کی روش یہ بن چکی ہے کہ جب کبھی ان کے آپس میں کوئی علمی بحث چل نکلتی ہے تو کہیں قبولِ حق سے انکار ہوتا ہے۔ کہیں بوگس تحقیق کے نام پر مسلمہ نظریات سے فرار ہو رہا ہے، کہیں اندھے اجتہاد کی آڑ میں صلح کلیت کا پرچار اور کہیں اغیار دوستی کا شعار۔ کہیں بے جا فتووں کی بھرمار ہے، تو کہیں تجدد پسندی کا غبار اور ہوئی پرستی کا بخار۔ یہی ہے عمومی حالتِ زار......!!! الغرض، حق شناس اور اصلاح کیش رویہ مفقود سے معدوم ہوتا چلا جا رہا ہے۔ قلقے کی بات اتنی سی ہے کہ قوم (بشمول کثیر زعما) کا مزاج علم و تحقیق سے عاری ہو چکا ہے اور دھیرے دھیرے ہر سمت حقیقی اسلامی اقدار سے ناواقفیت بڑھ رہی ہے۔

'دارالاسلام' کے کتاب دوست حلقے نے بہ اصرار اور مجلسِ عاملہ نے عمیق غور و خوض کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ اگر ملتِ اسلامیہ کا نظریاتی تشخص قرونِ اولیٰ کی روایات کے مطابق قائم رکھنا ہے اور اہلِ سنت و جماعت کو اپنا کھویا ہوا علمی مقام واپس دلانا ہے تو اسلاف کے علمی کارناموں سے نئی دُنیا کو متعارف کرانے کے لیے ان کو از سرِ نو زندہ کرنا ناگزیر ضرورت ہے۔ اسی نظریۂ ضرورت کی تعبیر کے لیے ادارہ ایک جامع پروگرام کے تحت گاہے گاہے نایاب اور کم یاب تراثِ علمیہ اہلِ اسلام کے ذوق کی نذر کرتا رہے گا ان شاء اللہ تبارک و تعالیٰ۔

کتابِ ملتِ بیضا کی پھر شیرازہ بندی ہے
یہ شاخِ ہاشمی کرنے کو ہے پھر برگ و بر پیدا

دردمند اور شعور پسند اصحابِ جاہ و ثروت کو قدم بہ قدم چلنے کی صلائے عام دی جاتی ہے۔ واللہ الہادی والموفق۔

C-8 محی الدین بلڈنگ داتا دربار مارکیٹ لاہور
Cell:0321-9425765